تحفۃ الاحباء فی اثبات الوجد والتواجد والرقص والغشی والبکاء

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے میں کہ وجد اور تواجد، غشی اور بکاء اور رقص وغیرہ حالات شریفہ جو سالکین پر وارد ہوتے ہیں، آیا قرآن مجید اور احادیث مبارکہ اور فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال سے ثابت ہے یا نہیں، اگر ثابت ہے تو اس سے انکار کرنا کیسا ہے۔

بینوا وتوجروا۔

سائل محمد حمزہ سیفی

الجواب ومنہ الصدق والصواب!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جذب قلوب العارفین الیٰ جنابھط واحرق صدور العاشقین باستماع کتابہ وعجزت آراء العقول عن ادراک کنہ ذاتہٖ وتحیرت افہام الفحول فی معرفۃ صفاتہٖ ط وخلق نوع الانسان واودع فیہ جمیع ما فی مکنوناتہٖ وشرّفہ وکرّمہ علیٰ سائر العٰلمین بخلافتہٖ ورفع درجاتہ الی اوج القرب اقصیٰ غایاتہٖ والصلٰوۃ والسلام الاتمّان الاکملان علی اشرف مخلوقاتہٖ وعلی الہٖ واصحابہ الذین کانوا ائمۃ الحق وولاتہٖ ط وعلی اولیائہٖ الذین تمسّکوا سیرتہٗ فی جمیع حالاتہٖ ط امّا بعد فاعوِذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ "اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ کِتَابًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡہُ جُلُوۡدُ الَّذِیۡنَ یَخۡشَوۡنَ رَبَّھُمۡ ثُمَّ تَلِیۡنُ جُلُوۡدُھُمۡ وَقُلُوۡبُھُمۡ اِلٰی ذِکۡرِ اللّٰہِ ط (صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ) (سورۃ: الزمر: پارہ: ۲۳)

مسئلۂ وجد اور تواجد اور جذب قرآن واحادیث مبارکہ اور فقہائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال سے ثابت ہے جو ہم ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کرینگے لیکن میرے خوش قسمت بھائی یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ وجد لغت میں مطلوب پانے کو کہا جاتا ہے اور اس کا استعمال غمی اور خوشی، محبت اور

شوق وذوق، قدرت وعلم وغیرہ میں ہوتا ہے، لیکن اہلِ تصوف کی اصطلاح میں وجد، ذوق وشوق باطنی فیض الٰہی کو کہا جاتا ہے۔ اور تواجد تکلفاً حالتِ وجد کا اظہار کرنے کو کہا جاتا ہے۔

امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

التواجد استدعاء الوجد بضرب الاختيار وليس لصاحبهٖ كمال الوجد۔

(تواجد اپنی طرف سے حالتِ وجد کو ظاہر کرنا ہے جبکہ اس کو وجدِ حقیقی حاصل نہ ہو۔)

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

التواجد المتكلف فمنه مذموم ومنه محمود۔

(تواجد تکلف سے وجد ظاہر کرنا جب ریا مطلوب ہو تو مذموم ہے اور اگر وجد حقیقی سے مشابہت مقصود ہو تو محمود ہے۔)

علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ولاشك ان التواجد وهو تكلف الوجد واظهاره من غير ان يكون له وجدًا حقيقتًا فمنه تشبه باهل الوجد الحقيقي وهو جائز بل مطلوب شرعًا۔

(اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ تکلف کے ساتھ وجد کا اظہار جب حقیقت میں نہ ہو۔ اس میں وجد حقیقی والوں کی مشابہت ہے تو جائز ہے بلکہ مطلوب شرعی ہے۔)

عین العلم کے صفحہ نمبر ۲۰۵ پر عبارت اس طرح لکھی ہوئی ہے:

والتواجد مذموم لريآء لا لقصد الوصول الى الحقيقة۔

(تواجد دکھاوے کے لئے مذموم ہے حقیقت تک پہنچنے کے لئے مذموم نہیں بلکہ محمود (اچھا) ہے۔)

For More Books Click On
Ghulam Safdar Muhammadi
Saifi

تواجد: تکلف کے ساتھ وجد ظاہر کرنے کو کہا جاتا ہے اور وجد کی جتنی تعریفیں بزرگوں نے کی ہیں سب کا مرجع (حاصل) ایک ہے فرق صرف اسباب میں ہے۔ ”جس طرح ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔“

الوجد وارد حق یزعج (ای یمیل) القلوب الی الحق“ ”کمافی احیاء العلوم۔

(وجد اللہ کی طرف سے ایسا ایک وارد ہے جو دلوں کو اللہ کی طرف مائل کرتا ہے جیسا کہ احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔)(جلد:۲:ص:۲۶۱)

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف میں فرمایا:

الوجد وارد یرد من الحق سبحانہ ”کمافی عوارف المعارف۔

(وجد اللہ تعالیٰ کی جانب سے عارفوں پر وارد ہونے والے فیض کا نام ہے۔)

ابو الحسن دراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الوجد عبارۃ عما یوجد عند السماع کمافی احیاء العلوم۔

(وجد اس حال کا نام ہے جو سماع یعنی نعت و ثناخوانی کے وقت سالکین پر وارد ہوتا ہے۔)[1]

ابو سعید بن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الوجد رفع الحجاب و مشاهدة الرقیب و حضور الفهم و ملاحظة الغیب و محادثة السر و ایناس المفقود“ کمافی احیاء العلوم۔

(وجد باطنی حجابات اٹھ جانے اور نگہبان حقیقی مشاہدہ کرنے اور فہم و فراست حاصل ہونے اور غیب کے مرتبوں کے ملاحظہ ہونے اور رازوں کے حصول کے ساتھ مشغول ہونے اور گم شدہ نعمت پانے کا نام ہے۔)[2]

---

[1] (جلد:۲:ص:۲۶۱)

عین العلم (ص ۴۰۴) میں درج ہے:

الوجد صادق القلب من شوق وخوف وحزن وقلق ویجدی نقآء القلب وحصول العلم والمکاشفة وربما لا یمکن تعبیر منه۔

(وجد صادق دل کے احوال جیسے شوق، خوف، غم، پریشانی (اضطراب) کو کہا جاتا ہے وجد دل کی صفائی لاتا ہے علم باطنی اور کشف اس سے حاصل ہوتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وجد کی تعبیر ہی ممکن نہیں رہتی)۔

عمر بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لا یقع علی کیفیة الوجد عبارة لانه سر اللہ عند عباد المؤمنین الموقنین"۔

(وجد کی کیفیت عبارت میں نہیں آسکتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے کامل یقین رکھنے والے مسلمانوں کے ساتھ۔)[3]

اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

" انه عبارة عن حالة یثمرها السماع وهو وارد حق جدید عقیب السماع یجده المستمع من نفسه۔"

(وجد ایسی حالت کو کہا جاتا ہے جو کہ نعت خوانی سے پیدا ہوتی ہے نعت سننے والا اس وارد حق کو اپنے اندر پاتا ہے۔)[4]

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں:

الوجد الحق هو ینشاء من فرط حب اللہ وصدق ارادته وشوق الی لقائه۔

---

[2] (جلد:۲:ص:۲۶۱)

[3] (کمافی احیاء العلوم:جلد:۲:ص:۲۶۱)

[4] (احیاء العلوم فی آثار السماع وآدابه:جلد:۲:ص:۲۹۳)

(وجد حق اللہ تعالیٰ سے کامل محبت اور سچی ارادۃ اور اللہ جل شانہ سے ملاقات کے شوق کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔)

ابو الحسین دراج فرماتے ہیں:

الوجد عبارۃ عما یوجد عند السماع، وقال: جال بی السماع فی میادین البھاء فاوجدنی وجود الحق عند العطاء فسقانی بکاس الصفاء فادرکت بہ منازل الرضاء واخرجنی الی ریاض التنزہ والفضاء۔

(حضرت ابو الحسین دراج رحمۃ اللہ علیہ سماع میں پائے جانے والے وجد کے بارے میں فرماتے ہیں، وجد اس چیز کو کہتے ہیں جو سماع کے وقت پائی جاتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں مجھے سماع رونق کے میدانوں میں دوڑاتا ہے تو عطا کے وقت وجود حق نے مجھے میرا مقصود عطا کر دیا اور مجھے جام صفا پلایا جس سے میں نے رضا کی منازل کو پالیا اور اس نے مجھے حفاظت اور کشادہ مکانات کی طرف پہنچا دیا۔)[5]

ابو سعید بن اعرابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

الوجد اول درجات الخصوص وھو میرات التصدیق بالغیب فلما ذاقوہ وسطع فی قلوبھم نورہ زال عنھم کل شک وریب۔

(ابو سعید بن اعرابی فرماتے ہیں کہ وجد خصوص کا پہلا درجہ ہے اور یہ غیب کا توشہ ہے۔ جب وہ اسے چکھتے ہیں اور ان کے دلوں میں اس کا نور چمکتا ہے تو ان سے ہر شک دور ہو جاتا ہے۔)[6]

اسی طرح ابو سعید بن اعرابی فرماتے ہیں:

الذی یحجب عن الوجد رؤیۃ أثار النفس والتعلق بالعلائق والاسباب، لان النفس محجوبۃ باسبابھا فاذا انقطعت الاسباب وخلص الذکر وصحا القلب ورق وصفا ونجحت

---

[5] (الاحیاء: ج:۲: ص:۲۹۲)

[6] (الاحیاء ج۲ ص ۲۹۲)

الموعظة فيه و حل من المناجات فی محل قريب و خو طب و سمع الخطاب باذن و اعية و قلب شاهد و سر ظاهر فشاهد ما كان منه خاليا، فذالک هو الوجد لانه قد وجد ما كان معه و ما عنده۔

(ابو سعید بن اعرابی مزید فرماتے ہیں کہ نفس کے آثار کو دیکھنا اور اسباب سے تعلق وجد کے سامنے حجاب ہے کیونکہ نفس اسباب کی وجہ سے پردے میں ہوتا ہے۔ جب اسباب منقطع ہو جائیں ذکر خالص اور دل صاف اور رقیق ہو جائے اور اس میں نصیحت اثر کرے اور مناجات کے سلسلے میں قریب کے مقام پر اتر جائے اسے خطاب ہو تو وہ اسے ہوش کے کانوں، حاضر دل اور سرِ ظاہر سے سُنے اور جس سے خالی تھا اس بات کا مشاہدہ کرے تو یہ وجد ہے۔ کیونکہ بعض اوقات وہ اس چیز کو پالیتا ہے جو اس کے پاس نہ تھی۔)[7]

مزید فرماتے ہیں:

الوجد ما يكون عند ذكر مزعج او خوف مقلق او توبيخ على ذلة او محادثة بلطيفة او اشارة الى فائدة او شوق الى غائب او اسف على فائت او ندم على ماض او استجلاب الى حال او داع الى واجب او مناجاة بسر، و هو مقابلة الظاهر بالظاهر و الباطن بالباطن و الغيب بالغيب و السر بالسر و استخراج مالک بما عليک مما سبق للسعى فيه فيكتب ذالک لک بعد كونه منک، فيثبت لک قدم بلا قدم و ذكر بلا ذكر، اذ كان هو المبتدى بالنعم و المتولى و اليه يرجع الامر كله فهذا ظاهر علم الوجد، و اقوال الصوفية من هٰذا الجنس فى الوجد كثيرة۔“

ترجمہ: مزید فرماتے ہیں کہ وجد اس وقت ہوتا ہے جب ذکر حرکت دینے والا اور خوف پریشان کرنے والا ہو، پھسلنے پر جھڑک ہو یا کوئی لطیف بات کی جائے یا کسی فائدے کی طرف اشارہ ہو

---

[7] (الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۲)

یا غائب کا شوق ہو یا فوت شدہ پر افسوس ہو، ماضی پر ندامت اور حال کو حاصل کرنا ہو، واجب کا داعی یا کسی سرِ قلبی سے مناجات ہو اور یہ ظاہر کا ظاہر سے، باطن کا باطن سے، غیب کا غیب سے، سر کا سر سے مقابلہ ہے جس چیز کے بارے میں تمہاری کوشش اور سعی مقدر سے نقصان کے بدلے اسے حاصل کرنا ہے تاکہ وہ تیری طرف سے ہونے کے بعد تیرے لئے لکھی جائے اور تمہارے لئے قدم بغیر قدم کے اور ذکر بغیر ذکر کے لکھا جائے کیونکہ وہی شروع میں نعمت دینے والا اور کاموں کا کفیل ہے۔ اور تمام امور اسی کی طرف لوٹتے ہیں تو یہ علم وجد کا ظاہر ہے۔ اور وجد کے سلسلے میں صوفیائے کرام کے اس طرح کے اقوال بہت زیادہ ہیں۔ [8]

مختصر یہ کہ وجد طاری ہونے کیلئے استغراق، غم یا خوشی کا عظیم واقعہ اکثر ضروری ہوتا ہے اسی وجہ سے تمرین اور تمکین کے بعد تلوین باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ استغراق باقی نہیں رہتا۔ جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو تلاوتِ قرآن کے دوران روتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: ھٰکذا کنا حتی قست قلوبنا۔ (ہم بھی اسی طرح کے تھے یہاں تک کہ ہمارے دل میں مضبوطی آ گئی۔)[9]

یعنی تلوین تمکین سے بدل گئی اور استغراب ختم ہو گیا۔ اور اگر کبھی کبھی تمکین کے بعد بھی یہ حالت طاری ہوتی ہے ”جیسے کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ“ ”از دک وفک چارہ نیست“ (تنگی اور کشادگی سے خلاصی (چارہ) نہیں ہے۔)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو منتہی (نہایت) اللہ کے قریب تھے جب اصل اور خالص تجلی بغیر ظل اور صفت کے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام بے

---

[8] (الاحیاء: ج:۲: ص:۲۹۲)

[9] (عوارف المعارف)

ہوش ہو کر گر پڑے "وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا (الایۃ)" مختصر، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی سے فیض کے اثرات کو وجد کہتے ہیں، جو کسی بھی نوعیت کا ہو۔ جب تواجد اور وجد کے معنی آپ کو معلوم ہو گئے اب ہم وجد اور حال کے اسباب اللہ کے فضل اور توفیق سے بیان کرینگے۔

نمبر۱: وجد، نعت، قرآن، سننے یا اللہ کے ذکر سے طاری ہوتا ہے۔

جیسا کہ علامہ الوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

و کثیرا تعرض ھذہ الحرکۃ للسالکین عند الذکر او سماع القرآن او مایتاثرون بہ۔

ترجمہ: اکثر اوقات سالکین کو یہ حرکتیں ذکر یا قرآنِ مجید سننے یا شیخ کی توجہ سے پیش آتی ہیں۔[10]

"**مایتاثرون بہ**" سے اشارہ ہے نعت و منقبت سننے یا توجہ شیخ یا شیخ سے ملاقات کی طرف ہے۔

اور آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں:

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ (الانفال ۲)

ترجمہ: بے شک مؤمن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت وجد طاری ہو جاتا ہے دل کا ڈر جانا وجد کی ایک قسم ہے۔

نمبر۲: کبھی وجد، مشاہدہ، خوف اور ہیبت سے طاری ہوتا ہے۔ "بخاری شریف کتاب التفسیر میں ہے: **وثیابک فطھر فجئثت منہ رعبا فرجعت فقلت زملونی الحدیث۔** (مجھ پر اس فرشتے

---

[10] (روح المعانی: سورۃ اعراف: آیت: ۱۵۵)

کا رعب طاری ہوا اور لوٹ کر گھر آیا اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ”مجھے چادر میں لپیٹ دو“ رُعب کا طاری ہونا یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے۔)

اور آیت مبارکہ میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا - فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ (۱۴۳)

ترجمہ: جب پہاڑ پر رب نے اپنی تجلی کی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو بے ہوشی طاری ہوئی یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے جس کا سبب وہ ہیبت ہے یا اس بجلی کی عظمت ہے۔ حضرت امام ربانی کے قول کے مطابق یہ تجلی ذاتی تھی۔ ظلّی یا صفاتی نہیں تھی باقی تفصیل مکتوبات شریف میں درج ہے۔

نمبر ۳: وجد کبھی ایسے وقت میں طاری ہوتا ہے جب اپنی کسی خطا پر اللہ کا کوئی مقبول بندہ یا ولی اسے تنبیہ کرتا ہے جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلم عبادانی کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ مسلم عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس چار مہمان آئے ان میں سے ایک عتبہ الغلام بھی تھا تو کھانا کھانے کے وقت کسی نے یہ شعر پڑھا:

وتھلیک عن دار الخلود مطاعم   و لذۃ نفس غیھا غیر نافع

ترجمہ: تمہیں آخرت سے غافل کرتے ہیں لذیذ کھانے اور نفس کی لذتیں جن کی تابعداری غیر نافع ہے۔

(یہ سن کر) عتبہ الغلام چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔

نمبر ۴: وجد کبھی ایسے وقت میں طاری ہوتا ہے جب ایک بلند مرتبے والا شخص کسی کی زبان سے اپنی تعریف سنے (اپنے بارے میں عزت و سعادت کے الفاظ سنے) جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ

وجہہ اور حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسَلَّم سے اپنی شان میں عزت وبلندی کے الفاظ سنے تو ایک پاؤں پر بھاگنے لگے اور پھر ناچنا شروع کر دیا۔ یہ حدیث مبارکہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۳۰۴ پر آداب سماع میں ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل ان شاء اللہ وتعالیٰ آئندہ بیان کرینگے۔

نمبر ۵: وجد کبھی جنت وجہنم کے ذکر (یاد) سے بھی ہوتا ہے جیسے کہ صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”فان ان او تاوہ او بکی فارتفع بکائہ ان کان من ذکر الجنة او النار لم یقطعھا لانہ یدل علی زیادة الخشوع“ ”ہدایہ باب مایفسد الصلٰوة ومایکرہ فیھا“۔

(اگر کوئی شخص نماز میں آہ کرتا ہے یا اوہ کرتا ہے یا روتا ہے اور اسکی آواز بلند ہوتی ہے تو یہ اگر جنت وجہنم کی یاد سے ہوتا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اس لئے یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس میں عاجزی ہے۔ ان شاء اللہ یہ بحث بھی آئندہ تفصیل سے ذکر کریں گے۔)

نمبر ٦: کبھی وجد ایک محسوس فائدہ یا خوش خبری سننے پر طاری ہو جاتا ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آتا ہے: انہ علیہ الصلٰوة والسلام اذا مر بآیة رحمة استبشر و دعا عندہ۔ (نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسَلَّم جب رحمت کی آیتیں پڑھتے تو خوش ہوجاتے اور اس وقت دعا کرتے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خیال میں (استبشار) یعنی خوش ہوجانا یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے۔)[11]

---

[11] (الاحیاء: ج:۲: ص:۲۹۷)

نمبر ۷: کبھی کبھی وجد کسی فوت شدہ شے پر افسوس کرتے ہوئے بھی طاری ہو جاتا ہے جیسے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین بار حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی یاد میں بے ہوش ہو گئے تھے۔

شفیا اصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث سناتے ہوئے:

”کمافی الترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی الریاء والسمعة“

نمبر ۸: وجد کبھی پرانی غلطی جو صادر ہوئی اس پر پشیماں ہونے کی وجہ سے بھی طاری ہوتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مدح میں آیا ہے: ان کی آنکھیں ایسی ایسی گھوم رہی تھیں گویا وہ پاگل ہوں۔ یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے۔ یہ روایت علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیقہ جلد: نمبر: ۲: ص: نمبر: ۵۲۴ میں ذکر کیا ہے۔ جو قسمیں ہم نے ذکر کی ہیں اس کے علاوہ بھی وجد کے اسباب ہیں۔ یہ آٹھ مثال کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ پڑھنے والوں کو معلوم ہو کہ وجد وحال کے اسباب بہت سارے ہیں جس طرح وجد وحال کے اسباب بہت زیادہ ہیں اسی طرح اقسام بھی بہت ساری ہیں۔ جیسا کہ:

(۱) وجد غم وخوف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

”شیبتنی ھود واخواتھا“۔

ترجمہ: سورۃ ھود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔[12]

”امام غزالی رحمہ اللہ اس حدیث کے حوالے سے فرماتے ہیں:

---

[12] (رواہ ترمذی

وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم شیبتنی ھود واخواتھا خبر عن الوجد فان الشیب یحصل من الحزن والخوف وذالک وجد۔

(حضور اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کا یہ خبر دینا کہ سورۃ ھود اور اسطرح کی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ داڑھی کا سفید ہونا غم یا خوف کی وجہ سے یہ وجد کی قسم ہے۔)[13]

(۲) کبھی وجد رونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

شیخ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

واعلم ان للباکین عند السماع مواجید مختلفۃ فمنھم من یبکی خوفا ومنھم من یبکی شوقا ومنھم من یبکی فرحا۔

(جان لو کہ سماع یا نعت خوانی کے وقت وجد کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں بعض خوف کی وجہ سے ، بعض شوق وذوق کی وجہ سے اور بعض خوشی وفرحت کی وجہ سے روتے ہیں۔)[14]

”جس طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ“

فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ (النساء ۴۱)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کے سامنے سورۃ النساء تلاوت کر رہا تھا جب میں اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ (النساء ۴۱) تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: رک جاؤ: ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مڑ کر دیکھا فاذا عیناہ تذرفان تو حضور اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم ”کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

---

[13] (اخرجہ الترمذی والحاکم کمافی الاحیاء: ج:۲: ص:۲۹۸: باب آثار السماء وآدابہ)

[14] (کمافی عوارف المعارف: باب:۲۴: ص:۱۱۷)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا "فاذا عیناہ تذرفان" تو حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور فرمایا (حسبک) (بس یہی کافی ہے)

"وفی روایۃ انہ علیہ السلام قرء ھذہ الآیۃ او قرء عندہ ان لدینا انکالا و جحیما و طعاما ذا غصۃ و عذابا الیما" "فصعق"

ترجمہ: ایک اور روایت میں ہے کہ یہ آیت (ان لدینا) آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے خود تلاوت کی یا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی موجودگی میں کسی اور نے تلاوت کی تو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے آواز بلند کی (ذکر اللہ سے) یاد رہے کہ لغت میں لفظ صعق کا معنٰی بے اختیار اضطراری کیفیت ہی مذکور ہے۔ (الاحیاء: ج ۲ ص ۲۹۷)

(۳) کبھی وجد ایسی صورت میں بھی ہوتا ہے کہ کوئی شور شرابہ، چیخ یا نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتا ہے اور وجد ظاہر ہوتا ہے۔

"جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "کتاب الجنائز جلدنمبر: 1: صفحہ: 183 باب ما جاء فی عذاب القبر" میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے روایت ہے "ضج المسلمون ضجۃ" کہ مسلمانوں نے چیخیں ماردیں۔ یہی روایت امام نسائی نے نسائی شریف میں کتاب الجنائز جلدنمبر ۱ صفحہ ۲۲۶ پر ذکر کی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاری سے یہ آیت مبارکہ سنی "ان عذاب ربک لواقع" (فصاح صیحۃ و خر مغشیا فحمل الی بیتہ فلم یزل مریضا فی بیتہ شھرا) تو سننے کے بعد چیخ مار کر بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اٹھا کر گھر لے گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی روز تک گھر پر بیمار رہے۔[15]

جامع الاحادیث المسانید والمراسیل میں امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا ہے اس واقعہ کے بارے میں "فخر مغشیا علیہ الی الغد" صبح تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش رہے:

وقال النابلسی رحمة الله تعالٰی علیه فی الحدیقة الندیة قرا عمر رضی الله تعالٰی عنه اذا الشمس کورت حتی اذا بلغ و اذا الصحف نشرت فخر مغشیا علیه و صار یضرب علی الارض ساعة کبیرة۔ و کذا فی تنبیه المغتبرین للامام الشعرانی رحمة الله علیه ایضًا۔ (اور علامہ نابلسی نے حدیقۃ الندیہ میں تحریر کیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے اذا الشمس کورت تلاوت کی یہاں تک کہ (اذا بلغ و اذا الصحف نشرت) جب پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بہت وقت تک ہاتھ اور پاؤں مبارک زمین پر مارتے رہے۔ اسی طرح کا واقعہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ المغتبرین میں نقل کیا ہے۔)

نمبر ۴: اور وجد کبھی (اقشعرار الجسد) یعنی اعضاء اور بدن پر لرزہ طاری ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا:

"الله نزل احسن الحدیث کتابا متشابها مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم (الآیة)" (سورہ زمر)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بہت خوب صورت باتیں نازل کی ہیں۔ ایسی کتاب جس کی آیت ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں اور بار بار پڑھی جاتی ہیں ان کے جسم پر حرکت اور لرزہ طاری ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ جس طرح حدیث مبارکہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

---

[15] (کمافی الاحیاء: ج:۲: ص:۲۹۷)

صاحب زادی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعریف میں فرماتی ہیں۔

"تدمع اعینھم و تقشعر جلودھم کما فی المظھری و سیأتی انشاء اللہ تعالیٰ"

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور کھال لرزتے تھے۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم جلد دوم صفحہ ۲۹۸ میں تحریر کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک نیک نوجوان کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کا بدن لرزنے لگا وہ نوجوان بہت خوش ہوا پھر اس کی مرض الموت میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عیادت کیلئے گئے تو اس نوجوان نے کہا کہ میرے جسم کا لرزنا خوب صورت شکل کی صورت میں آیا اور کہا کہ: ان اللہ قد غفر لی بھا کل ذنب۔ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے تمام گناہ بخش دیئے ہیں۔)

تفسیر مدارک میں سورۃ زمر کی آیت نمبر 23 کی تفسیر میں یہ حدیث شریف منقول ہے:

اذا اقشعر جلد المؤمن من خشیۃ اللہ تعالیٰ تحاتت ذنوبہ کما یتحاتت عن الشجرۃ الیابسۃ ورقھا۔

(جب مومن کی کھال اللہ کے خوف سے لرزنے لگتی ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے خشک درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔)

نمبر ۵: وجد کبھی بے ہوشی کی صورت میں ہوتی ہے کہ انسان بے ہوش ہو جاتا ہے کبھی فریاد کرنے لگتا ہے اور کبھی آہ یا سسکیوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور سینے کے لطائف کی حرکت یا ذکر کرنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے کہ ترمذی جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۳، ابواب الزھد

میں حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شفی اصبحی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حدیث بیان کرتے وقت تین بار بے ہوش ہو جانا مذکور ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ رمضان المبارک کی رات میں امام کے پیچھے نماز باجماعت میں کھڑے تھے کہ یہ آیت مبارکہ سننے کے بعد وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْکَ (بنی اسرائیل ٨٦) یہ آیت مبارکہ سننے کے بعد آپ نے بہت زور سے چیخ ماری۔ آیت کا ترجمہ (اگر ہم چاہتے تو ہم لے لیتے جو ہم نے وحی کی ہے واپس لے لیتے۔ (وظن الناس انه قدطارت روحه و احمر وجهه و ارتعد فرائضه) لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی روح مبارک پرواز کر گئی ہے۔ ان کا چہرہ مبارک سرخ ہوا۔ ان کا جسم لرزنے لگا۔[16]

اور ملا علی قاری نے مشکوٰۃ کے مقدمے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قاری سے یہ آیت کریمہ سنی: ”هَذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ (٣٥) وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُونَ (المرسلات ٣٦) فتغير الشافعی رحمة اللہ تعالٰی علیه و ارتعد و خر مغشيا علیه“ تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اور آپ لرزنے لگے اور آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔[17]

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلیل القدر تابعی ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے لوہار کی آگ دیکھی تو چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے اور پانچ نمازیں بے ہوشی کے باعث قضا ہوئیں۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود ص ان کے سرہانے بیٹھ کر یہ فرمارہے تھے کہ (هٰذا و

---

[16] (الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۷: کتاب آداب السماع والوجد)

[17] (مرقاۃ المفاتیح، ج ۱ ص ۴۴)

الله هو الخوف) اللہ کی قسم! یہ اللہ کے خوف کی وجہ سے ہے، جیسے حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حالتِ نماز میں غشی یا بے ہوشی طاری ہونا۔"[18]

اور حضرت زرارہ بن اوفی تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ بنی قطیر کے محلے میں امامت کرایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نماز فجر میں آیت مبارکہ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ (۸) فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ (المدثر ۹) پڑھی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور فوت ہو گئے۔ اس حدیث شریف کے تحت تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی میں قرآن سن کر مر جانے کے چند واقعات تحریر کئے گئے ہیں۔

حضرت خلید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیت مبارکہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (العنكبوت ۵۷) کی تلاوت کی اور چند بار تکرار کیا۔ گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کم تردد۔۔۔ کب تک اسی آیت کا تکرار کرتے رہو گئے۔ اس سے چار جنوں کو تو مار چکے ہو جن کو آسمان کی طرف سر اٹھانے کی بھی ہمت نہ ہوئی پہلے ہی فوت ہو گئے یہ سن کر آپ رنج و غم سے اس قدر نڈھال ہو گئے کہ اہلِ خانہ تک حیران رہ گئے۔ گویا کہ بدل گئے تھے۔[19] اور یا ثعلبہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حالتِ نماز میں گر جانا اور چیخیں مارنا اور بے ہوش ہو جانا اور وفات پا جانا یہ بھی عین جذب ہے۔[20]

۶۔ اور وجد کبھی (رجفة البدن او رجفة القلب) (بدن کا لرزنا اور قلب کا لرزنا) کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے علامہ حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح المعانی میں اس آیت کریمہ (فلما أخذتهم الرجفة) کے نیچے ارشاد فرماتے ہیں:

---

[18] (مرقاۃ ۴۵۴: ۱ عوارف المعارف ص ۵۱ مکتوبات شریف مکتوب ۱۱۸: دفتر ۳)

[19] (تحفۃ الاحوذی: ج: ۲: ص: ۵۲۴)

[20] (تنبیہ الغافلین)

(أي رجفة البدن التي هي من مبادي صعقة الفناء عند طريان بوارق الأنوار وظهور طوالع تجليات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده وكثيرا ما تعرض هذه الحركة للسالكين عند الذكر أو سماع القرآن أو ما يتأثرون به حتى تكاد تتفرق أعضائهم وقد شاهدنا ذلک في الخالدين من أهل الطريقة النقشبندية۔ [21]

ترجمہ: جسم کا ہلنا جو فنا فی اللہ کے مقام کی ابتدا میں وارد ہوتا ہے جب انوار اور تجلیات کی روشنیاں اس پر برستی ہیں اللہ کی صفات کی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے جو جسم ہلنے اور لرزنے لگتا ہے بہت سے سالکوں کو یہ حالت ذکر کے وقت قرآن کریم کے سننے کے وقت ہوتی ہے یا شیخ کی توجہ یا نعت خوانی یا سماع کے وقت پیش آتی ہے اس حد تک کہ قریب ہوتا ہے کہ اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں اس حالت کو ہم نے مولانا خالد نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں خود ملاحظہ کیا جو سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ لوگ تھے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف "باب کیف بدا الوحی الی رسول اللہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم: ج: ۱ : ص: ۳" پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ "قالت فرجع بها رسول اللہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم یرجف فواده (وفی روایة فرجف بوادره) فدخل علی خدیجة بنت خویلد رضی اللہ تعالٰی عنها فقال زملونی زملونی فزملوه حتی ذهب عنه الروع"۔ [22]

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم پر پہلی وحی نازل ہونے کے بعد غارِ حرا سے واپس گھر تشریف لائے آپ کا دل مبارک ہل رہا تھا۔ دوسری روایت میں ہے آپ کے لطائف مبارکہ حرکت کر رہے تھے۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ مجھے

---

[21] (روح المعانی: ج: ۳: ص: ۸۶: سورۃ اعراف: آیت: ۱۵۵)

[22] باب کیف بدا الوحی الی رسول اللہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم: ج: ۱ : ص: ۳

چادر میں لپیٹ دو (تین مرتبہ فرمایا) تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے جسم اقدس پر چادر اڑھادی یہاں تک کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے بدن کا لرزنا یا ہلنا ختم ہو گیا۔ ہیبت زدہ شخص کو علاج کی غرض سے کپڑوں میں لپیٹنا عربوں کا عام دستور ہوتا ہے پھر بعد میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی (یا ایھا المزمل) اور (یا ایھا المدثر) اور خیرات الحسان: ص: ٣٦: فصل: ١٥: میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ ایک دن نماز فجر میں یہ آیت کریمہ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُونَ (ابراھیم ۴۲) کی تلاوت کی تو آپ کے بدن پر کپکپی طاری ہو گئی یہاں تک کہ لوگ سمجھ گئے کہ آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی ہے۔[23]

۷۔ اور وجد کبھی (حنین) یعنی رونے کی صورت میں اور کبھی (صعق) اور (خرور) یعنی گرنا اور بے ہوش ہو جانے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کہ اایت کریمہ میں ہے فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَکَ تُبْتُ إِلَيْکَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ (الاعراف ۱۴۳)

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب نے پہاڑ پر تجلّی ڈالی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ وجد کی حقیقت پر دلالت کرتی ہے۔ اور جیسے کہ شعب الایمان میں اور ابن عدی کی کتاب الکامل میں حرب بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسلًا روایت منقول ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم: ج: ٢: ص: ٢٩٧: پر نقل کیا ہے (انہ علیہ الصلٰوۃ والسلام قرا عندہ ان لدینا انکالا وجحیما وطعاما ذا غصۃ وعذابا الیما) (فصعق)

---

[23] خیرات الحسان: ص: ٣٦: فصل: ١٥

حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی گئی (ان لدینا) تو حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم بے خود ہو گئے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب التفسیر باب قوله تعالیٰ: لَا تَسأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ (المائدۃ ۱۰۱) (ج:۲:ص:۲۶۵: میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے خوف کے معاملے میں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے وعظ کے دوران خوف کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت منقول ہے: فغطی اصحاب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم وجوھھم لھم حنین۔ (صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور فریاد و گریہ وزاری کر رہے تھے۔)

۸۔ اور وجد کبھی اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اپنے جسم کے کپڑے پھاڑتا ہے۔

جیسے عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقۃ الندیہ: ج: ۲: ص: ۵۲۵: پر فرماتے ہیں (وانشد الشیخ الامام شهاب الدین احمد الزهری رحمة اللہ تعالٰی علیه متعذرًا عن کشف رأس الفقراء فی الذکر بقوله) حضرت شیخ شہاب الدین زہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہلِ تصوف اور فقہائے حقیقی کے ذکر کے وقت میں سر ٹکرانے کا عذر پیش کرتے ہوئے یہ اشعار تحریر کئے:

یلومونی فی کشف راسی واننی　　لمعترف انی علی ذالک اوجر
لقصدی به اظهار ذلتی التی　　هی المقصد الاسنی لمن یتبصر

ترجمہ: یہ لوگ سر ٹکرانے میں مجھے ملامت کرتے ہیں حالانکہ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مجھ کو اس کا اجر ملتا ہے اس لئے کہ میرا مقصد اپنی ذات اور عاجزی کا اظہار کرنا ہے جو کہ اہلِ بصیرت کے نزدیک بیش قیمت اور اعلیٰ مقصد ہے کہ انسان اپنی عاجزی کا اظہار کرے۔

شیخ اجل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عوارف المعارف میں فرمایا کہ حضرت رویم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: فمنهم من يمزق ثيابه ومنهم من يبكى ومنهم من يصيح۔ (بعض سالک اپنے کپڑے پھاڑتے ہیں اور بعض روتے ہیں اور بعض چیخیں مارتے ہیں۔)[24]

اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ولايبعد ان يغلب الوجد بحيث يمزق ثوبه۔ اھ[25]

ترجمہ: اور یہ بات بعید نہیں کہ حال اور وجد کی کیفیت اتنی زیادہ ہو جائے کہ سالک اپنے کپڑے پھاڑنے لگے۔

”اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے بعض ساتھیوں کے حوالے سے حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں“

”رایت الشبلی رحمة اللہ تعالٰی علیه قائما یتواجد وقد خرق ثوبه وهو یقول“۔

شققت ثوبی علیک حقا   اردت قلبی فصادقته
یدای بالجیب اذ برقاء   وما لثوبی اردت خرقا
لو کان قلبی مکان جیبی   لکان الشق مستحقا

---

[24] (عوارف المعارف ص ۱۰۹ باب ۲۲)

[25] (کمافی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۳۰۴)

ترجمہ: میں نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ کھڑے تھے اور وجد آپ پر طاری تھا اور اپنے کپڑے پھاڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ میں نے تیرے عشق میں اپنے کپڑے پھاڑ لئے اور میرا مقصد اپنے کپڑے پھاڑنا نہ تھا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے دل کو پھاڑ لوں مگر میرا ہاتھ گریبان سے ٹکرا گیا اگر گریبان کی جگہ دل میرے ہاتھ میں آ جاتا تو یہ پھٹ جانے کا زیادہ مستحق تھا۔[26]

۹۔ وجد کبھی اضطراب اور لرزنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید حضرت ابو الحسن محمد بن احمد سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سہل بن عبد اللہ تستری کی صحبت میں ساٹھ (۶۰) سال رہا مگر آپ پر کبھی وجد طاری ہوتا نہ دکھائی دیا (اس لئے کہ وہ منتہی تھے) لیکن آخر میں ایک مرتبہ ایک آیت کریمہ: اَلْمُلْکُ یَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ (الفرقان ۲۶) سنی تو سخت اضطراب طاری ہوا اور ان پر جذب کی کیفیت طاری ہوئی۔[27]

مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

در سشان آشوب و چرخ و زلزلہ　　نہ زیادا تست و باب سلسلہ[28]

ترجمہ: اللہ کے عاشقوں کا درس آنسو بہانا اور لرزنا اور کپکپی طاری ہونا ہے۔ کتاب زیادۃ کے نو ابواب نہ تو پڑھتے ہوتے ہیں اور نہ ہی درس کا سلسلہ ہوتا ہے۔

---

[26] (کذافی ھدایۃ السالکین ص ۲۲۲ فی رد المنکرین وفی احقاق المعالی ج ۲ ص ۵۲ کمافی الحدیقۃ ج ۲ ص ۵۲۴)

[27] (الاحیاء ج ۲ ص ۳۰۳)

[28] (مثنوی شریف: دفتر چھارم)

۱۰۔ وجد کبھی اس صورت میں ہوتا ہے کہ زبان سے جاری ہو اللہ یاھو یا آہ یا مہمل الفاظ زبان سے ادا ہوتے ہیں جیسے صاحبِ ہدایہ، علامہ برہان الدین مرغینانی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: وان ان فیھا اوتاوہ او بکی فارتفع بکائہ ان کان من ذکر الجنۃ او النار لم یقطعھا لانہ یدل علی زیادۃ الخشوع وسیاتی مفصلا انشاء اللہ تعالیٰ۔ (اگر نماز میں ایک شخص آہ یا اوہ یاھو یا روتا ہے اور اس کا رونا بلند ہوتا ہے یعنی حروف خارج یا حاصل ہوتے ہیں اور اگر یہ رونا جنت یا جہنم کی یاد سے حاصل ہوا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ عاجزی اور انکساری کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ اس کی پوری تفصیل بعد میں ان شاء اللہ بیان کی جائے گی۔)

”فتاوی امجدیہ میں مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں“ ذکر جنت ونار پر اگر گریہ طاری ہو اور آہ اُف وغیرہما الفاظ زبان سے نکل گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر ایک دو قدم ایسی حالت میں آگے یا پیچھے ہٹ گیا جب بھی حرج نہیں (در مختار میں ہے)”لالذکر جنۃ او نار“ (رد المختار میں ہے)”لان الانین ونحوہ اذا کان بذکرھما صار کانہ قالہ اللّٰھم انی اسئلک الجنۃ واعوذبک من النار ولو صرح بہ لاتفسد صلٰوتہ“ [29]

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انوار قدسیہ (ج ۲ ص ۳۹) میں آداب الذکر میں فرماتے ہیں:
”امامسلوب الاختیار فھو مع مایرد علیہ من الاسرار فقد یجری علی لسانہ: اللہ، اللہ، اللہ ، اللہ، اوھو، ھو، ھو، اولا، لا، لا، او آہ، آہ، آہ او عا، عا، عا او آ، آ، آ او ھا، ھا، ھا او صوت بغیر حرف او تخبیط وادبہ عند ذالک التسلیم للوارد فاذا انقضی الوارد فادبہ السکون من غیر تقول“۔

---

[29] (فتاوی امجدیہ: ج: ۱ :ص: ۱۸۱)

(جو کچھ مسلوب الاختیار سالک ہے اپنے اسرار جو ان پر وارد ہوتے ہیں اسے معذور سمجھا جائے گا۔ جب اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جائیں اللہ، اللہ، اللہ کبھی ھو، ھو، ھو کبھی لا، لا، لا کبھی آ، آ، آ کبھی عا، عا، عا کبھی ھا، ھا، ھا اور کبھی بغیر حروف با معنی کے آواز نکالنا اور کبھی غیر معنی الفاظ کا اس کے زبان سے ادا ہونا۔ تو اس وقت سالک کیلئے ادب یہ ہے کہ اس کا یہ وارد تسلیم کر لیا جائے اور جب وارد ختم ہو جائے پھر اس کے لئے ادب یہ ہے کہ سکون سے اس سے کسی متعلق سوال نہ کیا جائے۔ (صاحب فقہ علی مذاہب اربعہ علامہ عبدالرحمن جزیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے (تافیف) یعنی اُف، اُف کرنا باقی کی طرح شمار کیا ہے۔)

۱۱۔ اور وجد کبھی ہنسنے کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ امام بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے صحیح سند کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے دعا فرمائی:

فضحکت عائشة رضی اللہ عنھا حتی سقط راسھا فی حجرہ من الضحک فقال لھا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلَّم ایسرک دعائی؟ فقالت مالی لایسرنی دعاؤک فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلَّم لدعائی لامتی فی کل صلوٰۃ۔ (الحدیث)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت رسول اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی دعائے مبارکہ سے اس قدر تبسم فرمایا کہ آپ کا سر مبارک حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے دامن اقدس سے مس ہو گیا۔ حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا کہ آپ کو میری دعا سے اس قدر خوشی ہوئی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جی ہاں! کیوں نہیں۔ حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: میں ہر امتی کے لئے ہر نماز کے بعد یہی دعا

کرتا ہوں۔ اس ہنسنے کی دو وجہ ہوتی ہیں یا وجد کا غلبہ اور خوشی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجد بھی اسی ہنسنے کی صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔

۱۲۔ وجد کبھی رقص کرنے یا ایک پاؤں پر بھاگنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وجد کی حالت میں ایک پاؤں پر بھاگے تھے۔ یہ بھی وجد کے باعث ہوا۔[30]

امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے:

فکان ھذا اصلا فی رقص الصوفیۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم۔

(یہ صوفیاء کے رقص کی اصل ہے۔)

علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقہ (ج ۲ ص ۵۳۲) میں شیخ نجم الدین عذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ کبھی وجد انسان پر غالب ہو جاتا ہے کہ اس سے ایسے افعال واحوال صادر ہوتے ہیں کہ وہ بظاہر مجنون نظر آتا ہے۔

"کالرقص و الدوران و تخریق الثوب و ھی حالۃ شریفۃ"۔

ترجمہ: جیسے رقص کرنا، گول دائرے کی صورت میں گھومنا، کپڑے پھاڑنا یہ اچھی حالت ہے۔

صاحبِ فتاویٰ خیریہ نے تحریر کیا ہے کہ:

اما الرقص ففیہ للفقھاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم کلام منھم من منعہ و منھم من لم یمنع حیث وجاء لذۃ الشھود و غلب علیہ الوجد و استدل بما وقع لجعفر بن ابی طالب رضی اللہ

---

[30] (الاحیاء: ج: ۲: ص: ۳۰۴)

تعالٰی عنہ لما قال لہ النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلّم اشبھت خلقی و خلقی۔۔۔ فحجل و فی روایۃ رقص من لذۃ ھٰذا الخطاب"۔

(رقص کے بارے میں فقہائے عظام کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض فقہاء رقص کو منع کرتے ہیں اور بعض فقہاء منع نہیں کرتے، جب شھود کا مزہ پاتے ہیں تو وجد ان پر غالب آجاتا ہے اور ان کے لئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بطورِ دلیل قرار دیتے ہیں۔ جب حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ان سے فرمایا کہ ان کی شکل شباہت، اخلاق حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم سے مشابہ ہے تو انہوں نے ایک پاؤں سے دوڑنا شروع کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس خطاب کی لذت سے انہوں نے رقص کرنا شروع کیا۔)[31]

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردالمختار: ج:۳:ص: ۳۳۴: قبیل باب البغات میں تحریر کیا ہے: والتحقیق القاطع للنزاع فی امر الرقص والسماع۔ الخ وسیاتی انشاء اللّٰہ تعالٰی۔

(وہ تحقیق جس سے اختلاف ختم ہو جاتا ہے سماع اور رقص کے بارے میں عارفوں کے لئے تفصیلی عبارت آگے بتائی جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔)

پھر فرمایا:

فقمت تسعی علی رجل و حق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس۔

(پس میں کھڑا ہوا اور ایک پاؤں پر دوڑتا ہوں جسے آقا اپنی طرف بلائیں اسے چاہئے کہ سر کے بل بھاگ کر پہنچے۔)[32]

---

[31] (فتاوی خیریہ علی ھامش تنقیح الفتاوی الحامدیہ: ج:۲:ص:۲۸۳: کذافی الاحیاء: ج:۵:ص:۲۱۲: و کذافی تفسیرات احمدیہ: ص:۲۰۲)

[32] (ردالمختار ج۳ ص۳۳۷)

۱۳۔ وجد میں کبھی انسان بیٹھے ہوئے بھی اور کندھوں کو گول دائرے کی صورت میں حرکت دیتاہے کبھی سر کو جھٹکے سے حرکت دیتاہے جیسے علامہ شامی مجموعہ رسائل جلداول میں فرماتے ہیں:

فقد سئل امام الطائفتین سیدنا الجنید رضی اللہ تعالی عنہ ان اقواما یتواجدون ویتمایلون فقال دعوھم مع اللہ تعالی یفرحون۔ الخ۔ (الی ان قال) ولو ذقت مذاقھم عذرتھم فی صیاحھم وشق ثیابھم"

ترجمہ: حضرت جنید بغدادی سے سوال کیا گیا کہ کچھ لوگ ذکر میں تاؤ پیچ کھاتے ہیں اس کے متعلق کیا رائے ہے؟ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا: کہ ان لوگوں کو اللہ کے ساتھ چھوڑ دو کہ اپنی خوشیاں منائیں پھر مزید آپ نے فرمایا کہ یہ مزہ اگر تم نے چکھا ہوا تھا تو ان کو چیخیں مارنے اور کپڑے پھاڑنے کو معذور سمجھتے۔[33]

جیسے علامہ نابلسی نے حدیقہ (جلددوم) ص:۵۲۴ میں فرمایا: کالرقص والدور ان وتخریق الاثواب۔ (رقص کرنا دائرے کی صورت میں گھومنا اپنے کپڑے پھاڑنا۔) (کما فی الحدیقۃ)

اس کے علاوہ اور بھی مختلف صورتیں ہیں جن سے وجد اور حال کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے توجہ مبارک سے نان فروش کا ظاہری رنگ، شکل وصورت حضرت خواجہ باقی باللہ کی صورت کے مشابہ ہوگئی تھی۔ بتوجہ اتحادی اور وجد وحال سے۔[34]

---

[33] (مجموعۃالرسائل ج ۱ ص ۱۷۳)

[34] (تفسیر عزیزی: ص: 338 سورۃ اقراء)

جیسے گرمی اور حرارت کا حاصل ہونا جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ میں مرقوم ہے۔ **وان جبینہ لیتفصد عرقا (وسیاتی انشاء اللہ تعالیٰ)** "اسی طرح وجد غم و خوف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جس طرح ترمذی شریف کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ:

"شیبتنی ھود و اخواتھا" ۔(سورہ ھود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔)

جیسا کہ غوث الثقلین حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور صحبت سے انتقال کر جاتے اور کچھ لوگ صحرا کی جانب چلے جاتے اور کچھ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو جاتے۔[35]

جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اسی طرح حال کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ انہوں نے چیخ ماری اور سر پر ہاتھ رکھا اور حیران و سرگردان باہر نکلے اور یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے تھے کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ تین دن اسی کیفت میں گزار دیئے۔

"فصاح و وضع یدہ علی راسہ و خرج ھائما لایدری این یتوجہ مدۃ ثلاثۃ ایام کما فی الحدیقۃ:ص:۱۰۹"

مشہور تابعی اور فقہ کے بانی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام سے آیت:**"ولا تحسبن اللہ۔ الخ"** سنی تو بدن پر کپکپی طاری ہو گئی یہاں تک کہ دوسروں کو معلوم ہو رہی تھی۔[36]

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ وجد و جذب کی حالت میں بھاگنا، دوڑنا، زمین پر گر کر ہاتھ پاؤں مارنا۔ نیز بلا اختیار کسی طرف چلے جانا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے چنانچہ **رسالہ روح نماز:ص:۲۳:** میں حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

---

[35] (سیف المقلدین:ص:۵۳۸)

[36] (الخیرات الحسّان:ص:۳۹)

متعلق مروی ہے کہ ایک دن کسی سے آیت إِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ (الطور ۷) سن کر بہت بڑی چیخ ماری اور بے اختیار ہو کر گر پڑے، اٹھا کر گھر لائے گئے۔ مسلسل ایک مہینہ تک بیمار رہے۔

حضرت ابو جریر تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت صالح مرئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلاوتِ قرآنِ مجید سن کر چیخ ماری اور فوت ہو گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون) (حوالۂ مذکورہ)

اس بیان سے غرض حصر اور تحدید نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ وجد کی اقسام اور صورتیں بہت زیادہ ہیں جن سے وجد ظاہر ہوتا ہے۔ وجد اور حال حقیقی عارف اور حقیقی اہلِ تصوف کیلئے بالکل ثابت ہے جب وجد اور تواجد کے معنی اور اقسام عامۃ الوقوع میں بیان کر دیئے گئے ہیں اور اب وجد کے لئے ثبوت دلائل اور حوالے قرآنِ کریم کی آیات مبارکہ، آثارِ صحابہ مبارکہ اور تابعین اور اقوال مفسرین اور محدثین اور فقہاء اور اقوال اولیاء و علماء سے مدلل اثبات ان شاءاللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا۔

اثباتِ وجد اور حال کے حق میں قرآنی آیات مبارکہ

اثبات میں قرآنِ مجید کی ان آیات کا تذکرہ کیا جائے گا جن سے مفسرینِ کرام نے وجد اور حال کے حق میں دلائل پیش کیئے۔

آیت نمبر ۱: اللَّهُ نَزَّلَ أَحۡسَنَ الۡحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقۡشَعِرُّ مِنۡهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخۡشَوۡنَ رَبَّهُمۡ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمۡ وَقُلُوبُهُمۡ إِلَى ذِكۡرِ اللَّهِ ذَلِکَ هُدَى اللَّهِ يَهۡدِي بِهِ مَنۡ يَشَاءُ وَمَنۡ يُضۡلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنۡ هَادٍ (الزمر ۲۳)

ترجمہ: اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہری بیان والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کی کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یاد خدا کی رغبت میں۔ یہ اللہ کی ھدایت ہے راہ دیکھائے اسے جسے چاہے اور جسے اللہ چاہے گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھلائے۔

تفسیر جلالین میں **تقشعر** کا معنٰی ترتعد (کانپنا، لرزنا) تحریر کیا ہے تفسیر مدارک میں تقشعر کا معنی تتحرک اور تضطرب تحریر کیا ہے تفسیر مدارک میں تحریر کیا گیا ہے کہ کھال کی حرکت کے ساتھ اعضاء کی حرکت اور ان کا لرزنا عین وجد اور حال ہے اس آیت کریمہ سے وجد اور حال ثابت ہوتا ہے۔ **تفسیر مظھری جلد نمبر ۸: ص: ۲۰۸ اور روح البیان جلد نمبر ۸: ص: ۹۹** میں وجد اور حال کے اثبات کے حوالے سے استدلال کیا گیا ہے۔ تفسیر مظہری میں بے ہوش ہونے کو حال اور وجد حقیقی اہل تصوف کیلئے اس آیت مبارکہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالٰی عنہا ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا ان سب کا انکار کرنے کے جوابات مدلل طور پر اسی آیت کریمہ سے دیئے گئے ہیں امام بغوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا انکار کا جواب بھی اسی آیت کریمہ سے مدلل طور پر آئیگا۔ **ان شاءاللہ۔**

آیت نمبر۲: وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ (الاعراف ۱۴۳)

یعنی ”اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر اور گفتگو کی ان سے ان کے رب نے (تو اس وقت) عرض کی اے میرے رب مجھے دیکھنے کی قوت دے تاکہ میں تیری طرف دیکھ سکوں۔ اللہ نے فرمایا: تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے مجھے البتہ دیکھو اس پہاڑ کی طرف سو اگر یہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر تو تم بھی دیکھ سکو گے مجھے پھر جب تجلی ڈالی ان کے رب نے پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش پاش اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر۔ پھر جب آپ کو ہوش آیا تو عرض کی پاک ہے تو (ہر نقص سے) میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں

۔

پس جب پہاڑ اور جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی تجلیات برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھ سکے بالخصوص جب اصل اور خالص تجلی بغیر ظل (سایہ) کے تھی تو فقرائے صوفیاء رحمۃ اللہ علیہ کس طرح برداشت کر سکیں گے۔ امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں منتہی پر بھی اصل اور خالص تجلی بغیر ظل کی جب پڑ جائے تو اس پر بھی حیرت اور گر جانا، بے ہوشی کا طاری ہونا لازمی ہے۔ اس کے بناء چارہ نہیں بلکہ منتہی بھی مغلوب الحال ہو جاتا ہے۔ صرف ایک ذات اقدس حضرت رسول اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم ہی ہیں جو کہ شب معراج ذات باری تعالیٰ کی رُؤیت سے مشرف ہو کر بھی برداشت کر سکے اور بال برابر بھی نہ ہلے اس لئے کہ ایسی استعداد آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے سوا کسی کو بھی حاصل نہیں۔ (مکتوبات مجددیہ) تو بہت سے اولیاء کرام تابعین

پر غشی طاری ہو جاتی ہے اسی طرح کی مثالیں پہلے بھی بیان کی جاچکی ہیں اور مزید تفصیل انشاء اللہ آگے بیان کی جائے گی۔

منتہی لوگوں پر بھی یہ حال (جریان الدموع او اقشعرار الجسد) وارد ہوتا ہے مگر ان کی کیفیت اس طرح ہوتی ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں ہوتے ہیں اور ان کا جسم حرکت میں آجاتا ہے۔ (کمافی المظھری)

آیت نمبر ۳: ”و اختار موسیٰ قومه سبعین رجلا لیمیقاتنا ان موسیٰ علیه السلام اختار سبعین رجلا من اشراف قومه ونجباء هم اهل الاستعداد و الصفاء و الارادة و الطلب و السلوک (فلما اخذتهم الرجفة) ای رجفة البدن التی هی من مبادی صعقة الفناء عند طریان بوراق الانوار و ظهور طوالع تجلیات الصفات من اقشعرار الجسد و ارتعاده و کثیرا ماتعرض هٰذا الحرکة للسالکین عند الذکر او سماع القرآن او مایتاثرون به حتی تکاد تتفرق اعضاؤهم وقد شاهدنا ذالک فی الخالدین من اهل الطریقة النقشبندیة و ربما یعتریهم فی صلاتهم صیاح معه فمنهم من یستانف صلاته لذالک و منهم من لا یستانف وقد کثر الانکار علیهم و سمعت بعض المنکرین یقولون ان کانت هٰذه الحالة مع الشعور و العقل فهی سوء ادب و مبطلة الصلاة قطعا و ان کانت مع عدم شعور و زوال عقل فهی ناقضة للوضوء و نراهم لا یتوضؤون۔ و اجیب بانها غیر اختیاریة مع وجود العقل و الشعور و هی کالعطاس و السعال و من هنا لا ینتقض الوضوء بل و لا تبطل الصلٰوة۔ و قد نص بعض الشافعیة ان المصلی لو غلبه الضحک فی الصلٰوة لا تبطل صلٰوته و یعذر بذٰلک فلا یبعد ان یلحق ما یحصل من آثار التجلیات الغیر الاختیاریة بما ذکر و لا یلزم من کونه غیر اختیاری کونه صادرا من غیر شعور فان حرکة المرتعش غیر اختیاریة مع الشعور بها و هو ظاهر فلا معنی للانکار۔“[37]

---

[37] (تفسیر روح المعانی: ج۳ ص ۱۵۵ سورۃ اعراف)

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر ۷۰ افراد ہمارے وعدے کیلئے منتخب کئے پس جب ان کو کپکپاہٹ نے پکڑ لیا۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے اس آیت کی تفسیر میں روح المعانی جلد ثالث میں تحریر فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے (۷۰) ایسے آدمی منتخب کئے جو کہ شریف، بزرگ، صاحبِ استعداد، مریدین حق، اصحاب طلب اور اہل سلوک تھے پس جب ان کو رجفہ نے پکڑ لیا یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا جو کہ فنا کی صعقہ کی ابتداء میں پیش آتی ہے انوار رحمانیہ کے نزول اور صفات کی تجلیات کے وردد کے وقت یہ حالت پیش آتی ہے جس اثر سے بدن اقشعرار الجسد حرکت اور اضطراب میں آتا ہے اور اکثر اوقات میں یہ حالت سالکین طریقت کو ذکر اور تلاوت قرآن کے وقت پیش آتی ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں (یعنی توجہ اور نعت خوانی) سننے سے بھی یہ حالت پیش آتی ہے جو کہ اسباب تاثیر میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ ایسا لگتا ہے کہ ان کے اعضاء بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور ہم نے یہ حالت حضرت مولٰینا خالد قدس سرہ کے مریدین میں مشاہدہ کی ہے اور بعض اوقات میں ان کو نماز میں بھی حرکات کے ساتھ صیاح بھی پیش آتے ہیں۔ پس بعض نماز اعادہ کرتے ہیں اور بعض اعادہ نہیں کرتے اور ان پر انکار زیادہ ہورہا ہے اور بعض منکرین سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز کیلئے قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور عقل اور شعور زائل ہونے کی وجہ سے ہے تو پھر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور یہ سالکین وضو کا اعادہ بھی نہیں کرتے لیکن میں اس اعتراض مذکورہ کے جواب میں کہونگا۔ کہ نماز میں یہ حالت مزکور (یعنی حرکات اور صیاح) غیر اختیاری ہے اور یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود پیش آتی ہے اور اس کی مثال کھانسی اور چھینک کی طرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتی ہے اس لئے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ نماز باطل ہے اور شوافع نے کہا ہے کہ اگر نمازی پر ہنسنا غالب آجائے تو اس

کی نماز فاسد نہیں ہے اور نمازی اس صورت میں معذور سمجھا جائیگا۔ بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ کے آثار کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدم فساد صلوٰۃ پر حکم کیا جائے اور کسی چیز کے غیر اختیاری ہونے سے اس چیز کا غیر شعوری ہونا لازم نہیں کیونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری ہے اور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ عقل اور شعور موجود ہوتے ہیں اور یہ تو ظاہر باہر کا معاملہ ہے۔ پس اس سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آیت نمبر۴: إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ (الانفال ۲)

ترجمہ: بے شک مومن وہ ہے جب اللہ کا ذکر ہو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔

یہ آیت کریمہ وجد ثابت کرتی ہے اسلئے کہ خوف اور خشیت طاری ہو جانا ذکر الٰہی کے وقت یہ بھی وجد ہی کی ایک قسم ہے جو اس سے پہلے وجد کی اقسام میں اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تفصیلا انشاء اللہ تعالٰی بیان کرینگے۔

آیت نمبر۵: لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللّٰہِ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (الحشر ۲۱)

ترجمہ: اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو پہاڑ پر تو تم اس پہاڑ کو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔

یہ آیت کریمہ اثبات وجد پر صریح دلیل ہے جب قرآن کریم کی نزول سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے تو چاہئے کہ انسان کے بدن اور دل پر بھی اس کے آثار طاری ہوں یعنی خوف اور خشیت کے آثار طاری ہو جیسے رونا، بے ہوش ہونا، لرزہ طاری ہونا، یا دیگر احوال جو وجد کی اقسام میں درج کی جاچکی ہے۔

آیت نمبر٦: يَاأَيُّهَاالْمُزَّمِّلُ (المزمل ١)

(اے وہ شخصیت جو لباس نبوت سے آراستہ و پیراستہ ہو۔)

یہ آیت کریمہ بھی وجد ثابت کرتی ہے۔ جیسے بخاری شریف (**باب کیف بدالوحی الی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلَّم**) حدیث اور کتاب التفسیر حدیث سے واضح ہے اور پہلے اسباب وجد اور اقسام وجد میں بیان ہو چکا ہے۔ تفصیل انشاء اللہ آگے بیان کی جائے گی۔

آیت نمبر ۷: يَاأَيُّهَاالْمُدَّثِّرُ (المدثر ١)

(اے بالا پوشی زیب تن کرنے والے)

اس آیت کریمہ سے بھی وجد کی اثبات پر استدلال بعینہ **يَاأَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ (المزمل ١)** کی طرح استدلال ہو تا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری دیگر آیات مبارکہ موجود ہیں جن سے استدلال ثابت ہو تا ہے۔

وجد اور حال کے اثبات میں احادیثِ نبوی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم اور آثارِ صحابہ ٔ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور آئمہ ٔ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اس باب میں ان احادیث اور آثار کا تذکرہ کیا جائیگا جن سے وجد اور حال کا ثبوت ہو تا ہے۔

حدیث نمبر١: امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف کے پہلے باب (**کیف بدا الوحی الی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلَّم**) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے:

فجائه الملک فقال اقرأ فقال فقلت ما انا بقاری قال فاخذنی فغطنی حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری فاخذنی فغطنی الثانية حتی بلغ منی الجهد ثم ارسلنی فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری، قال فاخذنی فغطنی الثالثة ثم ارسلنی فقال اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم۔ فرجع بها رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلَّم یرجف فواده (وفی روایة ترجف بوادره) فدخل علی خدیجة بنت خویلد رضی اللہ تعالٰی عنها فقال زملونی زملونی حتی ذهب عنه الروع۔ [38]

ترجمہ: اس کے بعد میرے پاس فرشتہ آیا اور فرشتے نے کہا: پڑھئے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر اس فرشتے نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ ملا کر زور سے بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے مشقت میں ڈالا۔ پھر علیٰحدہ کیا۔ پھر کہا: پڑھئے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر مجھے اپنے سینے کے ساتھ ملا کر زور سے دبایا۔ یہاں تک کہ مجھے مشقت میں ڈالا۔ پھر سینے سے علیٰحدہ کیا۔ پھر کہا: پڑھئے! میں نے جواب دیا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر سینے کے ساتھ ملا کر زور سے دبایا اور کہا: پڑھئے: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِي خَلَقَ (۱) خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ (۲) اقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ (العلق ۳)۔۔۔(پڑھو! اس ذات کے نام کے ساتھ جس نے پوری مخلوق کو پیدا کیا اور انسان کو خون کے لو تھڑے کے ٹکڑے سے پیدا کیا۔ اس رب کے نام پر پڑھو جو کریم ہے) پس اللہ کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم ان آیات مبارکہ کو لے کر واپس تشریف لائے تو آپ کا قلب مبارک حرکت کر رہا تھا۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: میرے اوپر کپڑے ڈالو۔ (دو مرتبہ فرمایا) یہاں تک کہ وہ خوف، رُعب اور ہیبت رخصت ہوئی۔

---

[38] (بخاری ۳: ۱ باب بداالوحی)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم پر جبریلِ امین نے توجہ کی۔ حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی گردن مبارک، سینہ مبارک کا ہلنا وجد کے باعث ہے اور جبریلِ امین کی توجہ وحی کی منتقلی کے لئے تھی۔

یہاں پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا کہ ساری کائنات میں سب سے بڑے روحانی پیر، روحانی شخصیت حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی ذاتِ اقدس ہے (تمام انسانوں، جنوں اور فرشتوں کیلئے) جیسے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **"المبدا و المعاد"** میں ذکر کیا ہے کہ یہ توجہ باطنی کمالات اور درجات کے بلند کرنے کیلئے نہیں تھی بلکہ یہ مناسبت کیلئے تھی۔ انسان اور فرشتے کے درمیان۔ اور جبریلِ امین علم ظاہر کے استاد تھے مگر علم باطن کی کامل شخصیت اور پیشوا حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی ذاتِ اقدس ہے۔

اس حدیث کے مضمون کے **مطابق "کنت نبیا وآدم بین الروح الجسد وفی روایة بین الماء والطین"** عالمِ ارواح میں سید الانبیاء صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نورِ مجسم تمام ملائکہ اور تمام مخلوقات اور تمام اولیائے کرام کی ارواح کو معرفتِ خداوندی عطا کرنے والے توجہ دینے والے اور خبر کرنے والے بلکہ تمام ارواح کو بھی سید الانبیاء صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے توجہ باطنی دی اور ان کو سید الانبیاء صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے خبر دی مگر بات اتنی ہے کہ جس روح نے عالمِ ارواح میں استفادہ کیا تو عالمِ اجساد میں بھی اسے ہدایت اور نورِ قبول کرنے کا موقع ملا۔ اور جو وہاں محروم رہا اس دنیامیں بھی محروم رہا۔ **معاذ اللہ۔**

حضرت عبد الرحمن بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ازل کے دن کسی نے کمایا اور کسی نے گنوادیا۔

مقصد یہ ہے کہ تمام کائنات کیلئے علمِ باطن کے استاد اور پیشوا حضرت رسول اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم ہیں۔ اور علمِ ظاہر کے استاد حضرت جبریلِ امین علیہ السلام ہیں لیکن چونکہ علمِ باطن کے استاد کا مرتبہ علمِ ظاہر کے استاد کے مرتبے سے بلند اور اعلیٰ ہے جیسا کہ امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "المبدا و المعاد" میں لکھا ہے کہ علمِ باطن اشرف ہے بہ نسبت علمِ ظاہر کے۔ اللہ کے رسول صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کا حق مبارک جبریلِ امین علیہ السلام کی نسبت بلند ہے اس حدیث مبارکہ میں جبرائیل علیہ السلام کا حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم سے معانقہ کرنا اور علیٰحدہ ہو جانا اس سے توجہ ثابت ہوتا ہے اور یہ توجہ علمِ باطنی کے لئے نہیں تھی کیونکہ نبوت اور علمِ باطن حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کو پہلے ہی حاصل تھا جیسے کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ بلکہ یہ توجہ صرف مناسبت کے لئے تھی اور وحیِ الٰہی جبریلِ امین سے اخذ کرنے کیلئے تھی۔

الغرض مذکورہ صورت روایت وجد اور حال ثابت کرتی ہے۔ جو صاحبِ بصیرت لوگوں پر مخفی نہیں۔

حدیث نمبر ۲: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی باب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے: **ولقد رأیته ینزل علیه الوحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنه وان جبینه لیتفصد عرقا۔ (رواہ البخاری)**

ترجمہ: یقیناً میں دیکھتی تھی کہ رسول اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم پر سخت سردی کے دنوں میں وحی نازل ہوتی اور فرشتہ واپس چلا جاتا تو حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی پیشانی مبارک پر پسینہ کے قطرات نمودار ہوتے۔) اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم پر وحی کی تاثیر اور ثقل کے باعث گرمی کی کیفیت اور پسینہ آنا حالانکہ سخت سردی کا موسم

ہوتا۔ سخت سردی میں حرارت کی کیفیت اور پسینے کے قطرات کا نمودار ہونا۔ یہ بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے گرمی اور حرارت جیسے وحی اور تاثیر ملائکہ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح اولیاء کرام مشائخ عظام کی صحبت میں اور ان سے ملاقات کے وقت میں انوار الٰہیہ اور تجلیات ربّانیہ کا نزول ہوتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے بھی وجد اور حال کا ثبوت واضح ہے۔

حدیث نمبر۳: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب التفسیر میں باب قولہ تعالیٰ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا (النحل ۸۹) حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قال لي النبي صلى الله عليه و سلم اقرأ علي قلت آقرأ عليک أنزل ؟ قال فإني أحب أن أسمعه من غيري فقرأت عليه سورة النساء حتى بلغت فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد و جئنا بک على هؤلاء شهيدا۔ قال (أمسک) . فإذا عيناه تذرفان[39]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ (صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم) قرآن کریم تو خود آپ کی ذات اقدس پر نازل ہوا ہے تو حضور صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے مجھے فرمایا مجھے پسند ہے کہ میں دوسروں سے تلاوت سنوں۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ النساء کی تلاوت کی یہاں تک کہ اس اٰیت مبارکہ پر پہنچے: (فكيف۔۔۔) تب آپ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: ٹھہر جاؤ: میں نے آپ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے چہرہ انور کی جانب دیکھا۔ آپ صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اس حدیث مبارکہ سے بھی وجد کا ثبوت واضح ہے۔ اس لئے کہ رونا وجد کی انواع میں سے ایک نوع ہے جو پہلے اقسام وجد کے تزکرہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

---

[39] (بخاری ج ٢ ص ٦٥٩ کتاب التفسیر

حدیث نمبر ۴: اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شمائل ترمزی کے (باب ماجاء فی بکاء النبی صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم) میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے: قال انکسفت الشمس یوما علی عھد رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلَّم فقام رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلَّم یصلی حتی لم یکد یرکع ثم رکع فلم یکد یرفع رأسه ثم رفع رأسه فلم یکد ان یسجد ثم سجد فلم یکد ان یرفع رأسه ثم رفع رأسه فلم یکد ان یسجد ثم سجد فلم یکد ان یرفع راسه فجعل ینفخ ویبکی الخ۔[40]

ترجمہ: ایک مرتبہ حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نماز کیلئے اٹھے اور اتنا لمبا قیام فرمایا کہ محسوس ہوا کہ رکوع ہی ادا نہ فرمائینگے بعد اذاں رکوع ادا فرمایا رکوع بھی طویل فرمایا قریب تھا کہ سر مبارک حالت رکوع سے اٹھا نہ فرمائینگے پھر سر مبارک اٹھایا اور پھر بہت دیر کھڑے رہے پھر سجدہ ادا فرمایا سجدہ بھی نہایت طویل فرمایا اور سجدوں کے درمیان جلسہ بھی نہایت طویل فرمایا۔ پھر دوسرا سجدہ ادا فرمایا یہ بھی طویل سجدہ تھا سجدے میں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اوہ اوہ فرما رہے تھے اور گریہ وزاری جاری تھی۔ ایسا رونا کہ جس سے رونا حاصل ہو جائے یہ بھی عین وجد ہے جیسا کہ فقہائے کرام نے فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص حالت نماز میں اللہ کے خوف یا جنت یا دوزخ کے خیال سے روتا ہے اور رونے میں اف وآہ کرتا ہے یا الفاظ حاصل ہوتے ہیں اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ خوف عین اللہ کا خوف ہے اور یاد الٰہی کی وجہ سے ہے۔ اور ابوداؤد شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں: (ثم نفخ فی آخر سجودہ فقال اُف اُف) حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے حالت نماز میں

---

[40] (رواہ الترمذی: ۱۶۹)

اف اف کہا۔ آپ صَلّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم کا حالت نماز میں اف اف کرنا کثرت خشیت کی وجہ سے ہے۔ اس حدیث سے بھی وجد ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی وجد کی ایک نوع ہے۔

حدیث نمبر ۵: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی باب میں حضرت مطرب بن عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور وہ اپنے والد سے: قال اتیت رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم وھو یصلی ولجوفہ ازیز کأزیز المرجل من البکآء۔ وفی روایۃ ازیز الرحیٰ۔ (وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے قریب حاضر ہوا تو آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نماز ادا فرما رہے تھے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے سینہ مبارک سے ابلتی ہوئی ھانڈی کی طرح آواز آ رہی تھی جو کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے گریہ کے سبب تھی۔)[41]

دوسری روایت میں یہ ہے کہ چکی کے گھومنے کی طرح آواز خارج ہو رہی تھی۔ فتح القدیر شرح ھدایۃ: باب یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا (ج: ۱:۳۴۶) میں اس حدیث شریف سے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ: وھٰذا حجۃ علی الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ من انہ یقول ان الانین والتاوہ والبکاء یقطع الصلوٰۃ مطلقا اذا حصل منہ حروف لان بأزیز المرجل یحصل الحروف لمن یصغی۔ (یہ حدیث مبارکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حجت ہے اس لئے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہ اوہ اور رونا مطلقا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ جب ان سے حروف حاصل ہو جائیں حالانکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ھانڈی کے ابلنے سے حروف ضرور حاصل ہوتے ہیں اگر کوئی شخص کان لگا کر سن لے۔ لہٰذا اس حدیث مبارکہ سے وجد ثابت ہوتا ہے اور عین حالت نماز میں رونا بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔

---

[41] (رواہ الترمذی)

(جریان الدموع او اقشعرار الجسد) یعنی آنسوؤں کا جاری ہونا اور جسم کا لرزنا غالب حال ہے منتہی لوگوں کا اور ابتداء اور درمیان میں بہت سارے احوال وارد ہوتے ہیں جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔ منتہی لوگوں پر بھی کئی قسم کے احوال وارد ہوتے ہیں جسکی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

حدیث نمبر ٦: اس طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ (باب ما جاء فی شیب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم) قال: قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم قد شبت قال شیبتنی سورۃ ھود و الواقعۃ و المرسلات و عم یتسآءلون و اذا الشمس کورت۔

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَ سلَّم آپ کی ریش مبارک میں سفید بال آ گئے ہیں، حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَ سلَّم نے فرمایا کہ سورۃ ھود والواقعۃ والمرسلات وعم یتسآءلون اور اذا الشمس کورت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ ریش سفید ہونے کے آثار امت کے غم اور ضعف کے باعث ہیں۔ اس لئے کہ سورۂ ھود میں۔ (و استقم کما امرت و من اتبعک من المؤمنین)

ترجمہ: ثابت قدم رہو جس طرح تمہیں حکم ہے وہ بھی ثابت رہے جو تمہارے پیرو کار مومن ہیں رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَ سلَّم کیلئے استقامت اور قرآن پر حکم بلکل بھی مشکل نہیں کیونکہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَ سلَّم کے اخلاق قرآن کریم پر عمل ہے مگر امت کے لئے استقامت کا حکم ہے اور عام امتی کیلئے استقامت بہت مشکل کام ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

الاستقامۃ للامۃ امر شدید صعب ولذا امروا بدعآء الھدایۃ والاستقامۃ فی کل صلٰوۃ وفی کل رکعۃ ملخصًا۔

(استقامت تمام امت کے لئے بہت مشکل کام ہے اسی وجہ سے امت کیلئے ہر نماز میں ہر رکعت میں استقامت علی الھدایۃ کا حکم ہے۔ تو یہ غم در حقیقت امت کیلئے ہی ہے۔) **(کما فی المرقاۃ)**

جس طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ **تفسیر مظھری** میں فرماتے ہیں:

رزقنا اللہ سبحانہ وتعالٰی وایاکم الاستقامۃ علی سبیل الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ واحفظنا وایاکم من زلۃ الاقدام وسوء الخاتمۃ آمین۔ بحرمۃ مرشدنا الکریم ولاسیما بحرمۃ سید المرسلین صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلّم آمین۔

اسی طرح سورہ واقعہ اور سورہ مرسلات اور سورہ عمّ یتسآءلون اور سورہ تکویر میں قیامت کی سختیاں اور خوفناک واقعات گزری ہوئی امتوں کے انکار اور نافرمانی کیوجہ سے ہلاکت کے واقعات مذکور ہیں۔ اسی وجہ سے امت کی خاطر رسولِ کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم پر غم کے آثار ضعف اور ریش مبارک کا سفید ہونا ظاہر ہوا۔ اور ان آثار کا ظاہر ہونا بھی وجد کی ایک قسم ہے۔ جیسے کہ اقسامِ وجد میں ذکر کیا جاچکا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں **احیاء العلوم ج ۲ ص ۲۹۸** میں باب **آثار السماع وآدابہ** میں فرماتے ہیں:

وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم شیبتنی ھود واخواتھا خبر عن الوجد فان الشیب یحصل من الحزن والخوف وذالک وجد۔[42]

---

[42] (کمافی الاحیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۸)

ترجمہ: حضور صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کا فرمان سورۂ ھود کی طرح سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ یہ بتانا خبر دینا ہے کہ داڑھی کا سفید ہونا بھی غم ہی کی وجہ سے ہے اور یہ وجد کی اقسام میں سے ایک ہے۔

حدیث نمبر ۷: اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیہقی شعب الایمان اور ابن عدی کی (الکامل) کے حوالے سے ابو حرب بن ابی الاسود کی روایت سے مرسلا اس طرح نقل کیا ہے کہ:

انه علیه الصلٰوة و السلام قرأ عنده "ان لدینا انکالا و جحیما و طعاما ذا غصة و عذابا الیما" فصعق۔[43]

ترجمہ: حضور نبی کریم صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے ابو حرب بن ابو الاسود کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی اور یہ مرسل حدیث پر حجت ہے۔ بلکہ حنفیوں کے نزدیک یہ مسند سے بھی اوپر ہے اصولِ فقہ کی کتابوں میں (باب السنہ) میں وضاحت موجود ہے اور مسلم شریف میں حضور صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کا بے ہوش ہو جانا بھی مروی ہے۔ **مسلم شریف: ج: ۱: ص: ۱۵۴:** میں بھی حضور نبی کریم صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کا بے ہوش ہو جانا یا ان پر غشی طاری ہونے کی روایت موجود ہے پھر تدریجا استعداد بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ شب معراج اللہ کے دیدار سے مشرف ہونے کے باوجود بھی بال برابر بھی نہ ہلے۔ اپنی عظیم ترین استعداد مبارکہ کی بدولت ذات حق کا مشاہدہ کیا۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات شریف میں یہ بات ذکر کی ہے کہ تجلی ذاتی اور اصلی خالص بدون ظل کے وقت میں دک وفک اور سقوط اور غشی کا طاری ہونا، اس سے چھٹکارا نہیں۔

---

[43] (احیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۷)

جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ: فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا (الاعراف ۱۴۳) لہٰذا منتہی کیلئے اصل تجلی خالص بغیر سایہ کے دیکھنے سے حالت متغیر ہو جاتی ہے مگر نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے پہلے احوال موسیٰ علیہ السلام کے پہلے احوال صحابہ کرام کے پہلے احوال تابعین و شیخین کے پہلے اقوال اس پر گواہ ہیں اور اس کے بعد سید الانبیاء صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کو اتنی ترقی اور استعداد کیسے حاصل ہوئی کہ عین ذات کا دیدار کرتے ہوئے بھی حالت نہیں بدلی۔ یہ ایک باریک تحقیق ہے اور تفصیل مکتوبات شریف میں موجود ہے تاہم یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے اسلئے کہ غشی اور بے ہوشی کا طاری ہونا وجد ہی کی قسم ہے۔

حدیث نمبر ۸: اسی طرح تفسیر مدارک: ج: ۴: ص: ۱۳۶: تفسیر مظھری: ج: ۸: ص: ۱۰۹: سورۂ زمر کی آیت کی تفسیر میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے:

اذا اقشعر جلد المؤمن (وفی روایة جلد العبد) من خشیة اللہ تحاطت عنه الذنوب کما یتحاطت عن الشجرة الیابسة ورقها۔

(جب مؤمن کی کھال اللہ کے خوف سے حرکت کرتی ہے۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ بندے کی کھال اللہ کے خوف سے لرزتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح خشک درخت سے اس کے پتے گرتے ہیں۔)

'اقشعرار' کے معنی ہیں 'ارتعاد' یعنی لرزنا، کانپنا یا اضطراب۔ یہ بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ اس حدیث سے بھی بندۂ صالح اور بندۂ مؤمن کیلئے ثابت ہے۔

حدیث نمبر۹: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عذابِ قبر کے باب میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت نقل کی:

تقول قام رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم خطیبا فذکر فتنۃ القبر التی یفتتن فیھا المرء فلما ذکر ذالک ضج المسلمون ضجۃ۔

(حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے تو فتنۂ قبر کا ذکر کیا جو بندے سے امتحان ہوتا ہے۔ جب قبر کی حالت کا ذکر ہوتا ہے یہ سن کر صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین نے چیخیں مارنا شروع کیں۔)[44]

اور امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے:

حالت بینی و بین ان افھم کلام رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم فلما سکنت ضجتھم قلت لرجل قریب منی ای بارک اللہ لک ماذا قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم فی آخر قولہ؟ قال: قد اوحی الی انکم تفتنون فی القبور قریبا من فتنۃ الدجال۔

(یہاں تک کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کا وہ شور میرے اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کا کلام مبارک سمجھنے کے درمیان حائل ہوا۔ جب حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کا خطبہ مبارک ختم ہوا تو میں نے ایک صحابی سے پوچھا کہ آخر میں نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا ہے: کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ فتنۂ دجال کے وقت تم قبر کے فتنے میں ڈالے جاؤ گے۔)[45]

مشکوٰۃ شریف (باب اثبات عذاب القبر ج ۱ ص ۲۶) میں بھی یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

---

[44] (صحیح البخاری، کتاب الجنائز ج ۱ ص ۱۳۸)

[45] (سنن نسائی، کتاب الجنائز ج ۱ ص ۲۲۴ کتاب التعوذ من عذاب القبر)

اب غور کرنا چاہئے کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کا وعظ و خطبے کے دوران صحابہؓ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا خوفِ الٰہی کے سبب چیخیں مارنا خلافِ ادب تصور کیا جائے گا یا نہیں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی محفل اقدس میں۔ اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی آواز مبارکہ سے صحابہؓ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آوازیں خوفِ الٰہی کیوجہ سے بلند ہو گئی تھیں۔ کہ چیخیں مار رہے تھے اور حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی آواز مبارکہ سے اپنی آواز بلند کرنا ممنوع ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ (الحجرات ۲) کہ حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو۔

معلوم ہوا کہ صحابہؓ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا خوفِ الٰہی کے سبب چیخیں مارنا اور رونا یہ غیر اختیاری تھا۔ عقل و شعور ہونے کے باوجود یہ چیخیں مارنا وجد کے باعث تھا اور یہ وجد بھی اقسامِ وجد میں سے ایک وجد ہے جس طرح علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰: اسی طرح امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ: قَالَ سمعت النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلَّم یقرأ فی المغرب بالطور فلما بلغ ھٰذہ الآیۃ (ام خلقوا من غیر شیٔ ام ھم الخالقون) کاد قلبی ان یطیر۔ (محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نماز مغرب میں سورۂ طور تلاوت فرمارہے تھے جب اس آیت پر پہنچے: (ام خلقوا) تو قریب تھا کہ میرا دل اُڑنے لگ جائے۔)[46]

---

[46] (رواہ البخاری ج ۲ ص ۷۲۰)

یہ حدیث شریف بھی اثبات وجد پر صریح دلالت کرتی ہے اس لئے کہ دل کا اُڑ جانا بھی وجد کی ایک قسم ہے مگر چونکہ قلب جسم سے متصل ہے اور جسم عالم سفلی ہے اور قلب عالم علوی ہے لہٰذی قلب حالتِ وجد میں اڑنے کا تقاضا کرتا ہے۔ جبکہ جسم کا ارادہ اس کے بر خلاف ہوتا ہے۔ نتیجۃً غیر اختیاری فعل سرانجام پاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱: احیاء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور رسالہ چھل حدیث (مرتبہ امام عمر بن سعید علیہ الرحمۃ) حدیث نمبر ٦ کے حوالہ سے مولانا مولوی عبدالشکور صاحب حنفی، قادری، نقشبندی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

عن انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ انا عند رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم اذا انزل جبرئیل علیہ السلام فقال یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم ان فقراء امتک یدخلون الجنۃ قبل الاغنیاء بنصف یوم فھو خمس مائۃ عام ففرح رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم قال افیکم ینشدنا فقال بدویّ انا یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم قال ھات فانشد البدوی (شعر):

قدلسعت حیۃ الھویٰ کبدی — فلا طبیب لھا و لا راقِ
الا الحبیب الذی شغفت بہٖ — فعندہ رقیتی و تریاقی

فتواجد رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم وتواجد الاصحاب معہ حتی سقط ردائہ عن منکبتیہ فلما فرغوا اوی کل واحد منھم مکانہ قال معاویۃ بن ابی سفیان ما احسن لعبکم یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم فقال مہ یا معاویۃ لیس بکریم من لم یھتزّ عند ذکر الحبیب ثم قسم ردائہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم بین من حاضر ھم باربع مأۃ قطعات۔ [47]

---

[47] (احیاء العلوم: ج:۵: ص: ۱۲۱: التفسیرات الاحمدیۃ مطبوعہ کریمیہ الواقعہ فی ممبئ: ص: ۱۳۲۷: ۲۰۲ھ: رھنمائے سالکین: ص: ۱۳۹: مطبوعہ حاجی عبدالغفور راہ حقیق: ص: ۱۱۱: ججہ میاسیاں ریاست بھاولپور)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم آپ کی امت کے غربا تونگروں سے نصف دن پہلے جنت میں جائینگے جو (دنیا کے لحاظ) پانچ سو برسوں کے برابر ہے (یہ سن کر) رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم بہت خوش ہوئے اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے (جو خوشی کے اس موقع پر) اشعار بنا کر سنائے؟ اس پر ایک بدوی (دیہاتی) نے کہا یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم میں سناؤنگا۔ آپ نے فرمایا لاؤ (سناؤ) بدوی نے یہ اشعار سنائے (جن کا ترجمہ یہ ہے) میرے جگر کو (محبوب کی) خواہش کے سانپ نے ڈس لیا۔ جس کے لئے نہ تو کوئی حکیم ہے نہ جھاڑ پھونک کرنے والا ہے۔ مگر وہ حبیب (مخلص ساتھی) جس کی محبت میں میں فریفتہ ہوں اسی کے پاس میرے لئے تریاق بھی ہے اور تعویز بھی۔ (یہ اشعار سن کر) رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اور آپ کے ساتھ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر وجد طاری ہو گیا یہاں تک کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے دوش مبارک سے چادر مبارک گر پڑی۔ پھر جب وجد سے فارغ ہوئے تو ہر ایک اپنے اپنے مکان پر گیا۔ (جہاں پہلے تشریف فرما تھے) تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کتنا ہی حسین لعب (کھیل) ہے۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ایسا نہ کہو (یعنی اس مخصوص حالت کو کھیل سے تشبیہ نہ دو یہ محبوب حقیقی کی یاد سے جنبش تھی اور) جو شخص اپنے محبوب کا ذکر سن کر جنبش میں نہ آئے وہ کریم (بزرگ) نہیں ہے پھر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم (کی اس وقت زیب تن کی ہوئی) چادر مبارک کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم کئے گئے۔ یہ حدیث شریف شعر واشعار، سننے سنانے وجد وجذب کے جواز کے لئے واضح دلیل

ہے۔ اس لئے کہ خود حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے اشعار سنانے کا امر کیا۔ (نمبر ۲) اشعار سن کر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کے اوپر وجد کا غلبہ ہوا۔ (۳) اپنے اپنے مکانات سے (جہاں پہلے تشریف فرما تھے) ہٹ کر ادھر ادھر گئے (۴) اسی عالم میں حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کے دوش مبارک سے چادر گر پڑی (۵) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وجد کو لہو ولعب کھیل کود سے تشبیہ دینے کو ناپسند کیا۔ نیز بزرگی کی علامت ہی یہ بیان فرمائی کہ اپنے محبوب کے ذکر سے حرکت و جنبش میں آجائے۔ پس حضرات صوفیاء کرام بھی ان ہی چیزوں کو وجد وجذب سے تعبیر کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲: اس طرح امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے **احیاء العلوم جلد دوم: ص: ۳۰۴:** پر نقل کیا ہے یہ حدیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے **الحاوی للفتاوی** میں ذکر کی ہے شیخ ضیاء الدین نے اداب المریدین میں ذکر کی ہے اور فتاوی خیریہ میں بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ وجد اور رقص اور بھاگنا، دوڑنا، چھلانگیں لگانا، اچھلنا، یہ حالت ہے جو حقیقی اہل تصوف کیلئے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا کی پرورش کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا گیا تھا۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان میں لطیف اختلاف پیدا ہوا تھا کہ تربیت کی ذمہ داری سب ہی قبول کرنا چاہتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”انا اخذتها وهی بنت عمی وقال جعفر رضی الله تعالیٰ عنه بنت عمی وخالتها تحتی وقال زید رضی الله تعالیٰ عنه بنت اخی فقضی بها النبی صَلَّی الله تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلَّم لخالتها وقال الخالة بمنزلة الام وقال لعلی انت منی وانا منک فحجل علی وقال لجعفر رضی الله

تعالیٰ عنه اشبهت خلقی و خلقی فحجل جعفر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه (و فی روایة رقص) و قال لزید رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه انت اخونا و مولانا فحجل زید رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه کذا ذکر الغزالی فی الاحیاء"۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس لڑکی کی تربیت میں کرونگا اس لئے کہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے (اور اس کی خالہ میری بیوی ہیں لہٰذا اس کی تربیت کا حق مجھے پہنچتا ہے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے بھائی کی بیٹی ہے مجھے اس کی تربیت کا حق حاصل ہے تو اللہ کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے خالہ کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ اور فرمایا کہ خالہ ماں کی (مثل) قائم مقام ہوتی ہے۔ حضرت علیصسے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رقص شروع کیا یا ایک پاؤں پر دوڑنا شروع کیا۔ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تم شکل و صورت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے ایک پاؤں پر دوڑنا شروع کیا یا رقص کرنا شروع کیا حضرت زید بن حارثہ سے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے ہی آزاد کردہ ہو تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ایک پاؤں پر دوڑنا شروع کیا۔

اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے بھی دوڑنا عین وجد صراحتًا ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

(الحجل ان یرفع رجلہ وتقغز علی الاخری)۔

حضرت ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ حجل کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک پاؤں اٹھائے اور دوسرا پاؤں لے بھاگے۔

اور امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الحاوی میں اور صاحب فتاویٰ خیریہ میں حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے رقص کرنے کے الفاظ ذکر کئے ہیں اور حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ان کو منع نہیں فرمایا۔

”ولم ینکر علیہ النبی علیہ الصلٰوۃ والسلام فکان ھٰذا اصلا فی رقص الصوفیۃ رحمۃ اللہ تعالٰی علیھم اجمعین لما یدرکونہ من لذات المواجید“

ترجمہ: نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے اس رقص کو منع نہیں فرمایا۔ حضرت نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کا اس رقص سے منع نہ فرمانا صوفیوں کے رقص پر دلیل ہے جب وہ لذتِ عشق سے لبریز ہوتے ہیں۔ تو رقص بے خودی ہوتے ہیں۔

وجد اور رقص تقریر اور فعلِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ رقص اور ایک پاؤں پر بھاگنا بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے لہٰذا یہ حدیث مبارکہ بھی وجد پر ثبوت ہے۔

حدیث نمبر ۱۳:

اور اسی طرح الحاوی للفتاویٰ میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”وقد ورد فی الحدیث رقص جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ بن ابی طالب بین یدی النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم لما قال لہ ”اشبھت خلقی وخلقی“ وذالک من لذۃ ھٰذا الخطاب ولم ینکر علیہ النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم فکان ھٰذا اصلا فی رقص الصوفیۃ رحمۃ اللہ تعالٰی علیھم اجمعین لما یدرکونہ من لذات المواجید وقد صح القیام

والرقص فی مجالس الذکر والسماع عن جماعة من کبار الائمة رحمة اللہ تعالٰی علیھم منھم شیخ الاسلام عز الدین عبد السلام رحمة اللہ تعالٰی علیہ“۔[48]

ترجمہ: حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا رقص حضور صَلی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی موجودگی میں تھا جب حضور صَلی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ان سے فرمایا تمھاری شکل وصورت میرے مشابہ ہے تو اس خطاب کی لذت اور عشق میں وارفتہ ہو کر انہوں نے رقص شروع کیا حضور صَلی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کا منع نہ کرنا اہل تصوف کے رقص پر دلیل ہے جب وجد کی لذت اور سرور کے باعث رقص ہو۔ تو مجلس سماع کی محفلوں میں رقص کرنا بڑے علماء کرام سے ثابت ہے اور یہ بات صحت تک پہنچ چکی ہے۔ ان ائمہ میں شیخ عزالدین بن عبد السلام شامل ہیں۔

اور (فتاوٰی ردالمحتار للشامی: ج:۳:ص:۳۳۷: قبیل باب البغات) میں ہے:

”والتحقیق القاطع للنزاع فی امر الرقص والسماع یستدعی تفصیلا ذکرہ فی عوارف المعارف واحیاء العلوم وخلاصة ما اجاب بہ العلامة النحریر ابن کمال باشا رحمة اللہ تعالٰی علیہ بقولہ ما فی التواجد ان حققت من حرج ولا التمائل ان اخلصت من باس فقمت تسعی علی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان یسعی علی الراس الرخصة فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین۔ الخ“

ترجمہ: رقص اور سماع کے مسئلہ کے بارے میں قطعی تحقیق تفصیل طلب ہے۔ جو کہ عوارف المعارف اور احیاء العلوم میں ذکر کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو علامہ کمال بادشاہ نے اپنے قول میں ذکر کی۔ حقیقی تواجد میں گناہ نہیں اور اسی طرح تمایل اور جسم کو حرکت دینے میں کوئی گناہ نہیں جب کہ اس میں ریاکاری نہ ہو۔ جگہ سے اٹھنا اور ایک پاؤں پر بھاگنا۔ حالانکہ جسے آقا صَلی اللہ تعالٰی

---

[48] (الحاوی: ص: ۲۳۴)

علیہ وَالٰہ وَسلَّم اپنی جانب بلائیں اسے حق ہے کہ سر کے بل حاضر ہو۔ مذکورہ اعضاء سماع اور ذکر کے وقت حرکت دینے کی اجازت ہے۔

حدیث نمبر ۱۴: اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (جامع ترمذی: ج: ۲: ص: ۶۳: کتاب الزھد باب ما جاء فی الریاء و سمعۃ می شفی اصبحیص) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے:

قال قلت له أسئلک صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَسلَّم بحق و بحق لما حدثتنی حدیثا سمعته من رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَسلَّم عقلته و علمته فقال ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه افعل لاحدثنک حدیثا حدثنیه رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَسلَّم عقلته و علمته ثم نشغ ابو ھریرۃ ص نشغة فمکث قلیلا ثم افاق فقال لاحدثنک حدیثا حدثنیه رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَسلَّم فی ھٰذا البیت ما معی احد غیری و غیرہ۔ ثم نشغ ابو ھریرۃ ص نشغة شدیدۃ ثم افاق و مسح و جھه و قال افعل لاحدثنک حدیثا حدثنیه رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَسلَّم انا وھو فی ھٰذا البیت ما معی احد غیری و غیرہ ثم نشغ ابو ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنه نشغة شدیدۃ ثم مال خارا علی و جھه فاسندته طویلا ثم افاق فقال حدثنی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَسلَّم ان اللہ تعالیٰ اذا کان یوم القیامة ینزل الی العباد لیقضی بینھم الخ۔"

ترجمہ: شفی اصبحی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَالٰہ وَسلَّم سے سنی ہو اور اس کو آپ نے سمجھا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسی حدیث بیان کرونگا جو اللہ کے رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَالٰہ وَسلَّم نے مجھ سے بیان فرمائی اور جسے میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ

میں تمہیں ایسی حدیث بیان کرونگا جو نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے اس گھر میں بیان کی جس میں میرے علاوہ کوئی اور موجو نہ تھا۔ پھر حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے۔ اپنے چہرہ مبارک کا مسح کیا۔ فرمایا کہ تمہیں ایسی حدیث بیان کروں جو مجھے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے بیان فرمائی۔ میرے اور حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی ذات اقدس کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔ تو حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر گر گئے اور مائل ہو گئے اور بہت وقت تک بے ہوش رہے۔ پھر فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ایک ایسی حدیث بیان فرمائی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بلا کیف بندوں کی طرف نزول فرمائے گا تاکہ بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔ اور آگے حدیث طویل ہے الفاظ یہ ہیں کہ پھر سخی کو بلایا جائیگا، شہید کو بلایا جائیگا، اور حاکم کو بلایا جائیگا۔ (الیٰ آخر) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر غشی کا طاری ہو جانا اس کی دو وجوہات بیان ہوئی ہیں ایک وجہ یہ کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی یاد اور کمال محبت محمدی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہوئی۔ دوسری وجہ یہ کہ اس حدیث میں وعید کا ذکر کیا گیا ہے لہٰذا وعید کا تصور اور اللہ کے خوف کی وجہ سے غشی طاری ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جید عالم تھے اور علوم ظاہری اور علوم باطنی کے حامل تھے لہٰذا عالموں کے بارے میں جو وعید کا ذکر کیا گیا ہے لہٰذا اس کے تصور سے ان پر غشی طاری ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ درجہ کے خاشعین اور وارثین میں سے تھے۔ لہٰذا یہ حدیث مبارکہ بھی اثبات وجد کیلئے قوی دلیل ہے اس لئے کہ غشی اور بے ہوشی بھی وجد کی انواع میں سے ایک نوع ہے۔

حدیث نمبر ۱۵: اسی طرح انوار محمدیہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلّم (ج ا ص ۴۲۰) مواہب لدنیہ کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے:

وقد کان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربما مر بایۃ فی وردہ فتخنقہ الغبرۃ و یسقط و یلزم البیت یوم والیومین حتی یعاد ویحسب مریضا۔

(حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت مرتبہ اپنے وظیفے میں ایک آیت پر جب گزرتے تھے گریہ وزاری کرتے تھے یہاں تک کہ اپنا گلہ مبارک ہاتھوں سے تھام لیتے اور گر جاتے، ایک دن یا دو دن گھر کے اندر بند رہتے یہاں تک کہ لوگ انہیں بیمار سمجھتے تھے اور ان کی عیادت کیلئے آنا شروع کرتے تھے۔ اور البدایہ والنہایۃ ج ۲ ص ۲۶۷ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے ہوش ہو جانے کی روایت نقل کی ہے اور حلیۃ الاولیاء ج ا ص ۳۰۰ پر بھی یہ روایت موجود ہے:

”ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرأ ”ویل للمطففین“ حتی بلغ الی ”یوم یقوم الناس لرب العلمین“ فبکی و خر“۔

ترجمہ: ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سورۃ مطففین کی تلاوت کرنا شروع کی یہاں تک کہ اس آیت مبارکہ پر پہنچے کہ (یوم یقوم) تک تلاوت کی تو رونا شروع کر دیا اور زمین پر گر گئے۔

بعض نام نہاد مفتیان جزب اور وجد کے نہ ماننے پر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول پیش کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے انکار کیا ہے تو خود سوچئے کہ جو حال، جو کیفیت حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما پر طاری ہوئی اس کا انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کہ ان کو یہ معلوم تھا کہ یہ کام تکلف کی طور پر کیا ہے یا مکر کے باعث سرزد ہوا ہے تو اتنے لوگوں کی موجودگی میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کس طرح انکار کر سکتے ہیں؟ حالانکہ حضرت

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود غشی طاری ہو گئی۔ اسی طرح ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کس طرح انکار کر سکتی ہیں حالانکہ خود ان پر غشی طاری ہوئی جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔[49]

لہٰذا اتنے دلائل کے باوجود حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کس طرح اس وجد کو برا سمجھ سکتے ہیں۔ مگر انکار کی روایت بلاسند غیر مقبول جانے یا تاویل حسنہ جو قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری ج۸ ص۲۰۹: پر سورۃ زمر کی آیت ۶۳ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ جن لوگوں نے وجد کی وجہ سے انکار کیا ہے وہ وجد مکرا اور تکلفا تھا۔ وہ لوگ اپنے آپ کو بتلاتے یا دکھلاتے تھے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس عبارت کی تفصیل تحریر کی جائیگی۔ انکار کی قطعا کوئی گنجائش نہیں۔ بعد میں منکرین وجد اور تواجد اور ان کے اعتراضات کی مزید وضاحت کی جائے گی۔

اسی طرح مجمع الزوائد میں امام بزار کے حوالے سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”انها قالت لما رایت من النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَ سلَّم طیب النفس، قلت یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَ سلَّم ادع لی، فقال اللهم اغفر لعائشة رضی اللہ تعالی عنها ما تقدم من ذنبها و ما تاخر و ما اسرت و ما اعلنت فضحکت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها حتی سقط راسها فی حجرها من الضحک، فقال لها رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَ سلَّم ایسرک دعائی؟ فقالت ما لی لا یسرنی دعآءک فقال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَ سلَّم انها لدعائی لامتی فی کل صلوٰة“۔

---

[49] (بخاری شریف ج ۱ ص ۴۷۹)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کو جب میں نے خوش دیکھا تو میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم میرے حق میں دعا فرمایئے۔ تو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا کہ۔ یا اللہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اگلی پچھلی ظاہری، پوشیدہ تمام خطاؤں کو معاف فرما، تو ام لموٴمنین نے اس قدر تبسم فرمایا کہ سر مبارک انکے اپنی گود مبارک کی جانب جھک گیا حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا آپ کو میری دعا سے اس قدر خوشی ہوئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ مجھے کیا ہوا کہ آپ کی دعا سے مجھی خوشی نہ ہو۔ مجھے آپ کی دعا سے بے حد خوشی حاصل ہوئی ہے حضور کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا۔ میں اپنی امت کے لئے ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتا ہوں۔ اس روایت سے بھی وجد ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ ام المومنین کا تبسم عام مسکراہٹ نہ تھی بلکہ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے الفاظ مبارکہ سے حاصل ہونے والی خوشی اور لذت تھی۔ یہ بھی حالت وجد اور غیر اختیاری مسکراہٹ تھی اور مسکراہٹ یہ بھی وجد کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔

حدیث نمبر۱۶: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **(کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ 'لاتسئلوا عن اشیاء' الآیۃ ج ۲ ص ۶۶۵)** میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:

"قال خطب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم خطبۃ ما سمعت مثلھا قط قال لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا ولبکیتم کثیرا قال فغطی اصحاب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم وجوھھم لھم حنین"۔

(حضور اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے ایسا بے مثل خطبہ دیا جس کا مثل کوئی خطبہ میں کبھی نہیں سنا۔ اس خطبے میں فرمایا: اگر تم جانتے، جو کچھ میں جانتا ہوں تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے اثر کے باعث صحابہ کرام نے اپنے چہرے چھپا لئے اور رونا گریا وزاری کرنا سسکیاں لینا شروع کیں۔ اس روایت سے بھی وجد ظاہر ہوتا ہے کیونکہ خوف الٰہی کے باعث رونا، سسکیاں لینا یہ بھی وجد کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔)

حدیث نمبر۱۷: اسی طرح تفسیر مظہری اور روح البیان اور دیگر تفاسیر میں سورۃ زمر آیت نمبر ۲۳ کے ذیل میں حضرت عبداللہ بن عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

قلت لجدتی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیف کان اصحاب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلَّم یفعلون اذا قرئ علیھم القرآن؟ قالت کانوا کما وصفھم اللہ تعالیٰ تدمع اعینھم و تقشعر جلودھم۔

(میں نے اپنی دادی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے صحابہ کرام کی اس وقت کیا حالت یا کیفیت ہوتی جب ان کے سامنے قرآن تلاوت کیا جاتا تھا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ان کی وہی حالت ہوتی تھی جو اللہ نے ان کی صفت بیان فرمائی ہے کہ ان کی آنکھیں آنسو بہاتیں اور ان کے کھال مبارک حرکت میں آجاتی۔ اس روایت سے بھی وجد ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ آنسوؤں کا بہنا اور کھالوں کا لرزنا بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے، اور یہ احسن کیفیت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تمام اوقات میں بھی ان پر وجد طاری ہوتا اس لئے کہ وہ منتہی تھے۔ احیانا ان پر کبھی کبھی غشی، اضطراب، رقص، ایک پاؤں پر بھاگنا، ہنسنا، چیخیں مارنا، گریہ وزاری کرنا یہ تمام احوال صحابہ

کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر وارد ہوتے تھے۔ یہ سب کی سب اقسام وجد میں داخل ہیں۔ جیسے کہ اقسام وجد میں ذکر کیا جاچکا ہے۔)

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بہت سارے احوال کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر طاری ہونا وجد اور حال کے مختلف انوع مختلف مواقع پر طاری ہونا۔ سلوک اور طریقت کے منتہی اولیائے کرام اور اصحاب تمکین بھی تمام احوال میں ان کا رونا اور جسم کا ہلنا کھال کی حرکت بدن کا لرزنا اور دیگر احوال کا وارد ہونا اور مبتدی اور متوسط اصحاب تلوین کا عام احوال میں رقص اور بے چین ہونا ، کپڑوں کا پھاڑنا، غشی کا طاری ہونا، چیخیں مارنا، تواجد خالص حقیقی ہے۔ منتھی کے طرز پر حالات کا طاری ہونا ایک حالت کا بھی انکار ممکن نہیں بلکہ سب کچھ دلالت کے ساتھ ثابت ہے اور اس سے انکار بے دینی اور جہالت ہے۔ یہ روایت بھی وجد اور حال کے اثبات پر دلالت کرتی ہے جو کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر نے بیان فرمائی:

حدیث نمبر ۱۸: اسی طرح علامہ سید طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۶۴ میں حدیث مبارک مذکور ہے: من اطاع اللہ باکیا دخل الجنۃ ضاحکا۔ (جو شخص روتا ہو اللہ کی عبادت اور اطاعت کے ساتھ وہ جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوتا ہے۔)

حدیث نمبر ۱۹: کفایہ شرح ھدایہ: ج:۱: ص:۳۴۶: (باب مایفسد الصلوٰۃ ومایکرہ فیھا) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

”سئلت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن الانین فی الصلوٰۃ فقالت ان کان من خشیۃ اللہ لا تفسد صلوٰتہ وان کان من الالم تفسد“۔

(حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال ہوا کہ نماز میں آہ کرنا کیسا ہے ؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر اللہ کے خوف سے ہو تو نماز فاسد نہیں ہو گی اگر درد یا مصیبت کے باعث ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (فاسد ہو جاتی ہے) یہ دونوں روایتیں بلخصوص نماز میں رونا اور آہ کرنا اوہ کرنا فریاد کرنا۔ یہ بھی اقسام وجد میں سے ایک قسم ہے۔ فقہی مسئلے سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ احوال وجد میں سے ایک قسم ہے۔ جو وارد ہوتے ہیں بلکہ یہ زیادہ خشوع اور خضوع پر دلالت کرتے ہیں۔)

حدیث نمبر۱۹: اسی طرح علامہ ابو اللیث ثمرقندی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنبیہ الغافلین کے: ص ۲۹۴: پر ثعلبہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ جب ان صحابی رضی للہ تعالیٰ عنہ سے ایک سہو واقع ہوا تو اس وجہ سے ان پر اللہ کا خوف طاری ہوا تو پہاڑ پر چڑھ گئے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک توبہ کی قبولیت کی خوش خبری حضرت جبرائیل علیہ السلام کے توسط سے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ وَسلَّم کو دی۔

چنانچہ حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ وَسلَّم نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو حضرت ثعلبہ کو تلاش کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ دونوں صحابیوں کو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ وَسلَّم نے اس امر پر معمور فرمایا دونوں اصحاب مبارکہ نے تلاش شروع کر دی۔ اس پہاڑ پر ان کی ملاقات حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور انہوں نے آپ (ثعلبہ) رضی اللہ عنہ کو پہاڑ سے اتار کر حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہ وَسلَّم کی خدمت مبارکہ میں پیش کیا۔ نماز کا وقت تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو آخری صف میں شامل کیا۔

”فقرأ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلّم الھاکم التکاثر۔ فشھق شھقۃ فلما تلا حتیٰ زرتم المقابر شھق شھقۃ اخری وفارق الدنیا فلما انفتل النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلّم جاء الی ثعلبۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال یا سلمان انضح علیہ الماء فنادی سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا نبی اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلّم قد فارق الدنیا۔ الحدیث“۔

ترجمہ: حضرت نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ”الھاکم التکاثر“ تلاوت فرمائی تو حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے حالت نماز میں چیخ ماری جب حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (التکاثر ۲) کی تلاوت کی تو حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے پھر چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ بعد نماز کے حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت ثعلبہ کے چہرے پر پانی کی چھینٹیں ماریں۔ تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی، کہ یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم حضرت ثعلبہ دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں یعنی وفات پاچکے ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ بھی وجد پر دلیل ہے بالخصوص قرآن کریم کی تلاوت سننے کے دوران زیادہ خوف خداوندی اور چیخیں مارنا وجد کے باعث وفات پاجانا اور وجد میں انتقال کرجانے پر قوی دلیل ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس میں دوران ذکر و تبلیغ بہت سے اشخاص دنیا سے رخصت ہوجایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خود بھی حضرت داؤدں بے ہوش ہوگئے تھے اور حاضرین مجلس سے چار سو اشخاص کے جنازے اٹھے۔[50]

اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بہت سارے جنازے اٹھتے تھے (کمافی سیف المقلدین علیٰ اعناق المنکرین نمبر ۵۳۷) اور حضرت خواجہ

---

[50] (الاحیاء ج ۲ ص ۶۸ عوارف المعارف ص ۱۱۱)

محمد باقی باللہ نقشبندی کی توجہ اتحادی سے ایک نان فروش بے ہوش ہو گیا تھا اور تین دن بعد وفات پا گیا تھا۔ [51]

حدیث نمبر ۲۰: اسی طرح ملا علی قاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے:

”وقد نقل عن جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ایضا أنه خر مغشیا علیه وهو فی الصلاۃ, فسئل عن ذالک فقال: سری عنه قال ما زلت اردد الایة علی قلبی حتی سمعتها من المتکلم بها (بلا کیف) فلم یثبت جسمی لمعاینة قدرته“ ۔

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بھی منقول ہے کہ وہ نماز میں بے ہوش ہر کر گر گئے تھے، آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک آیت کریمہ بار بار دل میں تلاوت کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ خالق حقیقی سے (بلا کیف) وہ آیت مبارکہ سنی تو میرا جسم اس ذات اور اس کی قدرت معانی کے سامنے قائم نہ رہ سکا اور مجھ پر بے ہوشی طاری ہوئی۔ [52]

اسی روایت کو حضرت شیخ اجل شہاب الدین سہر وردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **عوارف المعارف ص ۱۵ باب دوم** میں ذکر کیا اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **مکتوبات ج ۲ مکتوب ۱۱۸ دفتر سوم** میں بھی یہی کیفیت ان کی نقل کی ہے۔

حالانکہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ درجے کے منتہی تھے مگر ان پر بھی یہ کیفیت وارد ہوئی اب سوال یہ ہے کہ غیر نبی کا اللہ کا کلام خود ذات الٰہی سے بلا کیف سننا بہتر ہے یا نہیں؟ یہ

---

[51] (کمافی التفسیر العزیزی جلد آخر: ص: ۳۳۸)

[52] (مرقات ج ۱ ص ۴۵٦ کتاب العلم فصل اول)

صرف ممکن ہی نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔ تفسیر مظھری میں اس آیت کریمہ وَأَوْحَيْنَا إِلَى أُمِّ مُوسَى (القصص ۷) کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے حد دلائل دیئے ہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک وحی تو شرعی ہوتی ہے جو کہ صرف انبیاء علیہم الصلوٰۃ وسلام کے لئے خاص و مخصوص ہے دوسری قسم وحی کی غیر تشریعی ہے جو غیر نبی کو بھی عطاء ہوسکتی ہے اور حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کا فرمان ہے کہ پہلی امتوں میں بعض محدث (اللہ کے ساتھ کلام کرنے والے) ہوتے تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو اس امت میں بہت سارے محدثین اور بھی ہیں جیسے سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ کیفیت وارد ہوئی۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھ سے بھی بلا کیف کلام فرمایا۔ الحمدللہ میں بھی محدث ہوں۔ پوری تفصیل تفسیر مظہری اور مکتوبات شریف میں درج ہے یہ روایت بھی وجد کے ثبوت میں خصوصا حالت نماز میں وجد پر قوی دلیل ہے۔

حدیث نمبر۲۱: امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (تنبیہ المغترین) میں لکھا ہے: قرأ النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلَّم یوما ان لدینا انکالا و جحیما و طعاما ذا غصة و عذابا الیما و کان ورائه حموان بن اعین رضی اللّٰہ تعالٰی عنه فخر میتا” (حضورِ اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ایک دن یہ آیت کریمہ تلاوت فرما رہے تھے إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَجَحِيمًا (المزمل ۱۲) تو حضورِ اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے قریب حضرت حموان بن اعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے فورًا اِگر کر وفات پا گئے اور (تذکرہ قرطبی: ج: ۱: ص: ۸۴) پر آدم علیہ السلام کا بے ہوش ہونا بھی

مذکور ہے اور (البدایه والنهایه: ج: ۴: ص: ۲۳۱) پر حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے ہوش ہونا بھی ذکر ہے۔

حدیث نمبر ۲۲: اسی طرح عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (حديقة النديه: ص: ۱۰۹) پر علامہ شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (تنبيه المغترين) میں روایت کی ہے: وكان ميمون بن مهران رضی اللہ تعالیٰ عنه يقول: سمع سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنه قارئًا يقرأ (وان جهنم لموعدهم اجمعين) فصاح ووضع يده على راسه وخرج صائما لا يدری اين يتوجه مدة ثلاثة ايام"۔

ترجمہ: حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاری سے یہ آیت کریمہ سُنی (وان جھنم) تو چیخ ماری اور دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے اور سر گرداں وپریشان باہر نکل گئے اور یہ سمجھ نہیں رہے تھے کہ کس جانب جائیں۔ تین دن تک اسی کیفیت میں رہے۔

حدیث نمبر ۲۳: اسی طرح آثارِ تابعین اور تبع تابعین کی بھی سن لیجئے۔ جو کہ اثباتِ وجد کیلئے قوی دلائل ہیں۔ من جملہ ان میں سے علامہ حافظ ابن حجر مکی ہیتمی نے الخیرا ۃ الحسان ص ۳۶ پندرھویں فصل میں جلیل القدر ہستی تابعی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے:

وقرأ الامام يومًا فی صلٰوة الصبح (ولا تحسبن الله غافلًا عما يعمل الظلمون) فارتعد حتى عرف ذالک منه۔[53]

---

[53] (الخيراة الحسان: ص: ۳۶: فصل: ۱۵)

ترجمہ: ایک دن حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فجر کے نماز میں اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی (ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظلمون) تو لرزنے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے ان کا لرزنا دیکھ لیا اور ارتعاد (یعنی لرزنا بدن کا) یہ بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے اور یہ واقعہ بھی نماز کی حالت میں وجد کے وارد ہونے کیلئے قوی دلیل ہے۔

حدیث نمبر ۲۴: اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ص ٦٦ ج ١) میں تحریر کیا ہے:

وروی انہ سمع قارئًا یقرأ (ھٰذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لھم فیعتذرون) فتغیر الشافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وارتعد وخر مغشیا علیہ"۔

ترجمہ: روایت ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ایک قاری کو یہ آیت کریمہ تلاوت کرتے ہوئے سنا (ھذا یوم) تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لرزنے لگے اور بے ہوش ہوگئے جلیل القدر مجتہد جو تبع تابعین میں سے ہیں ایک مسلک کے امام ہیں ان پر کیا کیفیت طاری ہوئی خاصکر قرآن کریم کی تلاوت سننے کے وقت یہ بھی وجد کی اثبات پر قوی دلیل ہے کہ بزرگان دین پر وجد کی حالت طاری ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۲۵: اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ (احیاء العلوم ج ١ ص ١٧١) میں جلیل القدر تابعی ربیع بن اخثم رحمۃ اللہ تعالٰی کا علیہ واقعہ نقل کرتے ہیں:

"ومشی ذات یوم مع ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ فی الحدادین فلما نظر الی الاکوار تنفخ والی النار تلتھب صعق وسقط مغشیا علیہ وقعد ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ عند راسہ الی الساعۃ وقت الصلوٰۃ فلم یفق فحملہ علی ظھرہ الی منزلہ فلم یزل مغشیا علیہ الی مثل التی صعق فیھا ففاتتہ خمس صلوٰات وابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ عند راسہ یقول ھٰذا واللہ ھو الخوف"۔

ترجمہ: ایک دن ربیع ابن اختم تابعی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ لوہار کی بھٹی کے پاس سے جارہے تھے (حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں جارہے تھے) جب ربیع ابن اختم نے لوہار کی بھٹی کو دیکھا کہ اس کو ہوا دی جاتی ہے اور آگ کے شعلے لپک رہے تھے تو چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر گئے۔ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قریب کھڑے تھے۔ اس دوران نماز کا وقت ہو گیا اور آپ ہوش میں نہ آئے تو حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو پیٹھ پر اٹھا کر ان کے گھر تک پہنچا دیا۔ دوسرے روز صبح تک وہ بے ہوش رہے اسی دوران پانچ نمازیں ان سے قضاء ہوئیں بعد ازاں حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم خوفِ الٰہی کے باعث ان پر یہ کیفیت طاری ہوئی۔

یہ فعل اور حال تابعی کا ہے اور تقریر صحابہؓ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی معایہ وجد کیلئے مضبوط دلیل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر بے اختیار حال اسی پر وارد ہوا اور بے ہوشی طاری ہوئی اور بے ہوشی بھی طویل رہی یہاں تک کہ پانچ نمازیں ان سے قضاء ہوئیں ان پر کوئی گناہ اور حرج نہیں ہے۔ جب ہوش میں آئیں تو ان نمازوں کی قضاء ادا کریں۔ بلکہ صرف وجد غیر اختیاری باوجود یہ کہ اس کا عقل وشعور بھی ہو جس طرح کہ انسان چھینک مارتا ہے یا کھانستا ہے تو باوجود وجد کے ہوش برقرار رہتے ہیں تو اس کی نماز نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔[54]

اگر عملِ کثیر اس سے صادر ہو اور نماز کے بعد حال ختم ہو جائے تو نماز کو دوبارہ دہرانا پڑیگا۔ اگر عملِ کثیر نہ ہو بلکہ صرف رونا، آواز کا نکلنا، جسم کا ہلنا تو پھر اس شخص پر نماز کا دھرانا ضروری نہیں ہے ۔ اس کی تفصیل روح المعانی: ج:۳: ص:۸۶: پر مذکور ہے۔

---

[54] (تفسیر روح المعانی: ج:۳: ص:۸۶: سورۃ اعراف: آیت: ۱۵۵)

حدیث نمبر ۲۶: اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احیاء العلوم ج ۲ ص ۲۹۷) میں زرارہ بن اوفی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے:

وروی ان زرارۃ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کان من التابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یؤم الناس بالرقۃ فقرأ أفَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ (المدثر ۸) فصعق ومات فی محرابه"۔

(روایت یہ ہے کہ زرارہ ابن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعی ہیں لوگوں کو رقہ نامی جگہ پر نماز کی امامت کیا کرتے تھے جب یہ آیت کریمہ تلاوت کی فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ (المدثر ۸) تو دورانِ نماز محراب میں گر گئے اور انتقال کر گئے۔ جو کہ وجد کی اعلیٰ ترین قسم میں سے ایک قسم ہے۔)

اور جامع ترمذی: ج: ۱: ص: ۵۹: پر یہ حدیث موجود ہے:

کان ضرارہ بن اوفی قاضی البصرۃ فکان یوم بنی قشیر فقرأ یوما فی صلاۃ الصبح فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ (۸) فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ (المدثر ۹) خر میتًا"۔

(حضرت ضرارہ بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ کے قاضی بنو قشیر میں امامت کرتے تھے، انہوں نے صبح کی نماز میں ایک دن یہ آیت کریمہ تلاوت کی (فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ (المدثر ۸) الخ) تو گر گئے اور وفات پا گئے۔)

وجد اور حال کے ثبوت میں مفسرین، محدثین، فقہائے کرام اور اولیائے راسخین اور عُلمائے حق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فرمودات کے ساتھ

اس باب میں وجد اور حال کے مختلف احوال واقسام کے اثبات میں معتبر اور معتمد علمائے دین کے اقوال ذکر کئے جائیں گے اور بہت زیادہ کتابوں اور عبارات کا تذکرہ کیا جائیگا۔ ان شاءاللہ۔

تفسیر روح المعانی، روح البیان، تفسیر مظہری، تفسیر مدارک، تفسیر عزیزی، فتاویٰ شامی، رد مختار، فتاوی حامدیہ، فتاوی خیریہ، مجموعۃ الرسائل لابن عابدین شامی، فتاوی عالمگیری، طحطاوی، حاوی للفتاوی، مکتوبات شریف، مکاتیب شریفہ شاہ غلام علی دہلوی، حدیقۃ الندیہ، عوارف المعارف، احیاء علوم الدین، فتوح الغیب، انوار القدسیہ، قطب الارشاد، سیف المقلدین، حجۃ السالکین، مقامات خواجہ نقشبند، رشحات کاشفین، فتاوی رضویہ، انوار شریعت، رسائل میلاد النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم ، النبراس علی شرح العقائد احقاق المعالی، وغیرہ معتبر، مقبول ومشہور کتابیں اہلسنت والجماعتکی ہیں ان میں اور باقی سب میں واضح لکھا ہوا ہے کہ اہلِ وجد اور اہلِ حال کیلئے وجد، غشی کو جید بزرگانِ دین نے مانا اور ثابت کیا ہے۔

(۱) جلیل القدر مفسر خاتمۃ المحققین مفتیٔ بغداد حضرت علامہ مولانا محمود الوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی نقشبندی مجددی خالدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی: ج:۳: ص:۸۶: سورۃ اعراف :آیت نمبر: ۱۵۵ : میں وجد کے بارے میں اس آیت مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ان موسیں قومه سبعین رجلا من اشراف قومه ونجباء هم اهل الاستعداد والصفاء ولارادة والطلب والسلوک (فلما اخذتهم الرجفة) ای رجفة البدن التی هی من مبادی صعقة الفناء عند طریان بوارق الانوار وظهور طوالع تجلیات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده وکثیرا ماتعرض هٰذه الحرکة للسالکین عند الذکر او سماع القرآن او مایتاثرون به حتی تکاد تتفرق اعضاؤهم وقد شاهدنا ذالک فی الخالدین من اهل الطریقة النقشبندیة وربما یعتریهم فی صلٰوتهم صیاح معه فمنهم من یستانف صلاته لذالک ومنهم من لا یستانف وقد کثر الانکار علیهم وسمعت بعض المنکرین یقولون ان کانت هٰذه الحالة مع الشعور والعقل فهی سوّء ادب ومبطلة للصلٰوة قطعا وان کانت مع عدم شعور وزوال عقل

فھی ناقضۃ للوضؤ ونراھم لا یتوضؤون واجیب بانھا غیر اختیاریۃ مع وجود العقل والشعور وھی کالعطاس والسعال ومن ھنا لا ینتقض الوضوء بل ولا تبطل الصلٰوۃ وقد نص بعض الشافعیۃ ان المصلی لو غلبہ الضحک فی الصلٰوۃ لا تبطل صلٰوتہ ویعذر بذالک فلا یبعد ان یلحق ما یحصل من آثار التجلیات الغیر الاختیاریۃ بما ذکر ولا یلزم من کونہ غیر اختیاری کونہ صادرًا من غیر شعور فان حرکۃ المرتعش غیر اختیاریۃ مع الشعور بھا وھو ظاھر فلا معنی للانکار“[55]

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر (۷۰) افراد ہمارے میقات کیلئے منتخب کئے پس ان کو جب رجفہ نے پکڑ لیا۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے اس آیت کی تفسیر میں روح المعانی :ج:ثالث میں تحریر فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر ایسے آدمی منتخب کئے جو کہ شریف، بزرگ باستعداد، مریدین حق، اصحاب طلب اور اہل سلوک تھے پس جب ان کو رجفہ نے پکڑ لیا۔۔الخ

یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا جو کہ فنآکی صعقہ کی ابتدا میں پیش آتی ہے۔ انوارات رحمانیہ کے نزول اور صفات کی تجلیات کے ورود کے وقت یہ حالت پیش آتی ہے۔ جس کے اثر سے بدن حرکت اور اضطراب میں آتا ہے اور اکثر اوقات یہ حالت سالکین طریقت کو ذکر اور تلاوت قرآن کے وقت پیش آتی ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں (یعنی توجہ اور نعت خوانی) سننے سے بھی یہ حالت پیش آتی ہے جو کہ اسباب تاثیر میں داخل ہے یہاں تک کہ ان کے اعضاء بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور ہم نے یہ حالت حضرت مولانا خالد قدس سرہ کے مریدین سے مشاہدہ کی ہیں اور بعض اوقات میں ان کو نماز میں بھی حرکات کے ساتھ صیاح بھی پیش آتے ہیں پس بعض نماز کا اعادہ کرتے

---

[55] (تفسیر روح المعانی: ج:٣: ص:٨٦: سورۃ اعراف: آیت:١٥٥ :باب: الاشارات)

ہیں اور بعض اعادہ نہیں کرتے ہیں اور ان پر انکار زیادہ ہو رہا ہے۔ اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز کیلئے قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور اگر عقل اور شعور زائل ہونے کیوجہ سے ہے تو پھر سُکر کیوجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہ سالکین وضو کا اعادہ بھی نہیں کرتے لیکن میں اس اعتراض مذکور کے جواب میں کہتا ہوں کہ نماز میں یہ حالت مذکور (یعنی حرکات اور صیاح) غیر اختیاری ہے اور یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود پیش آتی ہے اور اس کی مثال کھانسی اور عطس کیطرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتا ہے اس لئے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ ہی نماز باطل ہوتی ہے اور شوافع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے کہا ہے کہ اگر نمازی پر ہنسنا غالب آجائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہے اور نمازی اس صورت میں معذور سمجھا جائے گا۔

پس بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ کے آثار کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدم فساد صلوٰۃ پر حکم کیا جائے اور کسی چیز کی غیر اختیاری ہونے سے اس چیز کا غیر شعوری ہونا لازم نہیں کیونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری ہے اور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ عقل اور شعور موجود ہوتے ہیں اور یہ تو ظاہر باہر معاملہ ہے پس اس سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ تو علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدن کی حرکت اور کانپنا خداوند قدوس کے انوارات کا اثر قرار دیا نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ حالت سالکین اور مریدین خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کے بزرگوں کو حالت ذکر اور تلاوت کلام اللہ کے وقت یا توجہ مرشد کامل مکمل کیوقت یا خشیت خداوندی کے غلبہ کے وقت پیش آتی ہے۔ کبھی یہ حالت اقشعرار کم ہوتی ہے اور بعض بدن پر زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ لطائف کی حرکت اور بعض اوقات میں غلبہ پاکر سارا بدن حرکت کرنے لگتا ہے اور اعضاء ٹوٹ جانے کا خطرہ

محسوس ہوتا ہے۔ نیز کبھی نماز کے اندر اقشعرار جسد اور صیاح طاری ہوتی ہے جیسا کہ روح المعانی کی عبارت سے واضح ہوا۔ لیکن عقل اور شعور کی موجود ہونے کیوجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا صرف اختیار سلب ہوتا ہے۔

(۲) اسی طرح مفسر جلیل القدر بیہقی وقت علم الہدیٰ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری نقشبندی مجددی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر، **تفسیر مظھری:ج:۸: ص:۲۱۰۔ ۲۰۸:** سورۃ زمر کی آیت نمبر ۶۳: کی تفسیر میں منکروں کے اعتراض غشی کے مسئلہ پر جواب تحریر کرتے ہیں کہ غشی اور وجد کا مدلل اثبات کیا ہے، فرماتے ہیں:

”فان قیل بعض اہل العشق من الصوفیۃ یغشی علیہ عند استماع القرآن فہل ہو من الاحوال الحمیدۃ او القبیحۃ؟ وقد شنع علیہم الامام محی السنۃ البغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی تفسیرہ فقال قال قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ھٰذا یعنی ما ذکر من اقشعرار الجلد من خشیۃ اللہ نعت اولیاء اللہ نعتہم اللہ بان تقشعر جلودہم وتطمئن قلوبہم بذکر اللہ ولم ینعتہم بذہاب عقولہم والغشیان علیہم انما ذالک فی اہل البدع وہو من الشیطان اخبرنا عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قلت لجدتی اسماء بنت ابی بکر کیف کان اصحاب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم یفعلون اذا قرئ علیہم القرآن؟ قالت کانوا کما نعتہم تدمع عیونہم وتقشعر جلودہم قال فقلت لہا ان ناسا اذا قرئ علیہم القرآن خر احدہم مغشیا علیہ فقالت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ وروی البغوی ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مر علی رجل (من اہل العراق) ساقط فقال ابن عمر ما بال ہذا قالوا اذا قرئ علیہ القرآن وسمع ذکر اللہ سقط فقال ابن عمر انا لنخشی اللہ وما نسقط وقال ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان الشیطان یدخل فی جوف احدہم ما کان ھٰکذا صنیع اصحاب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم۔ (قلت) وجہ طریان ھٰذہ الحالۃ کثرۃ نزول البرکات والتجلیات مع ضیق حوصلۃ الصوفی وضعف استعدادہ۔ وانما لم توجد ھٰذہ الحالۃ فی الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مع وفور

برکاتهم لاجل سعة حواصلهم وقوة استعدادتهم ببرکة صحبة النبی صَلی اللّٰه تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلَّم و اما غیر الصحابة رضی اللّٰه تعالیٰ عنهم من الصوفیة فعدم طریان تلک الحالة علیهم اما لقلة نزول البرکات و اما لسعة الحوصلة و العجب من الامام الهمام محی السنة البغوی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه کیف انکر علی اصحاب تلک الحالة و شنع علیهم و نسی قوله تعالٰی (حتی اذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وهو العلی الکبیر) وقد روی هو فی تفسیر تلک الآیة عن النواس بن سمعان رضی اللّٰه تعالیٰ عنه اذا اراد اللّٰه بالامر تکلم بالوحی اخذت السموات منه رجفة او قال: رعدة شدیدةً خوفًا من اللّٰه فاذا سمع ذالک اهل السموات صعقوا و خروا للّٰه سجدا فیکون اول من یرفع راسه جبرئیل علیه السلام الحدیث۔ وروی البخاری عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه عن النبی صَلی اللّٰه تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلَّم نحوه بلفظ اذا قضی اللّٰه الامر فی السماء ضربت الملائکة باجنحتها خضعانا لقوله کانه سلسلة علی صفوان فاذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق الحدیث و قوله تعالٰی (فلما تجلی ربه للجبل جعله دکا و خر موسی صعقا) و قول ابن عمر ان الشیطان یدخل فی جوف احدهم و کذا استعاذة اسماء محمول علی انهما زعما غشی ذالک الرجل تکلفا و مکرا و لذا نسباه الی الشیطان و انما کان انکار تلک الحالة منهما لعدم طریان الحالة علیهما و علی امثالهما بناء علی و سعة الحوصلة و قوة الاستعداد و یدل علی ما قلت انه ذکر عند ابن سیرین الذین یصرعون اذا قرئ علیهم القرآن فقال بیننا و بینهم ان یقعد احدهم علی ظهر بنیة باسطا رجلیه ثم یقرأ علیهم القرآن من اوله الی آخره فان رمی بنفسه فهو صادق حیث علق صدقه علی رمی نفسه من ظهر بنیة مرتفعة فعلم منه انه حمل صرعه علی الکذب و التکلف اعلم ان البشر اقوی استعدادا و اوسع حوصلة من الملائکة کما یشهد علیه قوله تعالٰی (انی جاعل فی الارض خلیفة) الی قوله تعالٰی (انی اعلم ما لا تعلمون) و قوله تعالٰی (انا عرضنا الامانة علی السمٰوٰت و الارض۔ الآیة) و لاجل ذٰلک یأتی حالة الغشی علی الملائکة کلما سمعوا الوحی دون البشر و اما البشر فاذا تمّ نزوله لا یتغیر حاله الا نادرا او اذا تمّ عروجهٗ و قصر نزوله یتغیر غالبًا۔ و اعلم ان الصوفی متی کان فی السکر یتغیر حاله غالبا عند ذکر المحبوب

فی الشعر و التغنی ولذالک یستحبون السماع لکن تغیر الحال عند سماع القرآن اشرف منه حالا لان عند استماع القرآن و تلاوته تتنزل البرکات الاصلیة المتعلقة بالتجلیات الذاتیة و الصفات الحقیقیة ولا سبیل الیها لاکثر الصوفیة المحتبسین فی مقام ولاجل ذلک تراهم یتغیر حالهم عند السماع ما لا یتغیر عند تلاوة القرآن و اما الذین صعدوا ذروة الافق الاعلی ثم دنی رب العزة وتدلی فکان قاب قوسین او ادنی لا یتغیر احوالهم الا کما کان یتغیر حال اصحاب رسول اللّٰہ (صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلَّم) رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهم تدمع عیونهم و تقشعر جلودهم ثم تلین جلودهم و تطمئن قلوبهم الی ذکر اللّٰہ (ذلک) الخوف و الرجاء و احسن الحدیث (هدی اللّٰہ یهدی به من یشاء) هدایته (و من یضلل اللّٰہ) ای یخذله (فما له من هاد) یخرجه من الضلالة"۔ [56]

ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرتا ہے کہ بعض عاشق صوفیائے کرام پر قرآن کریم پڑھتے وقت بیہوشی طاری ہوتی ہے کیا یہ اچھے احوال میں سے ہے یا برے احوال میں سے ہے۔ حالانکہ امام محی السنہ بغوی نے اسکو اپنی تفسیر میں بُرا کہا ہے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے خوف سے بدن کا لرزنا اولیاء اللہ کی صفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان کی ہے کہ اولیاء اللہ کے بدن لرزتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان کی ہے اور یہ صفت بیان نہیں کی کہ جیسا کہ امام بغوی نے کہا انکی عقل ضائع ہوتی ہے تو یہ احوال اھل بدعت پر وارد ہوتے ہیں۔ یہ بے ہوش ہونا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے عبد اللہ ابن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے خبر دی گئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی نانی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ (صحیح بات یہ ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبد اللہ ابن زبیر کی والدہ ہیں، نانی نہیں۔ شاید ناصح سے غلطی ہوئی ہے) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صحابہ کرام کا وہ حال تھا

---

[56] (تفسیر مظهری ص ۲۰۸ تا ۲۱۰ سورۃ زمر آیت ۲۶ پ ۲۳)

کہ اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے اور بدن مبارک پر لرزہ طاری ہوتا۔

عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے یہ کہا کہ بے شک بعض لوگ ایسے ہیں کہ جب ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی جاوئے تو وہ گر کر بیہوش ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اعوذ باللہ پڑھی۔ اور اس بے ہوشی کو شیطان کا حال سمجھا۔ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ عراق کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے کہ وہ آدمی بیہوش پڑے ہوئے تھے حضرت عبد اللہ نے حاضرین سے دریافت کیا کہ اس شخص کو کیا ہوا ہے۔ حاضرین نے جواب دیا کہ جب قرآن پڑھا جائے یا ذکر الٰہی کیا جائے تو یہ شخص بے ہوش ہو جاتا ہے تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ سے ڈرتے ہیں حالانکہ نہ ہم بے ہوش ہوتے ہیں بے شک شیطان بعض لوگوں کے پیٹ میں جاتا ہے اور انہیں بے ہوش کر دیتا ہے۔ حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے صحابہ کا یہ احوال نہ تھے۔ ہم امام بغوی کی ان باتوں کا مدلل جواب دیتے ہیں۔ اس حالت کے طاری ہونے کی وجہ کثرت نزول برکات اور تجلیات الٰہیہ ہیں اور صوفیوں کے حوصلہ تنگ اور صحابہ کرام کی نسبت صوفیوں رحمۃ اللہ علیہ میں استعداد کم ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استعداد بہت زیادہ اور قوی ہوتی ہے کیونکہ یہ برکات تھیں حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی صحبت کے باعث اس لئے ان پر بے ہوشی کی کیفیت طاری نہیں ہوتی۔ صوفی میں برکات، تجلیات کا نزول اور استعداد کی کمی انہیں بے ہوش کر دیتی ہے۔ بعض صوفیوں پر بے ہوشی کی حالت طاری نہیں ہوتی ان میں استعداد قوی ہوتی ہے۔

امام بغوی پر تعجب ہے کہ کس طرح اس حالت کا انکار کرتے ہیں اور اسے برا سمجھتے ہیں۔ اللہ کا یہ فرمان انہیں غالباً یاد نہ رہا:

”حتی اذافزع عن قلوبھم قالوا ماذاقال ربکم قالوا الحق وھو العلی الکبیر“۔

(یہاں تک کہ جب فرشتوں کے دل سے نزول وحی کی طاری شدہ ہیبت دور ہوئی تو فرمایا تمہارے رب نے کیا فرمایا۔ دوسرے فرشتے جواب دیتے ہیں حق فرمایا: اللہ کی ذات بہت بلند ہے اور بڑی ہے۔)

امام بغوی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو اس وحی کی ہیبت سے آسمانوں میں لرزہ طاری ہوتا ہے اور اہلِ آسمان سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ سجدہ سے سب سے پہلے جبرائیل امین سر اٹھائیں گے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انہی الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی معاملے کا فیصلہ فرماتا ہے تو آسمان والوں کو حکم فرماتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کا قول سن کر عاجزی ظاہر کرنے کیلئے اپنے پروں کو ہلاتے ہیں تو وہاں سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے بہت بڑی زنجیر کو ہلایا جارہا ہو۔ جب فرشتوں سے ہیبت دور ہوجاتی ہے تو دوسرے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ رب نے کیا فرمایا۔ دوسرے فرشتوں نے کہا کہ جو فرمایا حق ہے۔ کیا یہ حدیث امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیش نظر نہ تھی؟ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اللہ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا۔ حضرت موسیٰ بے ہوش ہوگئے۔ اسی طرح بہت ساری احادیث اور آثار بھی مذکور ہیں۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ کہنا کہ شیطان پیٹ میں داخل ہوتا ہے اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لا حول پڑھنا اس پر محمول ہے کہ مکر ہے اور ان کا یہ بیان اس لئے ہے کہ ان دونوں شخصیات پر یہ حالت بالعموم طاری نہ ہوتی کیونکہ ان کی قوت استعداد نہایت بلند ہو تھی کہ حضرت ابن سیرین نے ان کا بے ہوش ہو جانا مکر پر محمول کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بلند جگہ پر بیٹھ جائیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو ان کے سامنے قرآن شروع سے لیکر آخر تک پڑھا جائے تو پھر نہیں گریں گے۔

ابن سیرین نے کہا کہ اگر عقل سلب ہو جائے یا اختیار سلب ہو جائے تو گر جائیں گے مگر اگر بلند جگہ سے نہ گریں تو مکر پر گمان کیا جائے گا۔

انسانوں کی استعداد فرشتوں سے قوی ہے اور اس پر یہ دلیل ہے کہ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا۔ ”انی جاعل فی الارض خلیفۃ“ (تو فرشتوں نے عرض کیا اس کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے تو رب نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے)۔

دوسری جگہ قرآن پاک میں ذکر ہے کہ ہم نے امانت کو آسمان اور زمین کے سامنے پیش کیا۔۔۔ الخ۔ اس لئے غشی فرشتوں پر نازل ہوتی ہے انسانوں پر نہیں۔ جب عروج مکمل ہو جاتا ہے اور نزول ختم ہو جاتا ہے تو غالباً حالت متغیر ہو جاتی ہے جان لو کہ جب صوفی سُکر کی حالت میں ہوتا ہے تو شعر میں اور سماع میں وجد کی کیفیت ہوتی ہے مگر قرآن کریم کی تلاوت سنتے وقت وجد افضل ترین ہے کیونکہ سمع قرآن کے وقت برکات اصلیہ نازل ہوتے ہیں جن کا تعلق تجلیاتِ ذاتیہ اور صفات حقیقہ سے ہوتا ہے۔

اکثر صوفیوں کی اس بارے میں کوئی رائے ہی مذکور نہیں ہے جو ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ ان کی حالت سماع کے وقت زیادہ متغیر ہوتی ہے اور تلاوت قرآن کے سنتے ہوئے اتنی متغیر نہیں ہوئی۔ اگرچہ سماع میں فائدہ ہے ان لوگوں کیلئے جو واصل ہوتے ہیں جیسے مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں لکھا ہے۔ جو آسمان کی بلندیوں تک پہنچتے ہیں، رب کے قریب ہوتے ہیں اور پھر مزید قریب ہوتے ہیں یہاں تک کہ دو کمانوں کا جتنا فاصلہ رہ جاتا ہے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ مگر عام حالت میں ان کی حالت متغیر نہیں ہوئی اور صحابہ کرام کی حالت بھی متغیر ہوئی کہ ان کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوئے اور ان کی جلد لرزنے لگتی یا کپکپی طاری ہوتی۔ یہ بھی وجد ہے جیسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ پھر ان کی کھال نرم ہوتی اور ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں اللہ کے ذکر کی جانب۔ یہ خوف اور رجاء اور احسن الحدیث ہدایت ہے۔

اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے، جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لئے کوئی ہدایت نہیں کہ اس کو کوئی گمراہی سے نکال سکے۔ [57]

اس عبارت سے بہت سارے نکتے نکلتے ہیں پہلی بات یہ ہے کہ وجد اور غشی ہر حالت میں ثابت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن سیرین، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال کا مکمل جواب ہوا اور صحیح محمل پر محمول ہوا اور منکرین کے فاسد استدلال کا راستہ بند ہوا۔ صحابہ کرام اور راسخین اولیاء اللہ پر اور عام احوال میں غشی کا طاری نہ ہونا، اس کی وجہ بھی بیان کی جا چکی اگرچہ صحابہ کرام اور راسخین اولیائے کرام پر بھی کبھی وجد کے حالات طاری ہوتے ہیں۔ جن

---

[57] (تفسیر مظھری: ص: ۲۰۸ تا ۲۱۰: سورۂ زمر: آیت: ۲۶: پارہ: ۲۳)

میں بہت ساری احادیث اور آثار کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ منتہی اولیاء اللہ اکثر تلاوت اور سماع کے وقت ان کی حالت بدل جاتی ہے اور کبھی کبھی سماع کے علاوہ نعت خوانی کے دوران مبتدی متوسط اور منتہی اولیائے کرام اور متوسط سب کو فائدہ پہنچتا ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات شریف میں مرقوم ہے۔

متوسط اور مبتدیوں کے تجلیات ذاتیہ اور صفاتِ حقیقیہ سے زیادہ قربت نہیں ہوتی۔ دورانِ سماع ان پر وجد طاری ہوتا ہے کیونکہ مشائخ عظام ان کے لئے محفل سماع کے وقت میں ذکر خدا کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ سماع کے وقت میں ظلّی تجلیات زیادہ وارد ہوتی ہیں اور متوسطین کیلئے مناسبت اسی کی ہے۔

عنصرِ آگ خصوصی گرمی پہنچاتی ہے۔ آگے ترقی، بلندی، ہمت عطاء کرتی ہے عنصر آب کی برودت قویہ ٹوٹ جاتی ہے تو اس حیثیت سے سماع منتہیوں کیلئے بھی فائدہ پہنچاتی ہے جیسے حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی وضاحت کی ہے۔

(۳) اسی طرح مفسر جلیل جامع بین الظواھر والبواطن عارف باللہ حضرت اسماعیل حقی بروسی حنفی نے تفسیر روح البیان (ج۸ ص ۱۰۰ تا ۱۱۰ سورۃ زمر آیت نمبر ۲۳) میں سب سے پہلے معترضین کے اعتراضات نقل کئے اور آخر میں فرمایا:

”یقول الفقیر لا شک ان القدح والجرح انما ھو فی حق اھل الریاء والدعوی وفی حق من یقدر علی ضبط نفسه کما اشار علیه السلام بقوله (من عشق وعف و کتم ثم مات مات شهیدا فان من غلب علی حاله کان الادب له ان لا یتحرک بشئ لم یؤذن فیه واما من غلب علیه الحال و کان فی امره محقا لا مبطلا فیکون کالمجنون حیث یسقط عنه القلم فبای حرکة تحرک کان معذورا فیها فلیس حال اھل البدایة والتوسط کحال اھل النهایة لا یقدر

علیہ من دونهم وكان الاصحاب رضی اللہ تعالٰی عنهم ومن فی حكمهم ممن جاء بعدهم راعوا الادب فی كل حال ومقام بقوة تمكينهم بل لشدة تلوينهم فی تمكينهم فلا يقاس عليهم من ليس له هذا التمكين فرب اهل تلوين يفعل ما لا يفعله اهل التمكين وهو معذور فی ذلك لكونه مغلوب الحال ومسلوب الاختيار فليجتهد العاقل فی طريق الحق بلا رياء ودعوى وليلازم الادب فی كل امر متعلق بفتوى او تقوى وليحافظ على ظاهره وباطنه من الشين ومما يورث الرين والغين۔ "[58]

ترجمہ: " فقیر کہتا ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قباحت اور جرح ان لوگوں پر کیا جاتا ہے جو کہ ریاکار اور باطل دعوی کرنے والے ہوں۔ اپنے آپ پر جو لوگ کنٹرول کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں حضور صَلی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے اشارہ فرمایا ہے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں جو لوگ اللہ کے عاشق ہوتے ہیں اور اپنے عشق کا اظہار نہیں کرتے اور اپنے عشق کو اپنے دل میں چھپانے کی قدرت رکھتے ہیں اور مر جاتے ہیں، شہید ہوتے ہیں۔ جو لوگ اپنی حالت پر غالب ہوتے ہیں تو ان لوگوں کیلئے ادب یہ ہے کہ ناجائز حرکت نہ کریں، جو حال پر غالب نہیں ہوتے ہیں اور اہلِ حق ہوتے ہیں اہلِ باطل نہیں ہوتے، پاگلوں کی طرح ان سے قلم اٹھا لیا جاتا ہے اور ان کی حرکت پر ان کو معذور سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ یا تو یہ مبتدی ہوتے ہیں یا متوسط ہوتے ہیں، منتہی نہیں۔ اس لئے کہ منتہی جن باتوں پر قادر ہوتا ہے۔ غیر منتہی ان پر قادر نہیں۔ مبتدی اور متوسط کی حالت منتہی کی طرح نہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم اور صحابہ رضی اللہ تعالٰی عنہم کی مثل ہر حالت اور مقام میں ادب کا لحاظ ان کیلئے ضروری ہے قوتِ تمکین کے ساتھ بلکہ شدتِ تلوین فی التمکین میں خود پر قابو رکھتے ہیں یعنی منتہی پر عام لوگوں کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ بہت سارے اہل

---

[58] تفسیر روح البیان (ج۸ ص ۱۰۰ تا ۱۰۱ سورۃ زمر آیت نمبر ۲۳)

تلوین وہ کام کرتے ہیں جو اہلِ تمکین نہیں کرتے اسلئے کہ اہلِ تمکین خود پر قابو رکھتے ہیں جب کہ اہلِ تلوین پر حال غالب ہوتا ہے اور اختیار ان کا سلب ہو چکا ہوتا ہے تو عقل مند حق کی راہ سے بغیر ریا اور دعوی کے کوشش نہ کرے اور ہر وہ کام جس کا تعلق فتویٰ یا تقوی سے ہو ادب کا لحاظ رکھے او اپنے اوپر لازم کرے کہ ظاہر اور باطن میں اپنے آپ کو عیب سے محفوظ رکھے۔ اور ان چیزوں سے جن میں شک اور میل پیدا ہوتا ہو تو اس سے اپنے آپ کو بچائے۔"

خلاصہ یہ ہوا کہ جو لوگ مغلوب الحال نہیں ہوتے ان کو خلافِ شرع حرکت ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔ اگر وہ شریعت کے مطابق حرکات تواجد محمودہ میں کر سکتا ہے جیسے آئندہ بیان کیا جائے گا۔ جو لوگ مغلوب الحال ہو جائیں تو ہر قسم کی حرکات ان سے صادر ہوتی ہیں تو ہر حال میں ایسے لوگوں کی ہر حرکت اچھی ہے۔

اسی طرح علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح البیان ج ۲ ص ۱۶۷ سورۃ آل عمران کی اس آیت پر کہ:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا۔ (آل عمران ۱۹۱)

ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر بھی۔

تو اپنی تفسیر میں وہ ذکر بالجہر، وجد وحال، مضبوط اور مدلل دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ تفصیلی عبارت وہاں ملاحظہ کریں۔ یہاں پر اختصار کی بناء پر ہم پوری عبارت نقل نہیں کر رہے۔

اسی طرح مفسر جلیل القدر فقیہ اعظم علامہ ابو البرکات عبد اللہ نسفی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر مدارک ج ۴ ص ۳۶ پر سورۃ زمر کی آیت ۲۳ کی تفسیر میں بدن کا لرزنا وجد اور حال کے اثبات اور شرافت کے بارے میں اس طرح لکھا ہے۔

”تقشعر ای تضطرب منه جلود الذین یخشون ربهم یقال اقشعر الجلد اذا تقبض تقبضا شدیدا و المعنی انهم اذا سمعوا بالقرآن و بآیات وعیده اصابهم خشیة تقشعر منها جلودهم وفی الحدیث اذا اقشعر جلد المؤمن من خشیة اللہ تحاتت عنه ذنوبه کما یتحاتت عن الشجرۃ الیابسة ورقها۔“

ترجمہ: قرآنِ کریم کی آیت کی تلاوت سن کر ان لوگوں کی کھال (جلد) حرکت میں آئی ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں کہ کھال کا اکڑ جانا اور پھر لرزنا نیز معنی یہ ہوئے کہ اللہ سے ڈرنے والے جب قرآن سنتے ہیں تو اس کے سننے سے ان کی کھال لرزنے لگتی ہے اور اس میں اضطراب و بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ: ”جب مؤمن کی کھال اللہ کے خوف سے حرکت میں آتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح خشک درخت سے اس کے پتے گرتے ہیں“۔

اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی نے تفسیر عزیزی کی آخری جلد میں سورۃ اقرأ صفحہ ٣٣٨ میں حضرت خواجہ باقی باللہ حنفی مرشد امام ربانی کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک نانبائی یا نان فروش نے حضرت باقی باللہ کے مہمانوں کیلئے کھانا پکایا حضرت باقی باللہ اس طرزِ عمل سے نہایت خوش ہوئے اور نان فروش سے فرمایا کہ جو مانگنا چاہتے ہو مانگو۔ اس نان فروش نے کہا کہ آپ کی طرح بننا چاہتا ہوں حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو اندر لے گئے اور اس پر توجہ اتحادی فرمائی۔

تو حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: ”ناچار او را در حجرہ بردند تاثیر اتحادی بروی کردند۔ چون از حجرہ بر آمدند درمیان خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و درمیان نان وائی در صورت و شکل ہیچ فرق نماندہ بود مردم را امتیاز مشکل افتاد این قدر بود کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ ہوشیار بود وآن نان وائی مدہوش وبے خود۔ آخر بعد از سہ روز در ہمین حالت سکری وبیہوشی قضاء کرد۔”[59]

ترجمہ: مجبوراً حضرت باقی باللہ اسے خانقاہ کے اندر لے گئے اور توجہ اتحادی فرمائی۔ باہر آنے پر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نان بائی کی ظاہری صورت ایک جیسی نظر آرہی تھی۔ لوگوں کے لئے ان کے درمیان فرق کرنا مشکل ہوگیا تھا۔ اتنا فرق اندازہ سے ہوتا کہ حضرت خواجہ ہوش میں تھے اورنانبائی بے ہوش اور مجذوب آخر تین دن بعد اسی بے ہوشی میں دارلفناء سے دارالبقاء کی جانب رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اسی طرح مشہور اور مقبول فقیہہ حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتویٰ ردالمحتار:ج:۳: ص:۳۳۷: قبیل باب البغاۃ میں وجد اور تواجد اور رقص حقیقی عارفوں کے حق میں اس طرح لکھتے ہیں کہ:

“والتحقیق القاطع للنزاع فی امر الرقص والسماع یستدعی تفصیلا ذکرہ فی عوارف المعارف واحیاء العلوم وخلاصتہ ما اجاب بہ العلامۃ النحریر ابن کمال باشا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بقولہ: (ما فی التواجد ان حققت من حرج ولا التمایل ان اخلصت من باس فقمت تسعی علی رجل وحق لمن دعا مولاہ ان یسعی علی الراس الرخصۃ فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین) الخ”[60]

ترجمہ: جو تحقیق قاطع (قطعی تحقیق) رقص اور سماع کے مسئلہ میں وہ تفصیل طلب ہے جیسا کہ عوارف المعارف اور احیاء العلوم ان کا تفصیلی ذکر ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ ابن کمال پاشا نے

---

[59] (تفسیر عزیزی جلد آخر ص ۳۳۸ سورۃ علق)

[60] (فتاوی رد المختار ج۳ ص ۳۳۷ قبیل باب البغاۃ)

اپنے قول میں یہ ذکر کیا ہے کہ حقیقی تواجد میں کوئی گناہ نہیں اور خالص حرکتوں میں بھی کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے۔ ایک پاؤں پر بھاگتے ہو حالانکہ جس کو اس کا آقا اپنی طرف بلائے اس پر حق ہے کہ سر کے بل بھاگے۔ مذکورہ اعضاء میں حقیقی سماع کے وقت وجد اور تواجد دونوں کی اجازت ہے۔

تو اس عبارت سے وجد کی مختلف اقسام اور ان کے اثبات کیلئے اشارہ ملتاہے۔ امام عقیلی اور ابو نعیم اصفہانی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

”قال: لما قدم جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ من ارض الحبشۃ، تلقاہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم فلما نظر جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ الی رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم حجل، قال سفیان بنِ عیینۃ من احد رواتہ یعنی مشی علی رجل واحدۃ فقبل رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم بین عینیہ۔ الحدیث“[61]

سنن ابو داؤد کی روایت امام شعبی سے مروی ہے جس میں ”فالتزمہ“ (آپ نے انہیں سینے سے لگایا) زائد ہے۔

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سر زمین حبشہ سے تشریف لائے تو (حضور علیہ السلام) نے ان سے ملاقات کی، جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی نظر چہرہ انور پر پڑی تو انہوں نے حجل کیا۔ امام سفیان ابن عینہ رحمۃ اللہ علیہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں، فرماتے ہیں: احتراماً اپنے ایک پاؤں پر چلنے لگے تو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَ سلَّم نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ سنن ابی داؤد: ج: ص: ۳۵۶: کی روایت: امام شعبی سے مروی ہے فالتزمہ' صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَ سلَّم آپ علیہ السلام نے انہیں سینے

---

[61] (سنن ای داؤد: ج: ۴: ص: ۳۵۶: رقم حدیث: ۵۲۲۰:)

سے لگایا "مسند احمد" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی روایت ہے جو حسن سے کم درجہ کی نہیں۔

"حجل زید بن حارثه وجعفر وعلی بین یدیه صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَسلَّم لما قال: للاول انت مولای وللثانی انت اشبهت خلقی وخلقی، وللثالث انت منی وانا منک"۔

(حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر طیار اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے رسول للہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے سامنے رقص کیا، جبکہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے پہلے کو فرمایا، تومیرا پیارا غلام ہے دوسرے کو فرمایا، توسیرت و صورت میں میرے مشابہ ہے اور تیسرے کو فرمایا، تومجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔)[62]

اور طبقات ابن سعد میں ایک مرسل روایت یوں ہے جس کی سند امام ابن سعد کے نزدیک امام محمد باقر رضی اللہ عنہ تک صحیح ہے:

فقام جعفر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه فحجل حول النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وَ اٰله وَسلَّم دار علیه۔

(یعنی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے ارد گرد حلقے کی صورت میں رقص کیا۔)

"والحجل: قال فی النهاية: ان یرفع رجلا ویقفز علی الاخری من الفرح النهاية"۔

(لغت الحدیث) میں ہے حجل کے معنی ہیں۔ فرط مسرت سے ایک پاؤں اٹھا کر دوسرے پاؤں پر اچھلنا۔

---

[62] (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۱۰ ایضًا ج ۱ ص ۳۷۲ مسند احمد ج ۵ ص ۲۰۴)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هو رقص بهيئة مخصوصة۔

(حجل: خاص حالت میں رقص کرنے کو کہتے ہیں۔)

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حبشہ سے واپس آنے پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا رقص حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی تعظیم و تکریم اور آپ کے دیدار کی خوشی اور احترام میں تھا۔ اور ان کے ساتھ دیگر دو اصحاب کا رقص اپنی تعریف سننے اور حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے شرف مخاطبت کی لذت کے باعث تھا۔ اور اس بات کے شکرانے میں تھا کہ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے کمال عزت و محبت اور قرب سے نوازتے ہوئے انہیں اپنی طرف نسبت عطا کی اور یہ وہ عظیم کرم نوازی ہے جس پر جتنا ناز کیا جائے کم ہے پھر نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ان کے اس فعل پر توقف فرمایا اور قول و فعل سے ان کی تردید نہیں کی۔

اور اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف مجموعہ رسائل: ص:۱۷۳: ج:۱: پر وجد اور تواجد اور تمایل اور کپڑے پھاڑنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ولا كلام لنا مع الصدق من ساداتنا الصوفية رحمة الله تعالٰى عليهم المبرئين عن كل خصلة ردية، فقد سئل امام الطائفتين سيدنا الجنيد رضى الله تعالٰى عنه ان اقواما يتواجدون ويتمايلون: فقال دعوهم مع الله تعالٰى يفرحون فانهم قوم قطعت الطريق اكبادهم، ومزق النصب فوادهم، وضاقوا ذرعا فلا حرج عليهم اذا تنفسوا امداواة لحالهم، ولو دقت مذاقهم عذرتهم فى صياحهم وشق ثيابهم۔ وبمثل ما ذكره الامام الجنيد البغدادى رضى الله تعالٰى عنه اجاب العلامة النحرير ابن كمال باشا رحمة الله تعالٰى عليه لما استفتى عن ذالک حيث قال: “مافى التواجد ان حقّقت من حرج ولا التمايل ان اخلصت من باس

ققمت تسعى على رجل وحق لمن   دعاه مولاه ان يسعى على الراس

الرخصة فی ما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفین رحمۃ اللہ تعالٰی علیہم الصارفین اوقاتہم الی احسن الاعمال السالکین المالکین لضبط انفسہم عن قبائح الاحوال فہم لا یستمعون الامن الالہ، ولا یشتاقون الا لہ ان ذکروہ ناحوا، وان شکروہ باحوا، وان وجدوہ صاحوا، وان شہدوہ استراحوا، وان سرحوا فی حضرات قربہ ساحوا، اذا غلب علیہم الوجد بغلباتہ، وشربوا من موارد اراداتہ: فمنہم من طرقتہ طوارق الھیبة فخرو ذاب ومنہم من برقت لہ بوارق اللطف فتحرک وطاب، ومنہم من طلع علیہم الحب من مطالع القرب فسکر وغاب، ھٰذا ما عن لی فی الجواب واللہ اعلم بالصواب۔ ومن یک وجدہ وجدا صحیحًا فلم یحتج الی قول المغنی لہ من ذاتہ طرب قدیم وسکر دائم من غیر دنی۔[63]

ترجمہ: علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ہم صادق سادات صوفیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے بارے میں زبان درازی نہیں کرسکتے اس لئے کہ یہ تمام اخلاق رزیلہ سے مبرا ہیں۔ یہ پاک باطن لوگ ہیں۔ امام طائفتین سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ بعض صوفی ایسے ہیں جو تواجد کرتے ہیں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی کے عشق میں انہیں چھوڑ دو کہ خوشحالی کریں اس لئے کہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ طریقت نے ان کے دل پھاڑ دئے ہیں اور مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے ہیں اب ان کے حوصلے تنگ ہوگئے ہیں۔ آہ کے ساتھ سانس لیتے ہیں ان پر کوئی حرج نہیں۔ اس حالت کی دائمیت کے لئے اگر تمہیں ان کی حالت حاصل ہوجائے اور انوار و تجلیات کا مزہ حاصل ہوجائے تو ان کی چیخوں اور نعروں میں تم بھی شامل ہوکر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالو۔ تم ان کو ان کے چیخیں مارنے اور کپڑے پھاڑنے میں معذور سمجھو۔

---

[63] (مجموعۃ الرسائل: ج: ۱: ص: ۱۷۳)

اسی طرح حضرت ابن کمال پاشا صاحب سے اسی مسئلے کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ آپ نے اپنے شعر میں یہ فرمایا:

مافی التواجد ان حققت من حرج و التمایل ان اخلصت من باس

اس شعر میں یہ فرمایا کہ اس تواجد کے کرنے میں کوئی حرج اور نہ ہی جسم کے ہلنے میں کوئی حرج ہے جبکہ باطنی علتوں سے پاک لوگوں میں یہ آ جائے۔

وجد کی وجہ سے اٹھ کر بھاگنا بھی جائز ہے۔ اسلئے کہ اپنا مالک و مولیٰ جب بلائے تو انہیں اپنے سر کے بل بھاگنا چاہئے۔ محفل ذکر و محفل سماع میں کامل عارفوں کے لئے وجد اور رقص کی رخصت ہے کیونکہ یہ لوگ اپنا قیمتی وقت بہترین اعمال میں صرف کرتے ہیں۔ طریقت کے سالکین ہوتے ہیں۔ جو اپنے نفسوں کو قبیح اعمال کرنے سے منع کرتے ہیں۔ وہ ان صفات سے متصف ہوتے ہیں کہ جب صوفیاء کرام سنتے ہیں تو اپنے پروردگار کی جانب سے سنتے ہیں۔ جب اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو روتے ہیں اور جب کبھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔ جب محبوب حقیقی کی جانب سے تجلیات و انوارات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو چیخیں مارتے ہیں۔ جب شوق سے اللہ ذکر کرتے ہیں تو روتے ہیں اور جب محبوب حقیقی کا مشاہدہ کرتے ہیں تو آرام پاتے ہیں۔ اور جب قرب کے مراتب میں انہیں حصہ نصیب ہوتا ہے تو اس میں سیر کرتے ہیں اور بلند مقامات طے کرتے ہیں۔ جب ان پر وجد غلبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ارادت اور واردات سے بعض سالکوں پر ہیبت اور تجلیات کا عروج ہوتا ہے تو گر پڑتے ہیں۔ یا بے دم ہو جاتے ہیں۔ بعض سالکوں پر لطف خداوندی کی انوار نازل ہوتے ہیں تو خوشی کا اظہار کرتے ہیں بعض سالکوں پر قرب خداوندی اور مطلع جب ظاہر ہوتا ہے تو سُکر (مستی) کی

کیفیت طاری ہوتی ہے تو اپنے جسم اور جان سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔ یہ مقام سُکر مقام غیبت اسے کہا جاتا ہے۔ یہ تمام مذکورہ حالات جائز اور ثابت ہیں۔ جس کو صحیح وجد نصیب ہو جائے تو اس کے لئے گانے والے اور گانے کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس سے ملی مستی نصیب ہوتی ہے جو بغیر شراب کے دائمی مستی اور سُکر حاصل ہوتی ہے۔[64]

اس عبارت سے نہ صرف وجد بلکہ وجد کے مختلف اسباب اور اقسام کا بھی ذکر ہوا۔ اسی طرح جلیل القدر فقہی علامہ مفتی سید احمد طحطاوی حنفی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار: ج: ۴: ص: ۱۷۶ تا ۱۷۷ میں وجد، رقص اور سماع ذکر کے بارے میں اس طرح تحریر فرمایا:

”ومن الفقہآء رحمۃ اللہ تعالٰی علیھم من لم یمنع الرقص حیث وجد لذۃ الشھود فغلب علیہ الوجد واستدلوا بما وقع لجعفر ذی الجناحین رضی اللہ تعالٰی عنہ لما قال لہ النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلّم اشبھت خلقی وخلقی فحجل ای مشی علی رجل واحدۃ وفی روایۃ رقص من لذۃ ھٰذا الخطاب ولم ینکر علیہ النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلّم رقصہ وجعل ذلک اصلا لجواز رقص الصوفیۃ رحمۃ اللہ تعالٰی علیھم عند ما یجدونہ من لذۃ الوجد فی مجلس الذکر والسماع وفی التتارخانیۃ ما یدل علی جوازہ للمغلوب الذی حرکاتہ کحرکات المرتعش۔ وبھٰذا افتی البلقینی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ وبرھان الدین الانباسی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ۔“[65]

ترجمہ: بعض فقہائے کرام رقص سے نہیں روکتے جب شہود کا مزہ پاتے ہیں، جب سالک پر وجد کا غلبہ آ جائے تو فقہا کرام اس حدیث تقریری سے استدلال کرتے ہیں۔ **جعفر ذو الجناحین** کو رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا کہ تم اخلاق شکل اور صورت میں میرے ساتھ

---

[64] (مجموعہ رسائل: ج: ۱: ص: ۱۷۳)

[65] (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: ج: ۴: ص: ۱۷۶ تا ۱۷۷)

مشابہت رکھتے ہو۔ اس خطاب کے سننے کے ساتھ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پاؤں پر بھاگنے لگے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس خطاب کی لذت سے رقص کرنے لگے۔ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ان پر انکار نہیں کیا۔ یہ حدیث اہل تصوف کے رقص کے لئے دلیل بن گئی۔ جب اسطرح حال صوفی کو مل جائے اور محافل ذکر و سماع میں وجد کی لذت کیوجہ سے اسطرح کا حال صوفی پالیتاہے۔ فتویٰ تاتارخانیہ میں مغلوب الحال سالک کیلئے نماز کی حالت میں یا نماز سے خارج میں یہ حال اور چیخیں مارنا جائز لکھاہے جب یہ حرکات مرتعش کی طرح غیر اختیاری ہوں اور مشابہت مجذوبین کیوجہ سے اختیاری حرکات کثیرہ کرتے ہیں تو اس کو تواجد کہتے ہیں۔ تو اس طرح نماز میں کرنا جائز نہیں ہے اور نماز کے باہر جائز ہے کہ ریاکاری سے خارج ہو اور دوسروں کو تکلیف دینے سے خارج ہو۔ اسی طرح فتویٰ علامہ بلقینی اور علامہ برہان الدین انباسی نے بھی دیاہے۔ (یہاں پر طحطاوی کا کلام مکمل ہوا) علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مراقی الفلاح میں وجد کے اسباب کا حکم دیاہے اور فرمایاہے (مجمع الانھر) میں وجد کی بہت سی قسمیں ہیں جہاں اختیار سلب ہو جاتا ہے ۔ مطلق انکار کے لئے کوئی وجہ نہیں۔ فتویٰ تاتارخانیہ میں مغلوب الحال سالک کا وجد ثابت کیاہے جو حرکت وہ مرتعش کی طرح کرتاہے وہ غیر اختیاری ہوتی ہیں اور تواجد بھی اچھاہے اس کے اثبات کے دلائل بعد میں آجائیں گے۔ اللہ نے چاہاتو۔ [66]

---

[66] (حاشیہ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ص: ۱۷۴: قبیل باب مایفسد الصلوٰۃ)

(۹) اسی طرح علامہ خیر الدین رملی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتویٰ خیریہ (نفع البریہ) میں فتویٰ تنقیح الحامدیہ: ج: ۲: ص: ۲۸۳: میں اسی طرح وجد کے بارے میں لکھا ہے:

”اما الرقص ففیه للفقهآء کلام منهم من منعه ومنهم من لم یمنع حیث وجد لذة الشهود وغلب علیه الوجد واستدلوا بما وقع لجعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنه لما قال له علیه الصلٰوة والسلام ”اشبهت خلقی وخلقی“ ای مشی علی رجل واحد، وفی لفظ جعفر رضی اللہ تعالٰی عنه ”اشبه الناس بی خلقا وخلقا فحجل“ وفی روایة ”رقص من لذة هٰذا الخطاب ولم ینکر علیه النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلَّم رقصه“ وجعل ذلک اصلا لرقص الصوفیة رحمة اللہ تعالٰی علیهم عند ما یجدونه من لذة المواجید فی مجالس الذکر والسماع وفی التتارخانیة ما یدل علی جوازه وبهٰذا افتی البلقینی رحمة اللہ تعالٰی علیه وبرهان الدین الابناسی رحمة اللہ تعالٰی علیه وبمثله اجاب بعض الحنفیة والمالکیة“[67]

ترجمہ: رقص میں فقہائے کرام کا کلام ہے بعض منع کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے۔ کب جب شہود کی لذت موجود ہو اور سالک پر وجد کی کیفیات طاری ہوں اور وہ دلیل کے طور پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ جواز کی دلیل بناتے ہیں۔ جب رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ان سے کہا۔ تم شکل و شباہت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو۔ ایک اور جگہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: اوروں میں جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اخلاق میں بھی اور شکل وصورت میں بھی۔ یہ خطاب سن کر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پاؤں پر بھاگنا شروع کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جعفر نے رقص شروع کیا۔ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے اس رقص کو منع نہیں کیا۔ یہ واقعہ اہلِ تصوف کے نزدیک ایک دلیل ہے جب ذکر وسماع میں لذت محسوس کرے۔ فتویٰ تاتارخانیہ میں جواز کے

---

[67] (فتاوی خیریه علی هامش تنقیح الحامدیة: ج: ۲: ص: ۲۸۳)

دلائل موجود ہیں۔ اسی طرح امام بلقینی اور علامہ برہان الدین نے جواز کا فتوی دیا۔ اس کے علاوہ جواز کا فتوی حنفیوں اور مالکیوں نے بھی دیا ہے۔[68]

ایک نکتہ: اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ جب بعض علمائے احناف اور بعض علمائے مالکیہ سے وجد اور رقص کے بارے میں پوچھا گیا تو سب نے جواز پر فتوی دیا۔ اسی طرح امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ شافعی المسلک ہیں۔ انہوں نے بھی جواز بلکہ استحباب کا حکم دیا ہے۔ (الحاوی للفتاوی: ج:۲: ص:۲۲۴) میں اس کی پوری وضاحت موجود ہے بعد میں ان کی عبارت پوری نقل کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

اسی طرح شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ حنبلی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، وجد اور حال کا اثبات کیا ہے۔ فتوح الغیب میں لکھا ہے کہ صوفی کیلئے آٹھ (۸) خصلتیں ہونی چاہئیں۔ ایک ان میں سے وجد بھی ہے۔ بعد میں ان کی عبارت جو کہ فتوح الغیب میں آجائے گی خلاصہ یہ ہوا۔ چاروں مذہبوں کے علماء وجد اور حال کے اثبات کے قائل ہیں۔ عارفوں کیلئے لہٰذا منکرین کس طرح وجد اور حال کو چاروں مذہبوں میں حرام کہتے ہیں؟ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ فاسق اور خلافِ شرع متصوفہ کا رقص اور تماشہ اور لہو ولعب چاروں مذہبوں میں حرام ہے اور قرطبی کی بھی یہی مراد ہے اور جو حقیقی عارفوں اور متشرع اہلِ تصوف کا وجد اور حال ہے وہ بالکل ثابت اور جائز ہے بلکہ نور عنایت الٰہی ہے اور یہ حال اولیائے کرام کا ہے جیسا کہ حدیقۃ الندیہ لنابلسی کے حوالہ سے بھی عبارت بعد میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اس طرح تطبیق عبارتوں کے درمیان کرنا علمائے راسخین اور غیر متعصب اہلِ بصیرت کا کام ہے۔ منکرین کی طرح نیم ملا خطرہ ایمان کی طرح نہیں۔ روایتوں کے

---

[68] (فتاوی خیریہ علی ہامش تنقیح الحامدیہ: ج:۲: ص:۲۸۳)

درمیان تطبیق نہیں کر سکتے بلکہ اسے سمجھ بھی نہیں سکتے بلکہ روایات اور عبارات سے نجدیوں کا مسلک تلاش کرتے ہیں اور انہیں سے جوڑتے ہیں اور اس بات کی عبارتوں کو ہضم کر جاتے ہیں لیکن یہ ارمان ان کا کبھی پورا نہ ہو گا۔ افسوس در افسوس یہ منکرین اپنے آپ کو مفتی اور شیخ الحدیث کہلاتے ہیں اور دوسری طرف جانتے کچھ نہیں۔ یہ ایک عجیب سا معاملہ ہے۔

آن کس کہ نداند و نداند کہ نداند   در جہل مرکب ابد الدہر بماند

ترجمہ: جو نہیں سمجھتا اور اپنی نا سمجھی اور ہیچ مدانی پر بھی خبر دار نہیں وہ ہمیشہ کیلئے جہل مرکب ہی میں رہ جاتا ہے۔

(۱۰) اسی طرح علامہ حامد بن علی بن عبدالرحمن آفندی عمادی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی دمشق وشام نے اپنی کتاب (مغنی المستفتی عن سوال المفتی المعروف فتاوی تنقیح حامدیه: ج: ۲: ص: ۳۵۴: باب الحظر والاباحة) میں علامہ جلال الدین دوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (شرح ھیاکل نور) کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

”الانسان يستعد بالحركات العبادية الوضعية الشرعية للشوارق القدسية بل المحققون رحمة الله تعالىٰ عليهم من اهل التجريد رحمة الله تعالىٰ عليهم قد يشاهدون فى انفسهم طربا قدسيا مزعجا فيتحركون بالرقص والتصفيق والدوران ويستعدون بتلك الحركة لشروق انوار أخر الى ان ينقضى ذلک الحال عنهم بسبب من الاسباب كما عليه تجارب السالكين رحمةالله تعالىٰ عليهم“۔[69]

ترجمہ: انسان کبھی شرعی عبادات ادا کرنے کیوجہ سے پاکیزہ انوار کے لئے مستعد بلکہ تجدید محققین اولیاء اپنے اندر پاکیزہ انوا مستی کا مشاہدہ کرتے ہیں اس کی وجہ سے وہ حرکات کا باعث بنتا ہے تو

---

[69] (تنقیح فتاوی حامدیه ج ۲ ص ۳۵۵)

وہ حرکت میں لگ جاتے ہیں۔ رقص اور تالیاں بجانا، یوں بھاگنا دوڑنا، اس طرح کی حرکتیں ان سے سرزدتی ہیں کیونکہ ان پر انوار کا نزول ہوتا ہے یہاں تک کہ ان کا حال ختم ہو جاتا ہے کسی سبب کے ساتھ اور عام سالکوں کا تجربہ اس پر گواہ ہے۔ اس عبارت سے کہ یہ حرکات انوار کے نزول کے سبب کرتے ہیں جو برداشت نہیں کرپاتے۔

(۱۱) اسی طرح محدث مفسر فقیہ اور ادیب وصوفی حضرت امام جلاالدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ چاروں مذاہب میں مقبول ہیں، خود شافعی ہیں اپنی کتاب (الحاوی للفتاوی المتعلقۃ بالتصوف) تصوف کے متعلق باب میں وجد، رقص، سماع اور مجالسِ ذکر، قیامِ ذکر کے اثبات میں یوں رقمطراز ہیں کہ:

مسئلة: فی جماعة الصوفیةرحمة اللہ تعالٰی علیهم اجتمعوا فی مجلس ذکر ثم ان شخصا من الجماعة قام من المجلس ذاکرا واستمرا علی ذالک لوارد حصل له فهل له فعل ذلک سوآء کان باختیاره ام لا؟ وهل لاحد منعه وزجره عن ذلک؟

الجواب: لاانکار علیه فی ذلک وقد سئل عن هٰذا السؤال بعینه شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی رحمة اللہ تعالٰی علیه فاجاب بانه لا انکار علیه فی ذلک ولیس لمانع التعدی بمنعه ویلزم المتعدی بذلک التعذیر۔ وسئل عنه العلامة برهان الدین الابناسی رحمة اللہ تعالٰی علیه فاجاب بمثل ذلک وزاد ان صاحب الحال مغلوب والمنکر محروم ما ذاق لذة التواجد ولا صفا له المشروب (الی ان قال فی آخر جوابه) وبالجملة فالسلامة فی تسلیم حال القوم واجاب ایضًا بمثل ذلک بعض ائمة الحنفیة رحمة اللہ تعالٰی علیهم والمالکیة رحمة اللہ تعالٰی علیهم کلهم کتبوا علی هٰذا السوال بالموافقة من غیر مخالفة (اقول) وکیف ینکر الذکر قائما والقیام ذاکرًا وقد قال اللہ تعالٰی (الذین یذکرون اللہ قیامًا وقعودًا وعلی جنوبهم۔ الآیة) وقالت عائشة رضی اللہ تعالٰی عنها کان النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلّم یذکر اللہ علی کل احیانه وان انضم الی هٰذا القیام رقص او نحوه فلاانکار علیهم فذالک من

لذات الشهود او المواجيد وقد ورد فی الحديث رقص جعفر بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه بين يدی النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ عليه وَ اٰله وَ سلَّم لما قال له ’اشبهت خلقی و خلقی‘ و ذلک من لذة هٰذا الخطاب و لم ينكر ذلک عليه النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ عليه وَ اٰله وَ سلَّم فكان هٰذا اصلا فی رقص الصوفية رحمة الله تعالٰی عليهم لما يدركونه من لذات المواجيد۔ و قد صح القيام و الرقص فی مجالس الذكر و السماع عن جماعة من كبار الائمة رحمة اللّٰہ تعالٰی عليهم منهم شيخ الاسلام عز الدين بن عبد السلام رحمة اللّٰہ تعالٰی عليه۔ [70]

ترجمہ: (مسئلہ) صوفیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت جو کہ ذکر کیلئے جمع ہوئے ہوں اور پھر ایک شخص اس جماعت سے اٹھے جو کہ ذکر کرنے والا ہو اور یہ حال اس سالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حصول کیوجہ سے ایک وارد سے مستمر ہو جائے، پس یہ کام اس سالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مغلوب الحال اگر اختیار کے ساتھ ہو یا کہ بغیر اختیار ہو، تو جواز رکھتا ہے کہ نہیں؟ اور آیا کونسے شخص کو اختیار ہے کہ اسے منع کرے یا روکے؟

الجواب: اس سالک کے معاملے کا کسی قسم کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔ بعینہٖ یہی سوال شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی سے ہوا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اس کام میں اس سالک سے کسی قسم کا انکار نہیں اور منع کرنے والے کو منع نہیں کرنا چاہئے اور منع کرنے والے کو سختی سے روکنا چاہئے اور تعزیر کرنا چاہئے اور اسی مسئلہ کا علامہ برہان الدین انباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پوچھا گیا تو ان کا جواب بھی یہی تھا کہ اس مغلوب الحال کا جو منکر ہے وہ محروم اور بے نصیب ہوا۔ یہاں تک کہ جواب کے آخر میں یہ فرمایا ہے کہ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ صوفیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے حال کو تسلیم کرنے میں سلامتی ہے۔

---

[70] (الحاوی للفتاوی: ج: ۲: ص: ۲۳۴)

اسی طرح کا جواب احناف نے دیا ہے اور مالکیہ کا جواب بھی یہی ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو ان سب نے اسی طرح جواب دیا اور اس پر اکتفا کیا۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے تو کس طرح کھڑا ہو کر ذکر کا انکار کیا جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ عقل مند لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور پہلوں پر لیٹ کر کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضور اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسَلَّم اللہ کا ذکر ہر حالت اور ہر ہیئت سے کرتے تھے تو اس میں کھڑا ہونے کی بھی ہیئت آتی ہے اگر مغلوب الحال سالک کھڑا ہو کر ناچنا شروع کر دے یا دوسری حرکات اور چیخیں اس کے ساتھ مل جاتیں ہوں تو اس میں بھی انکار نہیں ہے کیونکہ یہ حال شہود اور لذت سے پیدا ہوا ہے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حدیث شریف میں ان کا رقص ثابت ہے جب حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسَلَّم نے فرمایا کہ تیری صورت اور اخلاق مجھ سے مشابہت رکھتے ہے تو آپ نے رقص شروع کیا اور حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسَلَّم نے اس پر منع نہیں فرمایا تو یہ صوفیوں کے رقص پر بھی دلیل ہے۔ جب وہ وجد پاتے ہیں ذکر اور نعت خوانی کی مجلس میں رقص اور قیام کے متعلق آئمہ سب کے سب اس کے قائل ہیں جس میں سے شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔[71]

اس عبارت شریف سے مسئلہ وجد اور تواجد کے اثبات اور کچھ اور نکتے بھی نکلتے ہیں۔

نمبر ا: کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ذکر کرنے والوں کو قیام اور تواجد سے منع کرے اور اگر کسی نے منع کیا تو اس کو تعزیر (سزا) دینا چاہیے یا اسے مارنا چاہیئے تو منکرین اپنے بارے میں سوچیں۔

---

[71] (الحاوی للفتاوی: ج: ۲: ص: ۲۶۴)

نمبر۲: وجد اور حال والا سالک عارف مغلوب الحال ہے منکرین فیض الٰہی سے محروم ہیں خود انہوں نے اس حال کا مزہ اور باطنی لذت نہیں پائی۔ اس لئے دوسرے اہل اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ تو اب منکرین اپنی محرومیت کے بارے میں سوچیں۔

نمبر۳: چاروں مذاہب کے علمائے حقیقی اہلِ تصوف اور عارفین کے وجد اور حال کے اثبات پر متفق ہیں اور تردیدی عبارتیں فساق اور خلافِ شرع متصوفہ اور ریاکار کے حق میں ہیں تو کس طرح منکرین حقیقی اہلِ تصوف عارفین کے وجد اور حال چار مذہبوں کے مطابق حرام سمجھتے ہیں۔

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) ج:۵: ص:۳۵۲: باب:۱۷: میں مشائخ صادقین کے وجد اور غشی طاری ہونے سماع میں اچھے اشعار سنتے وقت فاسق کا گانا اور رقص ناجائز کے حق میں اس طرح لکھا ہے:

فان فی زمانهم ربما ینشد واحدا شعرا فیه معنی یوافق احوالهم فیوافقه من کان له قلب رقیق اذا سمع کلمة توافقه علی امر هو فیه وربما یغشی علی عقله فیقوم من غیر اختیار وتخرج حرکات منه من اختیار وذلک مما لا یستبعد ان یکون جائزا مما لا یؤاخذ به ولا یظن فی المشائخ رحمة الله تعالٰی علیهم انهم فعلوا مثل ما یفعل اهل زماننا من اهل الفسق والذین لا علم لهم باحکام الشرع وانما یتمسک بافعال اهل الدین۔[72]

ترجمہ: بے شک ان کے زمانے میں بہت مرتبہ شعر بناتا اور اس کا ایسا معنیٰ ہوتا کہ ان کے باطنی حال کے موافق تو ان کا دل نرم ہو جاتا اس موافقت سے ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ان کے باطنی حال کے موافقت کی وجہ سے کہ شعر ان کے باطن کے موافق ہوتا تو بے اختیار کھڑے ہو جاتے اور ان سے وہ حرکات صادر ہو جاتیں تو یہ کام جائز اور ان پر مواخذہ نہیں اور حقیقی مشائخ طریقت پر یہ

---

[72] (کذافی جواهر الفتاوی) (فتاوی هندیه: ج:۵: ص:۳۵۲: باب:۱۷)

گمان نہیں ہو سکتا کہ وہ ہمارے زمانے میں فاسق اور جاہلوں اور فاسقوں کی طرح خلاف شرع امور کریں حالانکہ یہ فاسق لوگ اہلِ دین اور مشائخ حقیقی کے احوال پر دلیل پکڑتے ہیں جبکہ خلافِ شرع کام کرتے ہیں بلکہ صوفیاءِ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم تو ان کی طرح نہیں تھے۔

”اسی طرح جواہر الفتاویٰ میں بھی لکھا ہے: تو اس عبارت سے فتاویٰ ہندیہ کی دوسری عبارت کا محمل بھی معین ہوا۔ جس میں سماع ور قص اور وجد پر رد کیا ہے۔ وہ اس طریقے پر صادق مشائخ اور متشرع سالک کیلئے یہ جائز ہے اور فاسق اور خلافِ شرع کیلئے اس کا جواز نہیں بلکہ اس عبارت کے ساتھ فقہاء کی تمام عبارتوں کی تطبیق ہوئی کہ ایک طرف ثبوت اور دوسری طرف منع متعصب منکرینِ اولیاء صرف نفی کی عبارات لیتے ہیں جیسے یہودی احبار حق کو چھپاتے ہیں۔ پوری تحقیق ان شاءاللہ بعد میں آئے گی۔

اسی طرح سیدنا وسید کل امام ربانی محبوبِ صمدانی واقف متشبہات قرآنی سیدنا مجدد ومنور الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی حنفی نقشبندی احراری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوباتِ قدسی الآیات مکتوب:۳۵۲: حصہ:۵:ج:۱: میں فرماتے ہیں۔

”ای فرزند! ولولۂ عشق وطنطنۂ محبت ونعرہائے شوق انگیز وصیحاھائی درد آمیز ووجد وتواجد ورقص ورقاصی ہمہ درمقامات ظلال است ودر آوان ظہورات وتجلیات ظلیہ“

ترجمہ: اے بیٹے! عشق کے شور اور ولولہ اور محبت اور شوق سے بھرے ہوئے نعرے اور درد کی چیخیں اور وجد تواجد اور رقص یہ تمام حالات ظلال کے مقام میں آتے ہیں۔ ظلی تجلیات کے ظہور کے وقت یہ وارد ہوتے ہیں۔ [73]

---

[73] (مکتوبات شریف: مکتوب: ۳۰۲: ج: ۱)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وجد اور حال کے مختلف انوار اکثر تجلیاتِ ظلیہ کے مقام پر وارد ہوتے ہیں جن کا تعلق ولایت سے ہے اور تجلیات اصلیہ کے وارد ہونے کا وقت اور اس کا تعلق کمالات اور حقائق سے ہوتا ہے۔ زیادہ تر جسم میں کپکی کا آجانا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنا اور کبھی کبھی اس مقام پر رقص اور غشی وغیرہ کے احوال بھی وارد ہوتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے بہت ساری آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت کیا جاچکا ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ ”ازدک وفک چارہ نیست“ یا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غشی کے طاری ہونے کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔ نیز اور بہت ساری روایات اللہ کے مقبول بندے عارفوں کے وجد اور حال کے اثبات کیلئے دلیل ہیں۔

یہاں تک کہ حضور پُر نور عظیم البرکت امام اہل سنت قاطع بدعت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان افغانی ثم بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد اور تواجد کے بارے میں فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں۔ تواجد یعنی اہلِ وجد کی صورت بنانا اگر معاذ اللہ بطورِ ریا ہے تو اس کی حرمت میں شبہ نہیں کہ ریا کیلئے تو نماز بھی حرام ہے اور اگر نیت صالح ہے تو ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ یہاں نیت صالحہ دو ہو سکتی ہیں ایک عام یعنی تشبہ بصلحاء کرام ”ان لم تکونوا مثلھم فتشبھوا ان التشبہ بالکرام فلاح“ اگر نیک لوگوں کی طرح نہیں ہو تو نیکوں کی مشابہت اختیار کر لو۔ تحقیق کے ساتھ نیک لوگوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے میں ہی کامیابی ہے۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم نے فرمایا ”من تشبہ بقوم فھو منھم“ جو کسی قوم سے تشبہ کرے گا وہ ان میں سے ہی ہے۔ دوسری حدیث مبارکہ میں ہے: ”ان لم تبکوا فتباکوا“ رونا نہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔

دوسری نیت طالبانِ راہ کیلئے وجد کی صورت بنائے کہ حقیقت حاصل ہو جائے نیت صادقہ کے ساتھ بتکلف بننا بھی رفتہ رفتہ حصولِ حقیقت کی طرف منجر ہو جاتا ہے۔

امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم میں فرماتے ہیں:

التواجد المتکلف فمنه مذموم یقصد به الریاء ومنه محمود وهو التوصل الی استدعاء الاحوال الشریفة واکتسابها واجتلابها بالحیلة فان للکسب مدخلا فی جلب الاحوال الشریفة ولذلک امر رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلَّم من لم یحضره البکاء فی قراءة القرآن ان یتباکی ویتحازن۔

سیدی عارف باللہ علامہ عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

لا شک ان التواجد وهو تکلف الوجد واظهاره من غیر ان یکون له وجد حقیقة فیه تشبه باهل الوجد الحقیقی وهو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلِّم من تشبه بقوم فهو منهم۔

فتاوی علامہ خیر رملی استاذ صاحب در مختار علیہما رحمۃ الغفار میں ہے:

اما الرقص ففیه للفقهاء کلام منهم من منعه ومنهم من لم یمنع حیث وجد لذة الشهود وغلب علیه الوجد واستدلوا بما وقع لجعفر بن ابی بطالب رضی اللہ تعالٰی عنه لما قال له علیه الصلٰوة والسلام اشبهت خلقی وخلقی وفی لفظ جعفر رضی اللہ تعالٰی عنه اشبه الناس بی خلقا وخلقا فحجل ای مشی علی رجل واحدة وفی روایة رقص من لذة هٰذا الخطاب ولم ینکر علیه الصلٰوة والسلام رقصه وجعل ذلک اصلا لجواز رقص الصوفیة عند ما یجدونه من لذة المواجید فی مجالس الذکر والسماع وفی التتارخانیة ما یدل علی جوازه للمغلوب الذی حرکاته کحرکات المرتعش وبهٰذا افتی البلقینی وبرهان الدین الابناسی وبمثله اجاب بعض ائمة الحنفیة والمالکیة وکل ذلک اذا خلصت النیة وکانوا صادقین فی الوجد مغلوبین فی القیام والحرکة عند شدة الهیام والشیٔ قد یتصف تارة بالحلال وتارة بالحرام

باختلاف القصد و المرام و بتقریر جمیع ما قالوہ یطول الکلام“ (نہایہ ابن اثیر و مجمع البحار) میں ہے۔

”قال صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَسلَّم لزید انت مولانا فحجل الحجل ان یرفع رجلا و یقفز علی الاخری من الفرح زاد فی النہایة و قد یکون بالرجلین الا انہ قفز“ چاہنا بھی اگر بے اختیاری سے ہو تو مثل وجد کسی طرح زیر حکم نہیں آ سکتا اور اگر ریا سے ہے تو نماز بھی حرام ہے اور اگر کوئی نیت فاسدہ نہیں مگر وہاں کسی مریض یا نائم کو تکلیف یا نمازی یا ذاکر یا مشتغل علم کی تشویش ہو تو ممنوع ہے۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حدیث میں ہے وقت نماز میں حضورِ اقدس صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے تلاوت کرنے والوں کو جہر قرآن سے منع فرمایا اور اگر تمام مفاسد سے پاک ہو تو کوئی حرج نہیں علامہ ابن عابدین شامی منہوات شفاء العلیل میں نور العین فی اصلاح جامع الفصولین سے علامہ ابن کمال وزیر کا فتویٰ نقل فرماتے ہیں۔

”ما فی التواجد ان حققت من حرج۔ و لا التمایل ان اخلصت من بأس۔ فقمت تسعی علی رجل و حق لمن۔ دعاہ مولاہ ان یسعی علی الرأس۔ الرخصة فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر و السماع للعارفین الصارفین اوقاتھم الی احسن الاعمال السالکین المالکین لضبط انفسھم عن قبائح الاحوال فھم لا یستمعون الا من الالہ و لا یشتاقون الا الہ ان ذکروہ و ناحوا و ان وجدوہ صاحوا اذا وجد علیھم الوجد فمنھم من طرقتہ طوارق الھیئة فخر و ذاب و منھم من برقت لہ بوارق اللطف فتحرک و طاب“

یعنی وجد اور تواجد اور رقص بالکل جائز ہے اور احوال صحیحہ ہے اس سے انکار کرنا صراحةً گمراہی ہے۔

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوب نمبر:۲۶: میں ج:۱: وجد اور حال کے اثبات میں فرماتے ہیں: و العروج الی حضرة الذات تعالیٰ لا یتصور الا بالسیر الاجمالی فی

الصفات والاعتبارات۔ ومن وقع سیره فی الاسمآء بالتفصیل حبس فی الصفات والاعتبارات ولم یزل منه الشوق والطلب ولم یفارق عنه الوجد والتواجد فاصحاب الشوق والتواجد لیسوا الا اصحاب التجلیات الصفاتیة ولیس من التجلیات الذاتیة لهم نصیب ما داموا فی الشوق والوجد۔

ترجمہ: حضرت ذات کی طرف عروجِ روحی کرنا ممکن نہیں مگر صفات اور اعتبارات کے ساتھ وہ بھی اجمالی عروج کرنا جس کی سیر اسماء وصفات میں تفصیلی واقع ہو تو وہ صفات اور اعتبارات میں بند ہو جاتا ہے تو ہمیشہ اس کے شوق بعد طلب میں رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ ہمیشہ وجد اور تواجد میں رہتا ہے اور تجلیاتِ صفات والی عام حالت میں ہوتے ہیں اور تجلیاتِ ذاتیہ میں ان کا نصیب نہیں ہوتا۔ [74]

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ وجد اور تواجد اولیائے کرام کے احوال ہیں اور تجلیات صفاتیہ ظلیہ کے وقت میں بہت زیادہ حرکات اور اس کے علاوہ دیگر اشکال میں ظاہر ہوتا ہے جب تجلیاتِ ذاتیہ اور اصلیہ اولیائے راسخین کا نصیب ہو جائے تو اس کے بعد زیادہ وجد، رونا اور بدن کے لرزنے کی صورت میں اور کبھی دوسری امثال یا صورتیں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسرے مکتوب میں تحریر کیا ہے: (از دک وفک چارہ نیست) یعنی کبھی کبھی اور احوال بھی اصل اور خالص تجلی کے وقت میں سالک پر آتے ہیں۔ جس کا ذکر ہم نے تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔

اس طرح امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو چاروں مذہبوں میں مقبول شخصیت ہیں اپنی کتاب ”انوار قدسیہ فی معرفۃ قواعد صوفیاء: ج:۱: ص:۳۹: باب آداب ذکر“ میں وجد اور مختلف نعروں کے اثبات کے حق میں اس طرح لکھا:

---

[74] (مکتوبات شریف مکتوب: ج: ۱: ص: ۲۶)

”وقال سیدی یوسف العجمی رحمة اللہ تعالٰی علیه وما ذکروه من آداب الذکر محله فی الذاکر الواعی المختار اما المسلوب الاختیار فهو مع مایرد علیه من الاسرار، فقدیجری علی لسانه اللہ اللہ اللہ او هو هو هو هو او لا لا لا لا او آه آه آه آه او عاعاعا او آآآ او هاهاها او صوت بغیر حرف او تخبیط وادبه عند ذلک التسلیم للوارد فاذا انقضی الوارد فادبه السکون من غیر تقول“[75]

ترجمہ: اور میرے سید یوسف عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مشائخِ طریقت نے سالک کیلئے جو آداب ذکر کئے ہیں وہ صاحب اختیار سالک کے حق میں ہیں اور جو مسلوب الا ختیار ہوتے ہیں ان کو اسرار وارده کی وجہ سے چھوڑیئے کبھی ان کی زبان سے بے اختیار اللہ، اللہ، اللہ یا ھو، ھو، ھو یا لا، لا، لا، لا یا آہ، آہ، آہ، آہ یا عا، عا، عا، عا یا آ، آ، آ، آ یا ھا، ھا، ھا یا بغیر حروف کے آواز نکالتے ہیں اور کبھی بعض کلمات کو بعض الفاظ کے ساتھ ملا لیتے ہیں جیسے کہ اللہ ھو، ھو اللہ یا ھو عا، یا عا ھو وغیرہا اور اس کیلئے ادب یہ ہے جب یہ اسرار وارده کو تسلیم کرے پس جب یہ اسرار وارده ختم ہو جائے اس کیلئے ادب یہ ہے کہ سکون اور وقار کے ساتھ بیٹھ جائے۔

اسی طرح امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو چاروں مذاہبِ حق میں مقبول شخصیت ہیں اپنی کتاب مستطاب (احیاء علوم الدین: ج: ۲ : ص: ۳۰۴: مقام ثالث من السماع) پر بیان کرتے ہیں کہ وجد کی حالت میں کپڑے پھاڑنے کے بارے میں لکھا ہے:

”ولا یبعد ان یغلب الوجد بحیث یمزق ثوبه وهو لا یدری لغلبة سکر الوجد علیه او یدری ولکن یکون کالمضطر الذی لا یقدر علی ضبط نفسه۔“[76]

---

[75] (انوار القدسیه فی معرفة قواعد صوفیاء رحمة اللہ تعالٰی علیهم: ج: ۱: ص: ۳۹)

[76] (احیاء علوم الدین: ج: ۲: ص: ۳۰۴: مقام ثالث من السماع)

ترجمہ: یہ بات بعید نہیں ہے کہ وجد اس قدر غالب ہو جائے کہ اپنے کپڑے پھاڑے سکر اور وجد کے غلبے کیوجہ سے اور اپنی حالت کو سمجھے بھی نہیں یا سمجھتا ہے مگر مجبور شخص کی طرح بن جائے۔ اپنے نفس پر کنٹرول اور قدرت نہ ہو۔

اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے رقص کے اثبات میں یہ لکھا ہے:

”وذلک یکون لفرح او شوق فحکمه حکم مهیجه ان کان فرحه محمودا والرقص یزیده ویؤکده فهو محمود وان کان مباحا فهو مباح وان کان مذموما فهو مذموم“[77]

ترجمہ: رقص اور خوشی شوق کیوجہ سے صادر ہوتا ہے اس کا حکم سبب کے ساتھ متعلق ہے اگر خوشی جائز اور نیک ہو تو رقص بھی اسے بڑھا دیتا ہے تو اس طرح کا رقص بھی محمود اور اچھا ہے اگر خوشی مباح ہو تو رقص بھی مباح اگر خوشی ناجائز ہو تو رقص بھی مذموم ہو گا۔

پھر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم (ج:۲:ص:۲۷۳: باب کتاب السماع والوجد) میں بخاری شریف کتاب النکاح قبیل کتاب الطلاق جلد ۲ صفحہ ۷۸۸ پر حبشیوں کے مسجد میں رقص کی روایت نقل کی ہے اور دوسری صحیح احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ سبب مباح کی وجہ سے حبشیوں کیلئے مسجد میں رقص کرنا جائز ہے اور رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسَلَّم نے منع نہیں فرمایا اور ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دیکھنا اور اس کیلئے ان کا کھڑے ہو کر دیکھنا اہلِ تصوف کیلئے سبب محمود کی وجہ سے جو کہ انوارِ الٰہیہ کا ورود ہے۔ بطریقِ اولیٰ مسجد میں رقص ووجد ہونا جائز ہوتا ہے حالانکہ اہلِ تصوف سے اختیار بھی سلب ہو جاتا ہے اگرچہ عقل وشعور باقی ہوتا ہے۔ جیسے تفسیر روح

---

[77] (احیاءالعلوم:ج:۲:ص:۳۰۴)

المعانی میں غشی اور بے ہوشی کی حالت میں عقل واختیار، دونوں سلب ہو جاتے ہیں۔ غشی کے احوال میں ہوش باقی رہتا ہے۔ اختیار سلب ہو جاتا ہے۔ کھانسی اور چھینک کی طرح۔ اس پر بھی کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے۔ مسجد اور غیر مسجد میں اس طرح جائز اور ثابت ہے۔

”اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ پر حضرت موسیٰ عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے:

انه قال اقدم علينا صالح المری رحمة الله تعالٰی عليه و عتبة الغلام رحمة الله تعالٰی عليه و عبدالواحد بن زيد رحمة الله تعالٰی عليه و مسلم الاسواری رحمة الله تعالٰی عليه فنزلوا علی الساحل قال فهيأت لهم ذات ليلة طعاما فدعوتهم اليه فجاءوا فلما وضعت الطعام بين ايديهم اذا بقائل يقول رافعا صوته هٰذا البيت۔ و تلهيک عن دار الخلود مطاعم۔ و لذة نفس غيها غير نافع۔ قال فصاح عتبة الغلام رحمة الله تعالٰی عليه صيحة و خر مغشيا عليه و بکی القوم فرفعت الطعام و ما ذاقوا والله منه لقمة۔

ترجمہ: مسلم عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم پر صالح المری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عبد ال واحد بن زید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مسلم الاسواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے یہاں پہنچے اور دریا کے کنارے پر ہمارے مہمان بن گئے تو حضرت عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کیلئے رات کو کھانا تیار کیا اور میں نے انہیں کھانے کی دعوت دی اور ان کو کھانا کھانے کیلئے بلایا اور وہ آ گئے۔ جب ان کے سامنے کھانا دیا گیا تو ایک شخص بلند آواز سے یہ شعر پڑھ رہا تھا کہ تمہیں جنت کے کھانوں سے غافل کر دیا نفس کی ان لذتوں نے جن کی تم تابعداری کرتے ہو اور ان میں کچھ بھی فائدہ نہیں۔ تو عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چیخ ماری اور

بے ہوش ہو کر گر پڑے تو سب نے رونا شروع کر دیا تو کھانا میں نے دوبارہ اٹھالیا۔ اللہ کی قسم! انہوں نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا۔

حضرت عتبۃ الغلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پرانے اولیاء اللہ میں سے ہیں اور صاحبِ کرامت شخصیت ہیں اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔ اس کی پوری تفصیل تذکرہ اولیاء میں مذکور ہے۔ جو کہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف ہے۔

اسی طرح حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم (جلد ۲ صفحہ ۲۹۷) میں حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ تحریر کیا ہے کہ:

فقد کان الشبلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فی مسجدہ لیلۃ من رمضان و ھو یصلی خلف امام لہ فقرأ الامام ولئن شئنا لذھبن بالذی او حینا الیک فزعق الشبلی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ زعقۃ ظن الناس انہ قد طارت روحہ واحمر وجھہ وارتعد فرائصہ“

ترجمہ: حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مسجد میں رمضان کے مہینے کی ایک رات امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب امام نے یہ آیت پڑھی: ”ولئن شئنا لذھبن بالذی او حینا الیک“ تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسی چیخ ماری کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی روح پرواز کر گئی۔ ان کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ ان کے لطائف نے تیزی کے ساتھ حرکت شروع کر دی۔[78]

اس واقعہ سے نماز کی حالت میں وجد ثابت ہوا اور وجد کے وقت میں چہرہ کا سرخ ہو جانا بھی ثابت ہوا۔ حالانکہ منکرین نے استہزائیہ انداز میں لکھا ہے کہ جن کے مریدوں کے چہرے مریضوں کی طرح سرخ ہو جاتے ہیں۔ آیا کیا منکرین یہ نسبت حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جانب کرتا

---

[78] (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷)

ہے۔ (معاذ اللہ) کہ ایک ولی اللہ کا انکار کفر اور بے دینی ہے لہٰذا منکرین اپنے افکار اور استہزاء کو غور سے دیکھیں۔ استہزاء کی عاقبت اور انجام کی فکر کرے۔

اسی طرح امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم میں حضرت سہل ابن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اضطراب اور وجد کا واقعہ اور ان کے مرید اور خلیفہ حضرت شیخ ابو الحسن محمد بن احمد کی روایت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

صحبت سهل بن عبد الله ستين سنة فما رأيته تغير عند شيء كان يسمعه من الذكر أو القرآن فلما كان في آخر عمره قرأ رجل بين يديه فاليوم لا يؤخذ منكم فدية الآية فرأيته قد ارتعد وكاد يسقط فلما عاد إلى حاله سألته عن ذلك فقال نعم يا حبيبي قد ضعفنا وكذلك سمع مرة قوله تعالى " اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ (الفرقان ٢٦) " فاضطرب۔[79]

ترجمہ: میں نے حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں ساٹھ سال گزارے۔ میں نے ان کو ذکر یا تلاوت قرآن یا سماع کے وقت متغیر حال میں نہیں دیکھا۔ آخری عمر میں ایک مرتبہ جب یہ آیت کریمہ تلاوت کی جارہی تھی: اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ (الفرقان ٢٦) تو انہوں نے لرزنا شروع کیا، ان پر اضطراب کی کیفیت طاری ہوگئی۔ جب حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منتہی اور اصحاب تمکین میں سے تھے لہٰذا عام حالتوں میں ان پر تغیر احوال وارد نہ ہوتا۔ البتہ کبھی کبھی ان پر اضطراب کی کیفیت طاری ہوتی۔ یہ واقعہ منتہیوں پر وجد کے آنے کی دلیل ہے۔

---

[79] (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۳۰۳: مقام ثالث من السماع)

اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلطان اولیاء حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وجد کے حق میں (احیاء العلوم ج:۲:ص:۲۹۸) پر تحریر کیاہے: حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب کسی سے یہ آیت مبارکہ سنی:

”انہ اذا سمع احدا یقرأ ”إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ (الانشقاق ۱)“ اضطربت او صالہ حتی کان یرتعد۔“

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کسی سے یہ آیت مبارکہ ”إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ (الانشقاق ۱)“ سنی تو ہڈیوں اور جوڑوں میں اضطراب آگیا اور کپکپی طاری ہو گئی۔

اس کے علاوہ دیگر بہت ساری احادیث اور اقوال و واقعات حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”احیاء العلوم“ میں نقل کئے ہیں۔

اسی طرح حضرت شیخ اجل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (عوارف المعارف باب ۲۴ ص ۱۱۷) میں وجد کے بیان میں فرمایاہے کہ وجد میں انسان پر رونے کی کیفیت بھی طاری ہوتی ہے۔

”واعلم ان للباکین عند السماع مواجید مختلفۃ فمنھم من یبکی خوفا ومنھم من یبکی شوقا ومنھم من یبکی فرحا“۔

ترجمہ: جان لو کہ سماع اور نعت خوانی میں رونے کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں بعض خوف سے روتے ہیں بعض خوشی سے اور بعض شوق سے روتے ہیں۔

اسی طرح شیخ اجل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سماع کے وقت میں وجد کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں جیسے رونا، کپڑے پھاڑنا، چیخیں مارنا وغیرہ۔ آپ نے (عوارف المعارف باب:۲۲) میں لکھاہے۔

”سئل رويم رضی الله تعالٰى عنه عن وجد الصوفية رحمة الله تعالٰى عليهم عند السماع فقال يتنبهون للمعانى التى تغرب عن غيرهم فيشير اليهم الى (اى هلموا الى) فيتنعمون بذلک من الفرح ويقع الحجاب للوقت فيعود ذلک الفرح بكاء فمنهم من يمزق ثيابه ومنهم من يبكى ومنهم من يصيح“۔

ترجمہ: حضرت رویم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وجد کے بارے میں پوچھا گیا کہ سماع کے وقت میں وجد کی کیا حالت ہوتی ہے؟ تو حضرت رویم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اہلِ تصوف ایسی معنویت کو بیدار کرتے ہیں جو دوسرے لوگوں سے پوشیدہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میری طرف متوجہ ہو جاؤ تو وہ بہت خوش ہو جاتے ہیں اور کبھی حجابِ معنوی رونما ہوتا ہے تو کچھ وہ ہیں جو کپڑے پھاڑتے ہیں کچھ وہ ہیں جو روتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو چیخیں مارتے ہیں۔

اسی طرح فقیہ نبیل متکلم شہید صوفی جلیل حضرت عارف باللہ علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حدیقۃ الندیہ شرح طریقہ محمدیہ: ج:۲: ص:۵۲۳) سچے عارفوں کا وجد اور تواجد کا مضبوط اثبات تحریر کیا ہے۔ سب سے پہلے مخالفوں کے دلائل لکھتے ہیں: جو کہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول سے مخالفین نے دلیل پکڑی ہے اور علامہ برکلی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول سے اور مختلف لوگوں کے اقوال سے دلیل پکڑی ہے۔ اس کے بعد سب کے تردیدی اقوال نقل کئے ہیں کہ یہ خلافِ شرع صوفی اور فاسقین پر محمول کئے ہیں۔ اس کے بعد منکرین کے اعتراضات کے جوابات تحریر کئے اور فرمایا:

”واعلم ان هٰذا الذى سبق ذكره فى المتن من عبارات الفقهاء جميعه فى ترديد الوجد فى حق من ذكرناهم من طائفة متصوفة الله تعالٰى اعلم باعيانهم فلا تنزله انت فى حق كل من وجدتهم على شبه منهم وقياس منک لهم عليهم فان الشيطان للانسان عدو مبين والا فان طريق الوجد والتواجد الذى تعلمه الفقرآء الصادقون فى هٰذا الزمان وبعده كما كانوا

یعلمونه من قبل فی الزمان الماضی نور و هدایة و اثر توفیق من اللہ تعالٰی و عنایة۔ قال المناوی رحمۃاللہ تعالٰی علیه فی طبقات الاولیاء فی ترجمة الشیخ ابراهیم الدسوقی قدس سره انه قیل للجنید قدس سره علیه ان قوما یتواجدون و یتمایلون فقال دعوهم مع اللہ تعالیٰ یفرحون فانهم قوم قطعت الطریق اکبادهم و مزق النصب فؤادهم و ضاقوا ذرعا فلا حرج علیهم اذا تنفسوا مداواة لحالهم و لو ذقت مذاقهم عذرتهم فی صیاحهم و شق ثیابهم (الی ان قال) و ربما غلب الوله علی اهل اللہ و الوجد حتی یغیبوا عن وجودهم فتبدوا منهم احوال و افعال لو صدرت عن احد و هو مشاهد الفعل و الاحساس بین یدیهم لحکموا علیه انه خرج عن حد العقل و الحقوا تلک الافعال باحوال المجانین کالرقص و الدوران و تخریق الثواب و هی حالة شریفة علامة صحتها ان تحفظ علی صاحبها اوقات الصلٰوات و سائر الفرائض فیرد علیهم فیها عقولهم و هٰذا حال جماعة من اولیاء اللہ تعالٰی منهم ابو بکر الشبلی و ابو الحسن النوری و سمنون المحب و سعدون المجنون و امثالهم۔ ذکر الیافعی عن بعضهم قال رأیت الشبلی قائما یتواجد و قد خرق ثوبه و هو یقول: شققت ثوبی علیک حقا و ما لثوبی اردت خرقا اردت قلبی فصادفته یدای بالجیب اذ برقا لو کان قلبی مکان جیبی لکان للشق مستحقا (الی ان قال فی: ج:۲:ص:۵۲۵) و انشد الشیخ الامام شهاب الدین احمد الزهری الشافعی متعذرا عن کشف راس الفقراء فی الذکر بقوله:“

یلوموننی فی کشف راسی واننی   لمعترف انی علی ذلک اوجر
لقصدی به اظهار ذلتی التی   هی المقصد الاسنی لمن یتبصر[80]

ترجمہ: جان لو کہ جو طریقہ محمدیہ کے متن میں وجد کی تردید کے حوالے سے جو عبارات نقل کی گئی ہیں وہ سب خلاف شرع ناقص پیروں کے حق میں ہیں۔ یہ تنقیدی عبارتیں اس شخص کے حق میں مت چسپاں کرنا جو کہ ظاہری حالت میں ان متوصفہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ شیطان

---

[80] (حدیقۃالندیہ شرح طریقہ محمدیہ للعلامۃ عبدالغنی النابلسی الحنفی رحمۃاللہ تعالٰی علیہ: ج:۲:ص:۵۲۳ تا ۵۲۵)

انسان کا کھلا دشمن ہے تاکہ صادق اولیائے کرام سے بدگمان نہ کر سکے اس لئے صادق اولیائے کرام کا وجد اور تواجد زمانۂ حال یا آنے والے زمانے میں یا گزرے ہوئے زمانے میں دوسروں کیلئے ہدایت ہے۔ اللہ کی توفیق کا اثر ہے۔ اللہ کی خاص عنایت اور مہربانی ہے۔

علامہ امام مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبقاتِ اولیاء میں شیخ ابراہیم الدسوقی کے تذکرہ میں فرماتے ہیں: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا بعض صوفیوں کے بارے میں کہ وہ تواجد اختیار کرتے ہیں، اس بارے میں کیا حکم ہے؟ تو حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کہ اپنے حال میں اپنے اللہ کے ساتھ خوش ہوں اس لئے کہ یہ اپنے لوگ ہیں کہ ان کے دلوں کو پھاڑ دیا گیا ہے اور مصیبتوں کو برداشت کرتے ہوئے انہوں نے اپنے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حوصلے تنگ ہو گئے ہیں۔ اس لئے ان کے تواجد پر گناہ یا اعتراض نہیں۔ جب وہ آہ کے ساتھ سانس لیتے ہیں تاکہ ان کا یہ حال دائمی ہو جائے یا اس کا مزہ تم نے چکھا ہو تو تم ان کو چیخیں مارنے میں معذور جانو۔

بہت مرتبہ اولیائے کرام پر دیوانگی کا غلبہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنے وجود میں فانی ہو جاتے ہیں اور ان سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں کہ اگر ایک عام باہوش انسان سے ایسے احوال صادر ہو جائیں تو لوگ ان پر حکم جاری کر دیں کہ یہ شخص عقل و دانش کے دائرے سے باہر ہے تو ان کی معنویت کے یہ احوال اور افعال پاگلوں کے احوال کے ساتھ ملحق کر لیں کہ یہ وجد کی حالت میں ناچتے اور اپنے کپڑے پھاڑتے ہیں مگر درحقیقت یہ احوال اچھے ہیں اور ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ نماز کیلئے پوری طرح ہوش و حواس میں ہوتے ہیں اور اگر بے ہوشی طاری ہو جائے یا چیخیں نکلیں تو یہ

بھی معاف ہے جیسا کہ روح المعانی کے حوالہ جات میں بیان کیا جا چکا اور اگر دورانِ نماز ان پر بے ہوشی طاری ہو جائے تو ان پر نماز کا اعادہ لازم ہے۔

حضرت ابو بکر شبلی، حضرت ابو الحسن ثوری، حضرت سمعون المحب، حضرت سعدون المجنون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور انکی طرح اور دیگر اولیاء اللہ، حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض عالموں کے قول نقل کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علامہ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ وہ حالتِ تواجد میں تھے اور اپنے کپڑے پھاڑ رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے: ”میں نے اپنے کپڑوں کو تیری محبت میں حق پر پھاڑ دیا۔ میرا ارادہ کپڑوں کو پھاڑنے کا نہ تھا۔ میرا ارادہ اپنے دل کو چیرنے کا تھا مگر میرے ہاتھ میرے گریبان سے ٹکرا گئے۔ اگر میرے گریبان کی جگہ میرا دل ہوتا تو وہی پھاڑے جانے کے لائق ہوتا کہ میں اس کو پھاڑتا“

پھر: ص:۵۲۵: پر لکھتے ہیں: کہ حضرت شیخ شہاب الدین احمد زہری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقرائے طریقت کے ذکر کے وقت میں سر برہنہ رہنے کے عذر میں اشعار تحریر کئے ہیں: لوگ مجھے سر ننگا رہنے پر ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ میں اس بات کا معترف ہوں کہ مجھے اس پر اجر ملتا ہے اس لئے کہ سر ننگا رہنے سے میرا مقصد عاجزی کا اظہار کرنا ہے جو کہ اہلِ نظر کی نظر میں بیش قیمت مقصد ہے۔[81]

اس عبارت سے کچھ نکتے نکلتے ہیں: جن فقہاء اور علماء نے وجد اور تواجد کی تردید کی ہے وہ خلافِ شرع متصوفہ ریاکار اور فاسق مدعی تصوف پر محمول ہیں تو حنفی عارف اور فقراء کو ان فاسقوں اور خلافِ شرع متصوفہ پر قیاس کرنا شیطانی وسوسہ اور گمراہی ہے۔

---

[81] (حدیقۃ الندیہ للعلامۃ عبد الغنی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: ج:۲: ص:۵۲۳ تا ۵۲۵)

حقیقی فقیروں کیلئے وجد اور تواجد بالکل جائز ہے بلکہ نور اور ہدایت اور عنایت اور اثرِ توفیق حالت ہے۔ وجد اور تواجد کوئی نیا کام نہیں ہے بلکہ حقیقی عارفوں کیلئے بہت پُرانا اور ثابت ہے اور کسی خاص زمانے کیلئے مختص نہیں ہے۔

سید الطائفہ حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی عارفوں کے وجد، تواجد، تمائل اور چیخیں مارنا اور کپڑے پھاڑنا ثابت کیا ہے۔

اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم پر کبھی ایسے احوال وارد ہوتے ہیں جو معاذ اللہ مجنونوں کے افعال واعمال دکھائی دیتے ہیں رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا:

قال النبی صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم لن یؤمن احدکم حتی یقال انہ مجنون۔

(تم میں ایک بھی اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک لوگ اسے مجنون نہ کہیں۔)

”عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم قال: اکثروا ذکر اللّٰہ تعالٰی حتی یقولوا مجنون“۔

(حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔[82]

”عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللّٰہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم اذکروا اللّٰہ ذکرا یقول المنافقون: انکم تراؤون“

---

[82] (الکنز الثمین فی فضیلۃ الذکر: ص:۹۳: احمد بن حنبل: المسند: ج:۳: ص:۶۸: ج:۳: ص:۷۱: ابن حبان الصحیح: ج:۳: ص:۹۹: ابو یعلٰی: المسند: ج:۲: ص:۵۲۱: عبد ابن حمید: المسند: ج:۱: ص:۲۸۹: دیلمی الفردوس الخطاب: ج:۱: ص:۷۲: ابن رجب: جامع العلوم والحکم: ج:۱: ص:۴۴۴: حاکم المستدرک: ج:۱: ص:۶۷۷: بیہقی شعب الایمان: ج:۱: ص:۳۹۷: منذری الترغیب والترہیب: ج:۲: ص:۲۵۶: مزی تہذیب الکمال: ج:۸ ص:۴۷۹: ابن معین التاریخ: ج:۴: ص:۴۱۳: ہیشمی مجمع الزوائد: ج:۱۰: ص:۷۵: عجلونی کشف الخفاء: ج:۱: ص:۱۸۷: قرطبی الجامع لاحکام القرآن: ج:۲: ص:۱۹۷: تبلیغی نصاب باب فضائل ذکر حدیث: نمبر:۱۵: لمولوی زکریا: ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم: ج:۳: ص:۴۹۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: اللہ کا ذکر اس قدر کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہیں۔ [83]

”عن ابی جوزا رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اکثروا ذکر اللہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤون۔“

(حضرت ابو جوزا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہیں۔)[84]

”عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اذکروا اللہ ذکرا حتی یقول المنافقون انکم تراؤون“۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: اللہ کا ذکر اس قدر کرو کہ منافق تمہیں ریاکار خیال کریں۔ [85]

”عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا اذکروا اللہ ذکرا یقول المنافقون انکم مراؤون“۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کا اتنا ذکر کرو کہ منافقین یوں کہنے لگیں کہ تم ریاکار ہو۔ [86]

---

[83] (الکنز الثمین فی فضیلۃ الذکر والذاکرین ص ۹۴ طبرانی المعجم الکبیر ج ۲ ص ۱۶۹ ۱ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء ج۳ ص ۱۸۱ ابن رجب جامع العلوم والحکم ج ۱ ص ۴۴۸، ۴۴۴ ابن کثیر ج۳ ص ۴۹۶ مناوی فیض القدیر ج ۱ ص ۴۵۶)

[84] (الکنز الثمین فی فضیلۃ الذکر والذاکرین: ص:۹۴: بیہقی شعب الایمان: ج:۱: ص:۳۹۷: مناوی فیض القدیر: ج:۲: ص:۸۵: عجلونی کشف الخفاء: ج:۱: ص:۱۸۷)

[85] (ہیتمی المجمع الزوائد: ج۱۰: ص:۹۷: منذری الترغیب والترہیب: ج:۲: ص:۲۵۶: الکنز الثمین فی فضیلۃ الذکر والذاکرین: ص:۹۴)

[86] (رواہ الطبرانی کذافی الجامع)

"ما رواه البيهقى فى شعب الايمان مرسلا ومرفوعا اكثروا ذكر الله حتى يقول المنافقون انكم مراؤون۔"[87]

ترجمہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شعب الایمان میں ایک روایت مرسل اور دوسری بار مرفوع ذکر کیا ہے: حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے فرمایا: کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو حتی کہ منافقین تمہیں ریاکار کہیں۔

اور علامہ رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد
اوست فرزانہ کہ فرزانہ نشد

ترجمہ: وہ شخص پاگل ہے جو اللہ کے عشق میں پاگل نہ ہوجائے۔ وہ شخص ہوشیار ہے جو دنیا داری کا ہوشیار نہ ہو۔

کبھی کبھی عارفوں پر رقص اور جنون اور کپڑے پھاڑنا اور سر ننگا کرنے جیسے احوال آجاتے ہیں۔ صحیح وجد اور حال کی علامتیں یہ ہیں کہ جس پر یہ احوال وارد ہوتے ہیں وہ نماز اور عبادات کا پابند ہوتا ہے۔ فاسق اور فاجر پر یہ احوال وارد نہیں ہوتے اگر چہ کبھی کبھی سالک نماز ادا کرنے سے بھی عاجز ہوتا ہے بعد میں نماز کی قضاء ادا کرتا ہے۔ جیسے ربیع بن اخثم تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانچ وقت نمازوں میں بالکل بے ہوش رہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرتے ہیں کہ: ھٰذا واللہ ھو الخوف (یہ سب کچھ اللہ کے خوف کی وجہ سے ہے)۔

---

[87] (سیاحۃ الفکر ص ۲۴ اقسام الذکر واحکامہ ص ۲۴۲)

جیسے پہلے احیاء العلوم کے حوالے سے احادیث اور آثار کے باب میں بیان کیا جا چکا ہے عام وجد اور احوال کے ساتھ عقل ضائع نہیں ہوتی۔ عین وجد کی حالت میں بھی نماز ہوتی ہے اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔

اسی طرح حضرت عارف باللہ حضرت علامہ فقیر اللہ صاحب حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قطب الارشاد: ص: ۵۴۰: میں فرماتے ہیں:

”واذا واظب علی تکرارها بالوجه المذکور یحصل له فی بعض الاوقات کیفیة عجیبة وهو مقدمة الجذبة۔ الخ“۔

ترجمہ: (جب سالک ذکر کا تکرار کرتا ہے مذکورہ طریقے سے ہمیشگی کے ساتھ تو بعض اوقات اس پر عجیب حالات طاری ہوتے ہیں۔ یہ حالت مقدمہ ہے جذب کا)

قطب الارشاد: ص: ۵۲۴: میں اللہ کی طرف پہنچنے کا کثرت ذکر کے تین راستے ہیں۔ تیسرے راستے کے بارے میں فرماتے ہیں:

”وثالثها طریق السائرین الی اللہ تعالٰی والطائرین باللہ تعالٰی وهو طریق الشطار من اهل المحبة والسالکین بالجذبة۔ الخ“ ۔

تیسرا راستہ اللہ تعالیٰ کے وصول کا سیر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت تک پرواز کرنے کا یہ ہے شطاریوں کا راستہ جو محبت اور جذب کے راستے سے سلوک کا راستہ طے کرنے والے ہیں۔[88]

اس طرح سیف المقلدین: ص: ۵۳۷: میں حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ لکھتے ہیں: ”در وقتے کہ آن حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بکرسی بر می آید بانواع علوم تکلم میکرد

---

[88] (قطب الارشاد ص ۵۲۴)

وحاضران ہمہ از مشاہدہ ہیبت وعظمت ساکت وصامت میبودند ناگاہ درمیان کلام میفرمودند (مضی القال وعطفنا بالحال) این گفتن ودر مردم اضطراب ووجد وحال در آمدن۔ یکی در گریہ وفریاد می در آمد ودیگرے جامہ پارہ می کرد وراہ صحرا می گرفت ودیگری بی ہوش می افتاد وجان میداد ووقتہا بودی کہ از مجلس وعظ آن حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنازہا بیرون می آمد از جہت غلبۂ شوق وہیبت وتصرف وقہرمان عظمت وجلال او۔“

ترجمہ: اس وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ وعظ کے لئے کرسی پر تشریف فرماہوئے اور ہر علوم پر خطاب فرمایا۔ حاضرین سب کے سب ہیبت وعظمت اور مشاہدہ کی وجہ سے ساکت اور خاموش رہے اچانک خطاب کے دوران غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قال ختم ہوا اور حال کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ لوگوں پر وجد اور حال آیا اور لوگوں نے رونا اور کچھ نے فریاد شروع کی اور کچھ نے اپنے کپڑے پھاڑنے شروع کئے اور کچھ بے ہوش ہوگئے اور کچھ کی روح پرواز کرگئ اور ایسے مواقع بھی آئے کہ لوگوں کے جنازے بھی اٹھتے۔ وعظ کی مجلس سے شوق کے غلبے اور ہیبت کی وجہ سے تصرف اور قہرمانی عظمت وجلال آپ کی شخصیت کی وجہ سے وجد طاری ہوجاتا تھا۔[89]

حیرت کی بات یہ ہے کہ وجد اور تواجد چاروں مذہبوں میں جائز اور رائج ہے اور مذاہب اربعہ میں چاروں طریقے ثابت ہیں۔ جیسے نقشبندیوں کے لئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور تفسیر روح المعانی کی عبارت سے ثابت ہوا اور بعد میں بھی شاہ نقشبند کا وجد اور حال اور بعض واقعات، مقامات، خواجہ اور مکاتب شاہ غلام دہلوی کے حوالے سے لکھیں گے۔ ان شاءاللہ۔

---

[89] (بحوالہ سیف المقلدین علی اعناق المنکرین: ص: ۵۳۷)

اور قادریوں کیلئے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا۔ اور چشتیوں کیلئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مبارکہ ہے۔ جیسے: (شعر)

آنجا کہ زاہدان بہزار اربعین رسند   مست شرابِ عشق بہ یک آہ میرسند

ترجمہ: جہاں زاہد ہزار چلوں سے پہنچتے ہیں، شرابِ عشق کے مست اک آہ میں پہنچتے ہیں۔

سلسلۂ سہروردیہ کے بزرگوں کیلئے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت ساری عبارتوں اور عوارف المعارف سے ثابت ہوا۔

اسی طرح مجموعۃ الفتاوی: ص: ۳۵۵: وجد اور تواجد اور رقص اور تصفیق (تالیاں بجانے) کے حق میں لکھا ہے:

التواجد والاھتزاز والرقص والتصفیق وامثال ذلک ان صدرت من الذاکر فی حالۃ الطرب والخروج عن حیز الاختیار وغلبۃ الشوق اخرجتہ عن حیز الخبرۃ فھو فی ذلک معذور وغیر ملام۔

ترجمہ: تواجد مستی اور رقص اور تصفیق (تالیاں بجانا) اور اس جیسے دیگر امور اگر ذکر کرنے والے کو روحانی حالت میں اور مستی میں اختیار سے باہر اور شوق کے غلبے ذاکر کو اختیار سے صادر ہو جائے تو ذاکر اس میں معذور ہے۔ اسے ملامت نہیں کرنا چاہیئے۔

اسی طرح حضرت سیدنا شاہ غلام علی دہلوی مجددی قدس سرہ نے بار بار وجد اور تواجد اور اثبات کا ذکر کیا ہے: مولانا خالد نقشبندی کے سارے مریدوں نے وجد اور حال اور جذبات میں بہت تائید کی ہے۔ منکرین کے بارے میں کفر کا خطرہ سمجھا۔ نقشبندیوں، چشتیوں، قادریوں، سہروردیوں اور مجددیوں کی معرفت کی نشانی یہی بیان کی ہے کہ ان میں جذب ہوتا ہے یہاں ہم نمونہ کے طور پر چند عبارتیں تحریر کرتے ہیں: ”مجمع فضائل ظاہر وباطن مولانا خالد سلمھم اللہ تعالیٰ بہ اشارت غیبی در ہند در

شاہ جہان آباد نزد احقر لا شئ رسیدہ در طریقہ نقشبندیہ مجددیہ مصافحۂ بیعت نمودہ بافکار واشغال ومراقبات در خلوتی پرداختند بعنایت الہٰی سبحانہ بواسطہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایشان را حضور وجمعیت وبیخودی وجذبات وارادات وکیفیات وحالات وانوار حاسل شد ومناسبتی بہ نسبت قلبی نقشبندیہ دست داد باز توجہات بر لطائف عالم امر ولطائف عالم خلق ایشان کردہ شد وباین توجہات نمی از دریاہائے نسبتہائے حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہرہ یافتہ وباین حالات ومقامات اجازت وخلافت در تلقین وارشاد طالبان ایشان را دادہ شد در وطن رسیدہ بریاضات وپرداخت نسبت باطن مشغول شدند ویشاں را قبولی پیدا شد وبغایت حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ اشاعت طریقۂ نقشبندیہ دراں دیار نمودند فالحمد للہ دست ایشان دست من ودیدن ایشان دیدن من ودوستی ایشان دوستی من وانکار وعداوت ایشان بمن میرسد ومقبول ایشان مقبول پیران کبار حمۃ اللہ تعالیٰ علیہم من۔۔۔ الخ۔

وفیض از آن حضرت صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم بر دلھائی اولیآء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم وارد شد بیتابیھا واضطراب وولولہ ونعرہ را باعث گشت نعرہ ھائے حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از عجائب احوال صوفیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گفتہ اند در صحبت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ومرزا مرادبیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورحم اشرف این ہر دو ازین فقیر استفادہ داشتند نعرہ وآہ وبیتابیھا بسیار حاصل می شد۔ در خاندان حضرت میر ابو العلی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آہ ونالہ بسیار است اگر در اصحاب مولانا خالد این امور ظاہر شد ہنر وخوبی مولانا خالد است نہ جائے طعن ناواقفان۔ الخ۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طریقہ چشتیہ و قادریہ وسہروردیہ از والد خود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وکبرویہ از مولانا یعقوب صوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گرفتہ۔ استفادہ نقشبندیہ از حضرت شیخ المشائخ خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمودند ودر اندک زمانہ باسرار وانوار وحالات وکیفیات وجذبات وواردات کثیرہ رسیدند۔

ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گفتہ کہ ایشان مجدد این الف اند امام المحدثین شاہ ولی اللہ درمکہ شریفہ رسالہ کہ دررد روافض حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوشتہ اند آنرا بلفظ عربی از فارسی ترجمہ کردہ اند در آنجا نوشتہ اند۔ [90]

اسی طرح مکتوب:۷۸:ص:۸۲: میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں لکھتے ہیں کہ:”اصحاب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درچند روز از غلبۂ حالات در تمکین وشیرین امتیاز نمی کردند یک بار بر کنیز کی توجہ نمودند سرشار وبے خود گردید بخانہ رفت مالکہ اش بدیدن او بیہوش افتاد، زن ہمسایہ آمد بدیدن مالکہ اش مغلوب غلبات بیخودی وسکر گردید“

سکہ کہ بہ یثرب وبطحا زدند　　　نوبت آخر بہ بخارا زدند
از خط اٰن سکہ نشد بہرہ مند　　　جز دل بے نقش شہ نقشبند
این گوہر پاک نہ ہر جا بود　　　معدن او خاک بخارا بود [91]

ترجمہ: ظاہری وباطنی فضائل کے جامع مولانا خالد غیبی اشارہ کے ساتھ ہندوستان میں شاہ جہان آباد میں فقیر کے پاس پہنچا۔ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مصافحہ کے ساتھ بیعت کی اور خلوت میں مشغول ہوئے اللہ کی مہربانی اور مشائخ کرام کے واسطہ سے اس مبارک کو حضور کی جمعیت جذبات

---

[90] (بلغ امرہ الی ان لا یحبہ الا مؤمن تقی ولا یبغضہ الا منافق شقی: مکاتیب شریفہ: مکتوب: ۱۰۹: ص: ۲۲۵ تا ۲۲۷)

[91] (مکاتیب شریفہ: مکتوب: ۷۸: ص: ۱۲۰: رسالہ سوم)

واردات کیفیات حالات انوار حاصل ہوئے۔ نسبت قلبی نقشبندی کے ساتھ مناسبت پیدا ہوئی اس مبارک کو عالم امر اور عالم خلق کے لطائف پر میں نے توجہ کی تو ان ہی توجہات کی وجہ سے نمی یا تری اس دریا سے جو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہرور تھے وہ حضرت خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں آئی۔ تو ان حالات میں ان مقامات کی وجہ سے خلافت اور اجازت دے دی اور مریدوں کو تلقین دینے لگے۔

اس کے بعد شاہ غلام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: اس کا ہاتھ، میرا ہاتھ۔ اس کا دیکھنا، میرا دیکھنا۔ اس کی دوستی، میری دوستی۔ اس کی دشمنی، میری دشمنی ہے۔ خالد بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو مقبول ہے وہ میرے بڑے پیروں کا مقبول ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ فیض رسول اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَآلہٖ وَسلَّم سے بزرگوں کے دلوں پر وارد ہوتا ہے۔ بے تابیاں اور اضطراب، ولولہ اور نعرہ کا سبب بنتا ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نعرے اور عجیب اقوال اولیاء کرام نے شمار کئے ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کی صحبت میں میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرزا مراد بیگ اور رحم اشرف کو یہ نعرہ اور آہ کرنا اور بہت ساری بے تابی حاصل تھی اور بعد میں دونوں نے فقیر سے استفادہ کیا۔ اور میر ابو علی نقشبندی کے خاندان میں آہ فریاد اور چیخیں مارنا بہت زیادہ تھا۔ اگر مولانا خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں اس طرح کے امور ظاہر ہوتے ہیں تو یہ مولانا خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمال وہنر ہے یہ طعن و تشنیع کی جگہ نہیں بیوقوفوں کے لئے۔

اس کے بعد اسی مکتوب میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقہ چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ اپنے والد بزرگوار سے اور طریقہ کرویا مولانا یعقوب صوفی سے لیا اور طریقہ نقشبندیہ سے استفادہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا تو انہوں نے بہت کم وقت میں اسرار، انوار

حالات، کیفیات، جزبات اور بہت سارے واردات پر مشرف ہوا۔ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ یہ مبارک ایک ہزار سال تک مجد دہیں۔ امام المحد ثین شاہ ولی اللہ نے مکہ مکرمہ میں امام ربانی مجد د الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالئہ اہل سنت کی تائید اور شیعہ کے تردید میں فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا اور اس میں یہ بات لکھی ہے کہ حضرت مجد د الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان ولایت مقبولیت اس حد تک پہنچی ہے کہ ان سے محبت نہیں کرتے مگر تقویٰ دار مؤمن ان سے بغض نہیں رکھتے مگر منافق بد بخت۔

اسی طرح مکتوب :۷۸: ص:۸۲: پر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں کئی کئی دن حالات کے غلبہ کیوجہ سے ایسا ہوتا کہ میٹھے اور نمکین کے ذائقہ میں بھی فرق نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دن ایک کنیز کو توجہ کی تو وہ وجد میں آگئی اور بے ہوش ہو کر گر گئی۔ پھر وہ کنیز اپنے گھر چلی گئی۔ مالک نے اسے دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اتنے میں ایک پڑوسی عورت آگئی اور مالک کو دیکھ کر مغلوب الحال، سکر اور جذب کی کیفت میں مبتلا ہو کر گر پڑی۔

سکہ کہ بہ یثرب وبطحا زدند　　نوبت آخر بہ بخارا زدند
از خط ان سکہ نشد بہرمند　　جز دل بے نقش شاہ نقشبند
این گوہرِ پاک نہ ہر جا بود　　معدن او خاک بخارا بود[92]

---

[92] (مکاتیب شریف: مکتوب: ص: ۲۸: ۷۸: رسالہ سوم)

ترجمہ: جو سکہ مدینہ منورہ میں لگتا وہی سکہ آخر میں بخارا میں لگایا جانے لگا اس سکے سے کبھی فائدہ نہیں اٹھایا سوائے اس کے کہ جو حضرت شاہ نقشبند مبارک کے بے نقش دل کے یہ پاک موتی ہر جگہ نہیں ہے۔ اسکا خزانہ بخارا کی مٹی ہے۔

اسی طرح آگے اسی کتاب میں مکتوب نمبر ۱۰۰ سے ۱۱۰ تک اور پھر ۱۳۹ تک رقمطراز ہیں فرماتے ہیں: ”واین مراقبہ ولایت صغری میکند کہ دائرۂ ثانی است واینجا سیر تجلیات افعالِیہ الٰہیہ وظلال اسماء وصفات است۔ در اینجا توحید وجودی وذوق وشوق وآہ ونالہ واستغراق وبیخودی ودوامِ حضور وتوجد وغیرہ حاصل می شود“۔

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ یہ مراقبہ ولایت صغریٰ میں ہوتا ہے جو دائرہ ثانی ہے۔ اس مقام میں افعال الٰہیہ اور ظلال اور اسماء وصفات کے تجلیات کی سیر ہے۔ اس مقام پر توحید وجودی، ذوق وشوق اور استغراق اور بے ہوشی اور ہمیشہ حضوری اور وجد وغیرہ حاصل ہوتا ہے۔

اسی کتاب کے مکتوب ۱۰۲ میں فرماتے ہیں:

”الحمد للہ سعی نمایند کہ جمعیت وتوجہ و حضور وجذبات وواردات در دلہا پیدا آید“۔

ترجمہ: الحمد للہ کوشش کرو کہ جمعیت، توجہ، حضورئی قلب، جذبات اور واردات دل میں پیدا ہو جائیں۔

اسی طرح مکتوب ۱۰۴ میں فرماتے ہیں: در ترقی طالبان سعی نمایند، ہر گاہ حضور وجمعیت وتوجہ وجذبات وواردات لطائف عالمِ امر را دریابد توجہ بر لطیفۂ نفس نمایند۔ پس بلطائف عالم خلق و دیگر درجات باید نمود۔ [93]

---

[93] (مکتوب شریف: مکتوب: ۱۰۴)

ترجمہ: مریدوں کی ترقی میں کوشش کرو۔ جب عالم امر کے لطائف میں حضوری، جمعیت، توجہ، واردات اور جذبات پالو تو لطیفہ نفس پر توجہ کرو اور باقی لطائف عالم خلق (عناصر اربعہ) پر توجہ کرو۔

اسی طرح مکاتب شریفہ میں مکتوب: نمبر:۵۸:ص:۷۵: میں فرماتے ہیں: ”اگر چشتی است از صحبت او ذوق و شوق و گرمی و بی تابی دل و ترک و تجرید حاصل گردد و اگر قادری است صفائی قلب و مناسبت بہ عالمِ ارواح و ملائکہ و از گزشتہ و آیندہ علمی نقد او شود و اگر نقشبندی است حضور و جمعیت و نسبت یاد داشت و بے خودی و جذبات و واردات دست دہد و اگر مجددی است آنچہ در لطائف فوقانیہ کیفیات و صفاء و لطائف نسبت باطن و انوار و اسرار کہ در طریقہ مجددیہ مقرر است پیدا شود و اگر در صحبت او این احوال ظہور نکند توان گفت۔ شعر:

صحبت نیکان ز جہان دور شد　　　خانۂ عسل خانہ زنبور شد[94]

ترجمہ: اگر کوئی شخص چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے تو اس کے لئے ذوق شوق ترک دنیا، گرمی باطن بے تابی دل، اور تجرید حاصل ہوتی ہے اور اگر ایک آدمی قادری سلسلے میں ہے تو اس کی صحبت سے دل کی صفائی اور عالم ارواح سے مناسبت اور فرشتوں سے مناسبت اور ماضی اور مستقبل کے حالات کا علمی کشفی طریقے اور الہام کی عطاء سے نقد حاصل ہوتا ہے اگر ایک آدمی نقشبندی سلسلے میں ہے تو اس کی صحبت سے حضورئی جمعیت، نسبت، یاداشت اور بے خودی اور جذبات اور واردات حاصل ہوتے ہیں اور اگر ایک آدمی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے تو اس کے صحبت سے کیفیات، صفائی باطن اور باریکیاں اور نسبت باطنی، انوار اور اسرار جو طریقہ مجددی میں مقرر ہیں۔ وہ لطائف

---

[94] (مکاتیب شریفہ:مکتوب:۵۸:ص:۷۵)

عالم امر اور عالم خلق کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے اور اس کی صحبت میں اس قسم کے احوال پیدا ہوتے ہیں۔ شعر:

نیکوں کی صحبت دنیا سے چلی گئی   شہد کا چھتا بھڑوں کا چھتا بن گیا[95]

اسی طرح (بهجة النفوس) میں، ایک بار حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ پر وجد اور حال کا ایسا غلبہ ہوا کہ سات دن تک اپنے گھر سے نہیں نکلے اس دوران نہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے تھے اور نہ ہی سوتے تھے اور ان کی پیر صاحب کو خبر ہوئی تو پیر صاحب مبارک نے فرمایا کہ اس کی نماز محفوظ ہے یا نہیں؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھتا ہے تو پیر صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: الحمد لله الذی لم یجعل للشیطان علیه سبیلا۔ یعنی تمام تعریفیں صرف اسی اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اس پر شیطان کا راستہ نہ بننے دیا۔ تو اس واقعہ سے بھی وجد اور حال پر استدلال ہوتا ہے۔

اسی طرح امام زنادقہ ملحد کبیر ابن تیمیہ خارجی بھی وجد اور حال کے مسئلے سے انکار نہ کر سکا اس لئے کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے اور تسلیم شدہ اور متواتر ہے اس لئے اس ملحد نے بھی مجبورًا اس مسئلے کا اثبات کیا ہے۔ علماء اہل سنت کے اتنے اقوال کے باوجود اس کے اقوال لکھنے کی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ اس ملحد کے تابعدار لوگوں کے لئے حجت بن جائے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ وجد اور حال کا مسئلہ ایسا اجماعی اور اظہر من الشمس ہے کہ ابن تیمیہ جیسے ملحد کبیر کو بھی اس سے کوئی انکار کا موقع ہاتھ نہ آیا۔ اگر چہ بہت سارے ضروریات دینیہ اور متواترۂ اجماعیہ سے اس ملحد کبیر نے علی الاعلان انکار کیا ہے۔ اس کے فتویٰ اور رسائل اس سے بھرے ہوئے ہیں۔

---

[95] (مکاتب شریف مکتوب: ۵۸: ص: ۱۰۹)

علامہ مجتہد افخم تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ کوثری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بہت سارے علماء دین اہل سنت وجماعت نے اس کے عقائد کفریہ کا تفصیل کے ساتھ آپریشن کیا ہے۔ اس کی خارجیت اور رافضیت اکٹھے ثابت کئے ہیں۔ تفصیل کے لئے مخزن الحقائق کی طرف رجوع کریں۔

تاہم اس نے وجد وحال کو مضبوط طریقے سے ثابت کیا ہے۔ اپنے فتویٰ (مجموعۃ الفتاویٰ ابن تیمیہ کی:ج:۱:ص:۱۸٦: میں طرح لکھا ہے):

وما يحصل عند السماع والذكر المشروع من وجل القلب ودمع العين واقشعرار الجسد فهٰذا افضل الاحوال التى نطق بها الكتاب والسنة۔ واما الاضطراب الشديد والغشى والموت والصيحات فهٰذا ان كان صاحبه مغلوبا عليه لم يلم عليه كما قد كان يكون فى التابعين ومن بعدهم فان منشاه قوة الوارد على القلب مع ضعف القلب والقوة والتمكن افضل كما هو النبى صَلى اللّٰه تعالىٰ عليه وَاٰله وَسلَّم والصحابة رضى اللّٰه تعالىٰ عنهم۔

ترجمہ: ”وہ کچھ جو حاصل ہوتا ہے سماع اور ذکر مشروع کے وقت دل کا خوف اور آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا اور بدن کا لرزنا۔ یہ سب کے سب اچھے احوال ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اس پر ناطق ہے۔ جو کچھ شدید اضطراب اور بے ہوشی اور وفات پا جانا اور چیخیں مارنا مغلوب الحال ہو تو اس پر کوئی ملامت نہیں جیسے تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اس کے بعد اولیاء اللہ کے احوال تھے۔ اس لئے اس کا منشاء وہ قوت واردہ ہے جو ان کے دل پر وارد ہوتی ہے۔ حالانکہ ان کا دل ضعیف اور کمزور ہوتا ہے۔ تمکین جو تلوین کے بعد حاصل ہوتی ہے یہ افضل ہے جو اکثر نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمکین کا حال تھا۔“

تنبیہ: اس اضطراب اور غشی کا ثبوت اولاً صحابہ اکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے احوال میں احادیث سے بیان ہو چکا ہے اس کے علاوہ بہت سی عبارات وجد اور تواجد کے اثبات کے لئے حقیقی پابند شریعت اہل تصوف کے لئے ہیں لیکن اس ذکر شدہ عبارات پر مسئلہ پورہ پورہ واضح اور ثابت ہوا۔ اب خصوصیت کے ساتھ تواجد کے اثبات کیلئے چند عبارات کو ملاحظہ کیجئے۔ اس لئے کہ بعض لوگ وجد مانتے ہیں مگر تواجد سے انکار کرتے ہیں۔ تواجد علیٰ الاطلاق نہیں مانتے تا کہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تواجد بنیت حسنہ جائز بلکہ مطلوب شرعی ہے۔

(فاقول و باللہ التوفیق)

تواجد محمودہ کے اثبات میں علماء حق کے اقوال

یہ بات جان لینی چاہیئے کہ تواجد کے ثبوت کی کچھ وضاحت پہلے کی جا چکی ہے۔ یہاں مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ تواجد باب تفاعل سے ہے۔ اس کی معنیٰ ہے تکلفاً وجد کو ظاہر کرنا۔ امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں:

”التواجد استدعاءالوجد بضرب الاختیار ولیس لصاحبہ کمال الوجد“

(**ترجمہ:** تواجد وجد کے دعویٰ کا نام ہے اور اپنے اختیار کے ساتھ حالانکہ تواجد کرنے والے کو کمال وجد حاصل نہ ہو۔ تواجد اس نیت سے ہو کہ اہل وجد کے ساتھ مشابہت ہو جائے۔ تو یہ جائز بلکہ مطلوب شرعی بھی ہے۔)

حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقۃ الندیہ: ج: ۲ : ص:۵ ۵۲ : پر تحریر فرماتے ہیں:

ولاشک ان التواجد وھی تکلف الوجد واظھارہ من غیر ان یکون لہ وجد حقیقة، فیه تشبه باھل الوجد الحقیقی وھو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلَّم من تشبه بقوم فھو منھم۔[96]

ترجمہ: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تواجد تکلفاً وجد ظاہر کرنے کو کہتے ہیں حالانکہ اسے حقیقی وجد حاصل نہ ہو تو اس میں حقیقی اہل وجد کے ساتھ مشابہت ہو تو یہ جائز بلکہ مطلوب شرعی ہے۔ حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ ان میں سے ہوگا۔

اسی طرح شیخ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (عوارف المعارف: ص: ۱۱۳: باب: ۲۳) میں فرماتے ہیں:

"سئل بعضھم عن التکلف فی السماع فقال ھو علی ضربین تکلف فی المستمع لطلب جاہ او منفعة دنیویة وذلک تلبیس وخیانة وتکلف فیه لطلب الحقیقة کمن یطلب الوجد بالتواجد وھو بمنزلة التباکی المندوب الیه"

ترجمہ: بعض عارفین سے سوال کیا گیا سماع میں تکلف کے معاملے میں انہوں نے جواب دیا کہ ان کی دو قسمیں ہیں: سماع پڑھنے والا اور سماع سننے والا جو عزت اور نفع دنیوی تلاش کرنے کیلئے ہو تو یہ دھوکہ اور خیانت ہے اور دوسری قسم وہ تکلف ہے کہ اس شخص میں ہو جو حقیقت کی طلب میں ہو جیسے ایک شخص تواجد کے ذریعے وجد طلب کرتا ہے جیسا تکلفاً ہوتا ہے یہ اچھا اور مطلوب شرعی ہے۔

---

[96] (رواہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفة بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنه)

اسی طرح عین العلم: ص: ۴۰۵: پر تحریر ہے:

”والتواجد مذموم للریاء لا لقصد الوصول الی الحقیقة“۔

ترجمہ: تواجد برا ہے اگر دکھاوے یا ریاکاری کے لئے ہو حقیقت تک پہنچنے کے لئے تواجد برا نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹٦: پر لکھتے ہیں:

” وھذا التواجد المتکلف فمنه مذموم وھو الذی یقصد به الریاء واظهار الاحوال الشریفة مع الافلاس منها ومنه ما ھو محمود وھو التوصل الی استدعاء الاحوال الشریفة واکتسابها واجتلابها بالحیلة فان للکسب مدخلا فی جلب الاحوال الشریفة ولذلک امر رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیه وَاٰله وَسلَّم من لم یحضره البکاء فی قرآءة القرآن ان یتباکی ویتحازن فان ھٰذہ الاحوال قد تتکلف مبادیها ثم تحقق اواخرھا“

ترجمہ: تکلفاً وجد ظاہر کرنا، بعض اوقات مذموم ہے مثلاً اس کا مقصود ریاکاری ہو اور اس کا مقصد احوال شریفہ کا ظاہر کرنا ہو حالانکہ وہ شخص احوال شریفہ سے عاری ہو اور بعض تکلف اچھے ہیں، نیک ہیں جو کہ تکلفاً کرتا ہے۔ احوال شریفہ حاصل کرنے کیلئے حیلہ اور تدبیر کے ذریعے اسکو ذریعہ بناتا ہے اور اچھی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ کسب ہے کہ احوال شریفہ اسے حاصل ہو جائیں۔ حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا کہ قرآن پاک پڑھتے وقت جس کو رونا نہ آئے اسے چاہیئے کہ تکلفاً اپنے آپ کو غمزدہ ظاہر کرے۔ اس لئے یہ احوال شریفہ ابتداء میں تکلفاً کئے جاتے ہیں اور بعد میں حقیقتاً حاصل ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح امام ابو القاسم عبد الکریم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالۂ قشیرہ میں فرماتے ہیں:

”فقوم قالوا التواجد غیر مسلم لصاحبه لما یتضمن من التکلف ویبعد عن التحقیق۔ وقوم قالوا انه مسلم للفقراء المجردین الذین ترصدوا الوجد ان ھٰذه المعانی۔ واصله خبر رسول اللہ صَلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہٖ وَ سلَّم ابکوا فان لم تبکوا فتباکوا۔“ (رواہ ابن ماجه)

ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا کہ تواجد مسلّم نہیں ہے اس لئے کہ اس میں تکلف ہے اور اس میں تحقیق نہیں ہے، تحقیق سے دور ہے اور بعض دوسرے علماء نے فرمایا کہ تواجد حقیقی فقیروں کے لئے مسلّم ہے جو کہ باطنی معنیٰ حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں اور اس کی اصل اور دلیل حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم کا فرمان عالی شان ہے کہ تم رویا کرو اور اگر رونا نہ آئے تو رونے والی صورت اختیار کرو۔

اسی طرح علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقۃ الندیہ :ج:۲:ص:۲۰۸: پر فرماتے ہیں:

”ان التواجد بتکلف الوجد فی نفسه من غیر حقیقة الوجد لا باس به من قبیل التشبه بالصٰلحین محبة فیهم ورغبة فی التزی بزیهم وتکلف التخلق باخلاقهم“۔

ترجمہ: یقیناً تواجد تکلف کے ساتھ وجد جبکہ وجد حقیقی نہ ہو، اس میں گناہ نہیں ہے اس لئے کہ یہ نیک لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے اور نیک لوگوں کی محبت کیوجہ سے ان کے اطوار اختیار کرتے ہیں اور تکلفاً ان کے اخلاق اختیار کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ مطلوب ہے۔

اسی طرح سیدنا امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوب نمبر:۲۶: ج:اول میں فرماتے ہیں:

”ومن وقع سیره فی الاسماء بالتفصیل حبس فی الصفات والاعتبارات ولم یزل منه الشوق والطلب ولم یفارق عنه الوجد والتواجد۔“

(جس شخص کے سیر اسماء وصفات میں تفصیل کے ساتھ واقع ہو تو وہ صفات اور اعتبارات میں محبوس ہو جاتا ہے اور شوق اور طلب اس سے زائل نہیں ہوتا تو اس سے وجد اور تواجد دور نہیں ہوتا۔)

اور مکتوب نمبر: ۳۰۲: ج: اول میں فرماتے ہیں:

"ووجد وتواجد ورقص ور قاصی ہمہ در مقامِ ظلال است"۔

(وجد وتواجد ورقص یہ سب مقام ظلال میں آتا ہے۔)

اسی طرح علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقۃ الندیہ جلد ۲ صفحہ ۵۲۳ پر فرماتے ہیں:

"واما الوجد والتواجد الذی تعلمہ الفقراء الصادقون۔۔۔ نور وھدایۃ واثر توفیق من اللہ تعالیٰ وعنایۃ (ملخصًا)"

(ترجمہ: جو وجد اور تواجد صادق فقیر تعلیم دیتے ہیں تو وہ نور اور ہدایت اور مہربانی ہے اور اثر ہے توفیق الٰہی سے یہ اولیاء اللہ کی حالت ہے۔)

اسی طرح سید الطائفہ سید جنید بغدادی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

ان قوما یتواجدون ویتمایلون۔

(بے شک بعض لوگ ایسے ہیں جو تواجد کرتے ہیں اور ہلتے جلتے ہیں)۔

تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

"دعوھم مع اللہ تعالیٰ یفرحون"۔

انہیں چھوڑ دو وہ اللہ کے ساتھ فرحت محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتویٰ ردالمحتار: ج: نمبر: ۳: ص: ۳۳۷: پر (قبیل باب البغات) میں فرماتے ہیں: شعر:

مافی التواجدان حققت من حرج ولا التمایل ان اخلصت من باس

(تواجد محمودہ میں کوئی گناہ نہیں ہلنا جلنا بھی جرم نہیں جس میں ریاکاری نہ ہو۔ پوری عبارت پہلے بیان کی جاچکی ہے)

اسی طرح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الحاوی للفتاویٰ: ج: نمبر: ۲: ص: ۲۳۴: مجالس ذکر میں قیام اختیاری اور غیر اختیاری دونوں کے بارے میں لکھا ہے کہ:

”لا انکار علیہ فی ذلک وقال ناقلا عن البرهان الابناسی انه قال اصحاب الحال مغلوب والمنکر محروم ماذاق لذۃ التواجد“۔

ترجمہ: قیام پر کوئی انکار نہیں ہے۔ نیز علامہ ابناسی سے نقل کیا ہے کہ صاحب حال مغلوب ہے اور منکر محروم ہے اور تواجد کا مزہ اس نے نہیں چکھا۔ پوری عبارت پہلے بیان کی جاچکی ہے۔

الغرض اچھی نیت کے ساتھ تواجد باتفاق جائز ہے۔

علامہ پیر علی بیر کلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقہ محمدیہ میں تحریر کیا ہے:

”من الافتراء علی اللہ التواجد“

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر افتراء کے جملے سے تواجد بھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تواجد کرنے والے کی کوئی ذاتی غرض، ریاکاری، طلب دنیوی، طلب عزت اور منفعت ہو تو یہ تواجد ممنوع ہے۔

اسی طرح تمام عبارات جو تواجد کے بارے میں تحریر کی گئیں ہیں ان سب کا مقصد ریاکاری کے ساتھ تواجد کی مذمت ہے اور اگر تواجد ریاکاری سے پاک ہو تو عین مطلوب شرعی ہے۔

اسی طرح شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مفتی محمد غلام فرید ہزاروی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فضیلت الذاکرین فی جواب المنکرین (ص ۲۱) میں فرماتے ہیں:

”**سوال نمبر ا:** وجد اور تواجد کی حقیقت کیا ہے، کیا یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: وجد عموماً بعض ذی روح چیزوں خصوصاً اہلِ ایمان میں سے ایسے حضرات کو ہوتا ہے جو تلاوتِ قرآن یا نعتِ رسول صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم یا ذکر باری تعالیٰ یا بزرگانِ دین کی تعریف وتوصیف سنتے ہیں تو ان پر کسی خاص کیفیت کا ورود ہوتا ہے۔ یا انوار و تجلیات کا ورود ہوتا ہے۔ تو ایسی صورت میں وہ اپنے اوپر قابو اور کنٹرول نہیں کر پاتے جس وجہ سے ان کے جسم پر اضطراب و حرکت پیدا ہو جاتی ہے جس کی بناء پر کبھی ادھر کبھی آگے کبھی پیچھے جھکتے ہیں اور۔ گر پڑتے ہیں اور کبھی کبھار بے ہوش بھی ہو جاتے ہیں۔ تو ایسی حرکات کو وجد حقیقی کہا جاتا ہے اور اس کا محمود و محسن ہونا قرآنی آیات واحادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔

(ا) اللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ (الزمر ۲۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایسی اچھی کتاب نازل فرمائی ہے۔ جس کی آیتیں باہم ملتی جلتی ہیں۔ بار بار دھرائی جاتی ہیں۔ جس سے اپنے رب سے ڈرنے والوں کے دل کانپنے لگتے ہیں۔ (یعنی حرکت کرتے ہیں) پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو جاتے ہیں اور اللہ کے ذکر میں لگ جاتے ہیں۔ یعنی ان کے جسم وابدان حرکت کرنے اور مضطرب ہونے لگتے ہیں حتی کہ ذکر خداوندی میں سرشار ہو کر ذاکر بن جاتے ہیں۔ یہاں اس نص قطعی الثبوت کی دلالت بھی اقشعرار بدن اور دلوں کے نرم ہونے پر قطعی ہے گویا وجد کی کیفیت کا ثبوت ایسی نص سے واضح ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت بھی ہے۔

اور پھر نفس وجد کا انکار اس آیت مذکورہ کا انکار ہے جو کفر خالص ہے۔ جیسا کہ اس کی تفسیر میں صاحب مدارک اور صاحب جلالین اور صاحب تفسیر مظہری وغیرہ نے لکھا ہے۔

(۲): فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسٰى صَعِقًا (الاعراف ۱۴۳)

ترجمہ: جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلّی ڈالی تو اس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ملاحظہ ہو تفسیر مظہری۔

یہاں صفاتی تجلّی نے موسیٰ علیہ السلام کو بے ہوش اور پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے تو پھر ذاتی انوار و تجلیات کا کیا عالم ہو گا۔

(۳): وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (الاعراف ۱۵۵)

ترجمہ: اور چنے موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہماری ملاقات کے لئے پھر جب ان کو پکڑ لیا زلزلے نے۔ یہاں پر صاحب روح المعانی کا استدلال قابلِ غور ہے۔

(۴): فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ (یوسف ۳۱)

ترجمہ: جب مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ یہاں صرف جمال یوسفی علیہ السلام کے مشاہدہ سے زنانِ مصر ایسی بے ہوش ہوئیں کہ انگلیاں کاٹ لیں یہ وجد ہی کی کیفیت ہے جو جمالِ خداوندی یا جمالِ مصطفوی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کے مشاہدہ سے اس کا طاری ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ مطالعہ کیلئے روح البیان زیادہ مفید ہے۔

(۵): إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ (الانفال ۲)

ترجمہ: بے شک ایمان والوں کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں یعنی دلوں پر اضطراب کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ الغرض ان پانچ عدد آیاتِ قرآنیہ سے اہلِ ایمان خصوصًا اہلِ سلوک، اہلِ ذوق وعشّاق کے وجد حقیقی کا ثبوت بالکل واضح ہے اس کا انکار قرآن کا انکار ہے۔

حدیث اول:

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ بعض صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زبان سے قرآن کریم کی تلاوت سن کر گھوڑا ناچتا ہے جیسا کہ یہ حدیث شریف مشکوٰۃ شریف: ص:۱۸۴: پر موجود ہے اگر قرآن سن کر گھوڑے جیسے جانور پر وجد طاری ہو سکتا ہے تو انسان پر ایسی کیفیات کا ورود کیونکر نہیں ہو سکتا۔

رہا معاملہ تواجد کا۔ تو تواجد کے معنی ہیں از خود وجد والی صورت اختیار کرنا۔ یعنی یہ وہ صورت ہے کہ جس میں حقیقی وجد نہیں ہوتا بلکہ حقیقی وجد والوں کی نقل اتارنا مراد ہے۔ جس طرح حقیقی وجد والا آدمی حرکات وسکنات کرتا ہے گرتا ہے، اچھلتا ہے تڑپتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو اسی طرح وہ آدمی جو تواجد کرتا ہے یعنی نقل اتارتا ہے وہ بھی ویسے ہی حرکات وسکنات کرتا ہے تو اس کو تواجد کہتے ہیں جو کہ منع نہیں بلکہ جائز ہے اور احسن عمل ہے۔

حدیث پاک میں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کا ارشاد ہے کہ ”من تشبہ بقوم فھو منھم“ جو شخص کسی قوم سے اپنی مشابہت کرے گا وہ انہیں میں سے ہو گا۔ اور یاد رہے کہ تواجد کے جواز پر صرف ہم نے ہی استدلال نہیں کیا بلکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ تواجد پر

یوں ہے۔ کہ ذاکر خواہ ذکر کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور یہ کھڑا ہونا اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہو ہر حال میں جائز ہے بلکہ جواب میں فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر نہ انکار جائز ہے اور نہ ہی ان کو منع کرنا جائز ہے اور یہی جواب دیا ہے۔

علامہ بلقینی اور علامہ برہان الدین انباسی فرماتے ہیں کہ صاحب حال مغلوب ہے اور اس کا منکر محروم ہے اس لئے کہ اس نے تواجد کی لذت نہیں دیکھی اور عشق حقیقی کا جو مشروب ہے وہ منکر کو نصیب نہیں ہوتا۔ شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام سے بھی یہی کچھ منقول ہے بلکہ مجلس ذکر میں کھڑے ہونے اور رقص کرنے والوں میں یہ شیخ الاسلام بھی شامل ہیں اور کھڑے ہو کر ذکر کرنا اور گھومنے وغیرہ کا ثبوت بھی الحاوی الفتاویٰ: ص: ۲۲۴: ج: ۲: میں موجود ہے۔ اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا: مجموعۃ الرسائل: ج: ۱: ص: ۱۷۳: اور فتاویٰ شامی: ج: ۳: ص: ۳۰۷: پر وجد مع تواجد اور رقص وغیرہ کا ثبوت ملتا ہے۔

حدیث دوم:

الحاوی للفتاویٰ ج ۲ ص ۲۳۴ پر علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”وان انضم الی ھٰذا القیام رقص او نحوہ فلا انکار علیھم فذالک من لذات الشھود والمواجید وقد ورد فی الحدیث رقص جعفر بن ابی طالب بین یدی النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم لما قال لہ أشبھت خلقی وخلقی وذلک من لذۃ ھذا الخطاب ولم ینکر ذلک علیہ النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم فکان ھٰذا اصلا فی رقص الصوفیۃ۔ الخ“

ترجمہ: اور اگر اس قیام وغیرہ کے ساتھ رقص وغیرہ کو ملایا جائے تو بھی صوفیاء پر انکار جائز نہیں کیونکہ یہ شہود اور مواجید (وجد کی جمع) کی لذت کی وجہ سے ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ جناب جعفر بن ابی طالب کو حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا کہ تم اپنے اخلاق اور خلقت میں

میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو۔ تو یہ سن کر انہوں نے حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہِ وَاٰلہ وَسلَّم کے سامنے رقص کیا یعنی ناچنے لگے۔ تو آپ نے منع نہ فرمایا۔ اور نہ انکار فرمایا۔ جو جواز کی دلیل ہے نوٹ یادرہے کہ اسی حدیث کو صوفیاء کرام کے وجد تواجد اور رقص کی اصل دلیل قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح حضرت سید احمد طحطاوی نے اپنی کتاب حاشیۃ الطحطاوی علی **در المختار جلد چھارم** میں صفحات ۱۷۶ تا ۱۷۷ پر اور حضرت علامہ عبد الغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے **الحدیقۃ الندیہ شرح طریقۃ المحمدیہ جلد دوم** میں صفحہ ۵۲۲ پر اور اسی طرح امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے **انوار قدسیہ جلد اول** میں صفحہ ۳۹ پر تحریر فرمایا ہے۔

نوٹ: یادرہے کہ اختصار کی خاطر صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے اور بعض عبارات کے مختصر جملے نقل کر دیئے گئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ وجد و تواجد اور رقص جلیل القدر اولیاء کرام پر طاری ہوتا رہا ہے۔ مثلاً ابو بکر شبلی، ابوالحسن نوری، سمنون المحب، معدون المجنون وغیرہ۔

مزید براں حضرت شاہ غلام علی دہلوی مکاتب شریفہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین شاہ نقشبند کی توجہات سے مریدین پر عجیب وغریب کیفیات طاری ہوتی تھیں۔ [97]

سوال نمبر ۲: حضرت جعفر بن ابی طالب کی حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہِ وَاٰلہ وَسلَّم کے سامنے وجد و رقص کرنے والی روایت کس کتاب میں ہے؟

جواب: الحاوی للفتاویٰ جلد دوم :ص:۲۳۴:**سیرت حلبیہ جلد دوم** :ص:۲۵۲: کے حاشیہ میں ہے **(السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ)** اور **حدیقۃ الندیۃ جلد دوم** :ص: ۵۲۴: **تفسیر احمدی**:ص:۶۰۳:۶۰۲: میں بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں ملاحظہ فرمائیں۔ **تفسیر روح**

---

[97] (حوالہ مکاتب شریفہ ص ۷۸-۸۲)

البیان:ص:۲۱۱: (ویخرون للاذقان ویزیدھم خشوعا) کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وجد وجذب ہوا۔ ملاحظہ ہو ترمذی شریف:باب الزھد: نیز سورۃ محمد کی تفسیر میں تفسیر روح البیان:ج:۸:ص:۱۴۷: وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ خوف طوالت سے عبارات نہیں لکھیں۔ البتہ کسی کو شبہ ہو تو دکھائی جاسکتی ہیں۔

سوال نمبر۳: ابن عابدین علیہ الرحمۃ نے تو رقص یعنی ناچنے کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ ان کی کتابوں سے ثابت ہے۔

جواب: انھوں نے اگر چہ منع کیا ہے لیکن یاد رہے کہ جس رقص کو انھوں نے حرام قرار دیا ہے وہ جھوٹے اور جعلی صوفیاء کا رقص ہے۔ ایسا رقص جو کہ شہوات نفسانی میں ہیجان پیدا کرے، اس کو حرام و منع فرمایا ہے۔ سچے صوفیا کرام جو معرفت خداوندی سے مراد اور واصلین ہیں ان کے وجد و رقص کو انھوں نے حرام و منع نہیں فرمایا۔ ابن عابدین کے مجموعہ رسائل کا ص:۱۷۲: ۷۳:، اور شفاء العلیل کا مطالعہ فرمانے سے وہم دور ہو سکتا ہے۔

سوال نمبر۴: کیا نماز کی حالت میں اپنے جسم کا ہلنا اور حرکت کرنا جائز ہے اور کیا صحابہ کرام سے یہ ثابت ہے؟

جواب: کسی کیفیت کے وارد ہونے کی صورت میں جسم کا ہلنا اور جسم کا حرکت کرنا بے شک صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو البدایہ و النھایہ:ج:۸:ص:٦: امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ ابو اراکہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی جب وہ اپنی دائیں طرف پھرے تو رک گئے جب سورج نیزے کے برابر آیا تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر اپنا دست اقدس الٹا کر فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم کے صحابہ کو دیکھا

ہے۔ آج میں ان سے کچھ مشابہت نہیں رکھتا۔ وہ خالی ہاتھ بکھرے ہوئے بالوں اور گرد آلود چہروں کے ساتھ صبح کرتے تھے کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اپنے قدموں اور پیشانیوں کے درمیانی حصے کو حرکت دیتے جب صبح ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے ایسے حرکت کرتے جیسے ہوا والے دن درخت حرکت کرتا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے، خدا کی قسم انکے کپڑے بھاری ہو جاتے۔

اسی طرح **حلیۃالاولیاء: ص: ۷۳:** میں بھی مذکور ہے۔

ذکر میں سرشار ہو کر جسم کا حرکت کرنا ایک اچھا عمل ہے اور شرعاً جائز ہے امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں صحیح حدیث نقل کی ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حبشی حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے سامنے رقص کرتے تھے۔ اور اپنی زبان سے یہ کہتے تھے کہ محمد عبد صالح ہیں لیکن آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے ان کو دیکھ کر منع نہیں فرمایا جو اپنی کیفیت کے پیدا ہونے کی صورت میں رقص ووجد کے جواز کی دلیل ہے۔

سوال نمبر ۵: نماز کے اندر وجد حقیقی کے بعد جسم کا حرکت کرنا اور منہ سے آوازیں نکالنا دونوں ہاتھوں سے تالی بجانا، چیخنا، چلانا اور ہاہو وغیرہ کی صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے لہٰذا ایسا کرنا منع وناجائز ہے بلکہ آداب مسجد کے منافی ہے اور عمل کثیر ہے جو کہ مفسد صلوٰۃ ہے۔

جواب: قارئین سے گزارش ہے کہ اگر نماز کے اندر مزکورہ بالا امور کا پایا جانا انوار و تجلیات اور دیگر ایسی ہی کیفایت کی وجہ سے ہوا۔ جو انسان کو ایسی حرکات پر مجبور کر دیتی ہیں تو اس صورت میں وہ شخص مغلوب الحال ہو جاتا ہے اور مغلوب الحال کی نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور ٹوٹتی ہے نہ ہی وضو۔ اور نہ ہی نماز مکروہ ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ روح نماز کی علامات ہیں بلکہ اصل نماز ہی یہی ہے۔ اسی

نمازوں میں ایسی کیفیات وارد نہیں ہوتیں۔ یہ کیفیات اصلی نمازوں میں ہی وارد ہوتی ہیں۔ جن لوگوں پر خشوع و خضوع طاری ہوتا ہے تو ان کی کیفیت بدل جاتی ہے۔

نیز سوال نمبر ۴: میں صحابہ کرام کے متعلق جواب ثابت ہو چکا ہے۔

نوٹ: نماز کے اندر وجد کی کیفیت کے جواز اور نماز نہ ٹوٹنے کے متعلق ایک اہم عبارت فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتاب ہدایہ شریف سے نقل کی جاتی ہے ملاحظہ ہو اور اس کے علاوہ بھی چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱): ھدایہ: ج: ۱: ص: ۱۳۵: میں فرماتے ہیں کہ: **”فان ان فیھا او تاوہ او بکی فارتفع بکاؤہ فان کان من ذکر الجنة و النار لم یقطعھا لانہ یدل علی زیادة الخشوع و ان کان من وجع او مصیبة قطعھا لان فیہ اظھار الجزع و التاسف فکان من کلام الناس“۔**

ترجمہ: اگر نمازی نے نماز میں آہ یا اوہ کہا یا ایسا رویا کہ آواز بلند ہو گئی تو اگر یہ رونا وغیرہ جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو نماز کو نہیں توڑے گا کیونکہ یہ خشوع و عاجزی کی زیادتی کی وجہ سے ہے اور اگر جسمانی درد یا کسی اور مصیبت کی وجہ سے رویا یا آہ اوہ کی تو نماز کو توڑ دے گا۔ کیونکہ اس میں جزع اور افسوس کا اظہار ہے۔ اس لئے یہ لوگوں کے کلام سے ہو گا۔

(۲): اسی طرح فقہ حنفی کی معتبر ترین اور مشہور زمانہ کتاب بحر الرائق میں ہے یعنی جو کچھ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے اس سے بھی زیادہ مفصل طور پر علامہ ابن نجیم نے لکھا ہے اختصار کے پیش نظر عبارت نقل کرنے سے گریز کیا ہے۔ اور حوالہ پر ہی اکتفا کیا ہے۔

نیز ایک بات جو **بحر الرائق** نے زائد لکھی ہے وہ یہ ہے کہ **”ولو صرح بھما فقال اللھم انی اسئلک الجنة و اعوذ بک من النار لم تفسد صلٰوتہ“**

ترجمہ: اگر نمازی نماز کی حالت میں صراحۃ مذکورہ بالا جملے کہہ دیتاہے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ خشوع وعاجزی کی زیادت پر دلالت کرتا ہے۔

(۳): فتاویٰ تاتارخانیہ: ج: ا: ص: ۵۷۹: میں ہے کہ ”**ولو ان فی الصلٰوۃ او تاؤہ او بکی فارتفع وفی الخانیۃ فحصل لہ حروف فان کان من ذکر الجنۃ او النار فصلواتہ تامۃ وان کان من وجع او مصیبۃ فسدت صلٰوتہ عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ**“۔

یعنی اگر آہ، اوہ کہنا یا بلند آواز نماز میں رونا جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو خواہ حروف بھی حاصل ہو جائیں تو بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک نماز تام وکامل ہے۔ اور اگر درد یا مصیبت کی وجہ سے آواز نکلے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔[98]

(۴): اس طرح **فتاویٰ عالمگیری: ج: ا: ص: ۱۰۰:** میں بھی لکھا ہوا ہے۔

(۵): اور اسی طرح **فتاویٰ بزازیہ علیٰ ھامش عالمگیر: ج: ا: ص: ۱۳۶:** پر بھی موجود ہے۔

(۶): ”**الانین والتاوہ والتافیف والبکاء اذا اشتملت علی حروف مسموعۃ فانھا تبطل الصلٰوۃ الا اذا کانت ناشئۃ من خشیۃ اللہ او من مرض بحیث لا یستطیع وھٰذا الحکم متفق علیہ بین الحنفیۃ والحنابلۃ فقہ علی مذاھب الاربعۃ**“۔[99]

یعنی نماز کی حالت میں نمازی کا آہ اوہ اور اف کہنا اور اس طرح رونا کہ حروف سنے جائیں تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ہاں، اگر یہ رونا آہ، اوہ، یا اف کہنا اللہ تعالیٰ کے خوف وخشیت کی وجہ سے

---

[98] (فتاویٰ تاتارخانیہ، ۵۷۹)

[99] (فتاویٰ بزازیہ علیٰ ھامش عالمگیر: ج: ا: ص: ۱۳۶)

ہو یا یا کسی ایسی بیماری کیوجہ سے ہو جس پر یہ کنٹرول، قابو نہیں رکھ سکتا۔ تو پھر نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور اس حکم پہ احناف، حنابلہ و مالکیہ کا اتفاق ہے۔

(۷) اسی طرح علامہ شیخ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی مراقی الفلاح: ص: ۱۷۴: میں فرماتے ہیں کہ:

”الوجد له مراتب وبعضه يسلب الاختيار فلا وجه لمطلق الانكار وفى التاتارخانية ما يدل على جوازه للمغلوب الذى حركاته كحركات المرتعش۔ آه“

یعنی وجد کی کئی اقسام ہیں اور بعض اقسام ایسی ہوتی ہیں جو اختیار کو سلب کر دیتی ہیں۔ لہٰذا مطلقاً انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ مغلوب الحال سالک جس کی حرکات مرتعش کی حرکات جیسی ہوتی ہیں۔ اور غیر اختیاری ہوتی ہیں اس کے لئے نماز کے اندر بھی یہ حالت جائز ہے (اور یہ حالت مفسد صلوٰۃ یعنی نماز کو توڑنے والی نہیں)۔

(۸): صاحب روح المعانی تفسیر روح المعانی میں تقریباً اسی طرح فرماتے ہیں کہ اس وجد سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا اور نماز بھی باطل نہیں ہوتی۔

(۹): حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ص: ۱۷۸: میں بھی ایسی ہی عبارت موجود ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ اگر خشیت الٰہی کے غلبہ کی وجہ سے آہ یا اوہ یا اف یا تف کہا اور حروف بھی حاصل ہو گئے تو بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔

(۱۰): ہدایہ کی شرح فتح القدیر میں بھی یہی کچھ فرمایا گیا ہے۔ الغرض ان دس عدد حوالہ کتب فقہ اور روح المعانی کے حوالے سے بالکل واضح ہو گیا ہے کہ نمازی کو اگر نماز کی حالت میں وجد ہو جائے اور وہ وجد کی کیفیات میں سرشار ہو جائے اور مغلوب الحال ہو جائے اور منہ سے ھا، ھو، کی آوازیں نکل جائیں یا چیخے چلائے یا مرتعش کی طرح حرکتیں کرے۔ جسم کو ہلائے، ہاتھ کھل جائیں اور

تالی کی شکل بن جائے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔ فقہاء احناف علیہم الرحمۃ والرضوان نے بلند آواز سے رونا اور آہ یا اوہ یا اف وغیرہ نماز کے اندر کہنے سے نماز فاسد نہ ہونے کی جو علت خشیۂ الٰہی خوف خداوندی، خشوع وخضوع میں زیادتی بتائی ہے وہ علت جب بھی پائی جائے گی اور جہاں بھی پائی جائے گی تو وہاں معلول یعنی حکم بھی پایا جائیگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ علت تو پائی جائے مگر معلول نہ پایا جائے۔ معلول کا تخلف علت سے جائز نہیں ہے۔ اسی لئے فقہائے احناف جہاں دیکھتے ہیں کہ فلاں فعل نمازی سے خشیت الٰہی اور خشوع کی وجہ سے پایا گیا ہے تو وہاں یہی حکم لگا دیتے ہیں کہ نماز فاسد نہیں ہوتی لہٰذا ہمارے سلسلہ عالیہ مجددیہ سیفیہ کے مریدوں میں نماز کی حالت میں جو مزکورہ بالا حرکات و افعال پائے جاتے ہیں۔ ان کی علت بھی خشیت الٰہی خوف خدا اور خشوع کا غلبہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ حکم یہاں بھی لگے گا کہ نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔ اگرچہ بے شمار حوالہ جات مزید پیش کئے جاسکتے ہیں بوقت ضرورت لیکن فی الحال خوف طوالت سے یہاں دس حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ اب اسی مسئلہ کے متعلق ذرا تفسیر روح المعانی ملاحظہ کریں۔

یہ عبارت ملاحظہ کریں جو ایمان کو تازہ کر دیتی ہے جس کا ایک ایک لفظ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے موجودہ طریقہ کی تائید کرتا ہے اور جس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہمارے سلسلہ کو جو لوگ نئی اختراع یا نئی ایجاد قرار دیتے ہیں وہ دراصل بے خبر ہیں یا غفلت کا شکار ہیں یا پھر تجاہل عارفانہ سے کام چلاتے ہیں اور یا پھر تعصب وعناد کی پٹی آنکھوں پر باندھ رکھی ہے۔ ان کو چاہیئے کہ یہ پٹی آنکھوں سے اتار کر مذکورہ حوالہ جات دیکھیں اور کتابوں کا مطالعہ فرمائیں اور قصہ کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ محض لکیر کے فقیر نہ بنیں۔ علماء دین کے شایان شان لکیر کا فقیر بننا نہیں ہے۔

مزید بر آں حوالہ نمبر (۱۱) علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”ان موسی ں اختار سبعین رجلا من اشراف قومه و نجباء هم اهل الاستعداد و الصفاء و الارادة و الطلب و السلوك فلما اخذتهم الرجفة ای رجفة البدن التی هی من مبادی صعقة الفناء عند طریان بوارق الانوار وظهور طوالع تجلیات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده و کثیرا ماتعرض هٰذه الحرکة للسالکین عند الذکر او سماع القرآن او مایتاثرون به حتی تتفرق اعضاء هم و قد شاهدنا ذلک فی الخالدین من اهل الطریقة النقشبندیة و ربما یعتریهم فی صلاتهم صیاح معه (الی ان قال) وقد کثر الانکار علیهم وسمعت بعض المنکرین یقولون ان کانت هٰذه الحالة مع الشعور و العقل فهی سوء ادب و مبطلة للصلٰوة قطعا و ان کانت مع عدم شعور و زوال عقل فهی ناقضة للوضوء و نراهم لا یتوضؤون و اجیب بانها غیر اختیارية مع وجود العقل و الشعور وهی کالعطاس و السعال و من هنا لا ینتقض الوضوء بل و لا تبطل الصلٰوة (الی ان قال) فلا یبعد ان یلحق ما یحصل من آثار التجلیات الغیر الاختیارية بماذکر و لا یلزم من کونه غیر اختیاری کونه صادرا من غیر شعور فان حرکة المرتعش غیر اختیارية مع الشعور بها و هو ظاهر فلا معنی للانکار۔ الخ“[100]

ترجمہ: سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ستر (۷۰) نجباء اور شرفاء کو چنا جو اسقدر صفاء ارادت اور طلب و سلوک والے تھے کہ جب ان کے بدن کو رجفہ یعنی کپکپی نے پکڑا جو حقیقۃً فناء کے مبادیات سے ہے جب انوار و تجلیات کی تجلیاں وارد ہوتی ہیں اور تجلیات صفات کا ظہور ہوتا ہے جیسے جسم پر کپکپی اور ارتعاد کا وارد ہونا۔ اور بہت دفعہ یہ حرکت سالکین کو عارض ہوتی ہے۔ ذکر کے وقت یا قرآن پاک کے سماع کے وقت یا اس چیز کے سننے کے وقت جو سامعین کو متاثر کرتی ہے۔ مثلاً (نعت خوانی و غیرہ) یہاں تک کہ ان کے اعضاء جسمانی بکھر جاتے ہیں یا قریب ہوتا ہے کہ ان کے

---

[100] (روح المعانی:ج:٣:ص:٨٦:الجزء التاسع)

اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور ایسی حالت کا مشاہدہ ہم نے حضرت خالد علیہ الرحمۃ کے پیر وکاروں میں کیا ہے۔ یا سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے سالکین میں اور بسا اوقات ان کو نماز کے اندر چیخ وپکار کی کیفیت طاری ہوتی ہے (یہاں تک کہ) ان پر انکار بھی بکثرت کیا گیا ہے اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے وہ کہتے ہیں: کہ اگر یہ حالت عقل و شعور کے ہوتے ہوئے ہوئی تو پھر یہ سوء ادب بھی ہے اور نماز کو باطل بھی کر دیتی ہے اور اگر یہ حالت عقل و شعور کے زوال کے بعد ہوئی تو پھر وضو کو توڑنے والی ہے۔ مگر ہم ان کو دیکھتے ہیں کہ یہ وضو نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حالت باوجود عقل و شعور کے قائم رہنے کے غیر اختیاری ہے جیسے چھینک اور جمائی انسان کو آتی ہے۔ عقل و شعور کے موجود ہوتے ہوئے بھی یہ غیر اختیاری ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور بعض شوافع نے نصًا فرمایا ہے کہ نمازی پر اگر نماز میں ضحک (یعنی کھل کر ہنسنا غالب) ہو جائے تو نماز باطل نہ ہوگی اور اس نمازی کو معذور قرار دیا جائیگا لہٰذا بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ سے حاصل ہونے والے غیر اختیاری اثرات کو (حکمی طور پر) چھینک اور جمائی سے ملحق قرار دیا جائے اور ان کے غیر اختیاری ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ عقل و شعور کے بغیر ہو۔ کیونکہ مرتعش کی حرکت باوجود شعور کے غیر اختیاری ہے اور یہ ظاہر ہے لہٰذا انکار کا کوئی معنیٰ نہیں۔[101]

سوال: صاحب روح المعانی نے اس مذکورہ: ص:۸۶: پر یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدوں کو ایسی صورت میں وضو کرنے اور نماز نئے سرے سے پڑھنے کا حکم دیتے تھے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسی کیفیت کے وارد کے بعد وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز

---

[101] (روح المعانی: ج۳ ص ۸۶)

بھی فاسد ہو جاتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت خالد وضو کرنے اور نماز کے اعادہ کا حکم نہ فرماتے۔ لہٰذا یہ عبارت تمہارے خلاف ہے۔

جواب: اس عبارت میں یہ جملہ موجود ہے کہ **سدا لباب الانکار** حضرت خالد اس وجہ سے وضو اور نماز کے اعادہ کا حکم نہ دیتے تھے کہ وضو اور نماز فاسد ہو گئی ہے یا ٹوٹ گئی ہے بلکہ منکرین کے انکار کا دروازہ بند کرنے کیلئے ایسا حکم دیتے تھے یہ اعادہ کا حکم احتیاطی تدبیر کے طور پر تھا شرعی حکم کے طور پر نہ تھا۔ لہٰذا وضو اور نماز کے ٹوٹنے کا نتیجہ نکالنا باطل و مردود ہے۔

سوال: روح المعانی کے مذکورہ: ص:۸٦: میں یہ عبارت بھی موجود ہے جو تمہارے خلاف ہے کہ:

”والحق ان مایعتری ھٰذہ الطائفۃ غیر ناقض الوضوء لعدم زوال العقل معہ ولکنہ مبطل للصلوٰۃ لما فیہ من الصیاح الذی یظھر بہ حرفان مع امور تأباھا الصلوٰۃ“ ۔

یعنی حق یہ ہے کہ صوفیاء وسالکین کے اس گروہ پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ ناقض وضو نہیں ہے یعنی وضو کو نہیں توڑتی کیونکہ اس حالت میں عقل زائل نہیں ہوتی لیکن یہ کیفیت نماز کو باطل کرتی ہے کیونکہ اس میں وہ چیخ و پکار ہوتی ہے جس میں دو حرف ظاہر ہوتے ہیں باوجود مزید چند ایسے امور کے جو نماز کے لائق نہیں۔

جواب: اس عبارت میں جس صیاح و چیخ و پکار کا ذکر ہے وہ محمول ہے اس صورت پر جب یہ صیاح و چیخ و پکار خشوع و خضوع اور خشیتِ الٰہی کے درجہ سے نہ ہو بلکہ کسی دنیاوی مصیبت و تکلیف کیوجہ سے ہو جیسا کہ سابقہ صفحات میں کتب فقہ حنفی کے معتبر حوالہ جات سے اس کی تفصیل گزر چکی

ہے لیکن اگر یہ چیخ وپکار محض خشیت اور خشوع وخضوع کیوجہ سے ہو تو پھر نماز باطل نہیں ہوتی جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر ودیگر معتبر کتب سے نقل کر دیا گیا ہے گزشتہ صفحات میں۔

حضرت سیدی ومرشدی ووالدی پیر طریقت رہبر شریعت شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی حنفی ماتریدی فرماتے ہیں کہ: ثبوتِ وجد اور تواجد حرکت غیر اختیاری جو صوفیائے کرام پر انوار وتجلیات کے غلبے کے باعث آتا ہے وجد کہلاتا ہے اور اگر تکلف کے ساتھ یہ حال اپنے اوپر کوئی لائے تو تواجد کہلاتا ہے۔ وجد اور تواجد کے ثبوت میں بے شمار آیتیں، احادیث اقوالِ فقہاء وصوفیاء وارد ہیں کہ جنہیں بیان کرنے سے ایک ضخیم کتاب بن جائے گی اور اتنی موٹی اور ضخیم کتاب کوئی نہیں دیکھتا لہٰذا عوام وخواص کو ہلاکت سے بچانے کیلئے یہ مختصر رسالہ مرتب کیا گیا ہے۔

حالِ وجد غیر اختیاری

جیسا کہ بادِ صرصر کے چلنے سے درخت جنبش وحرکت میں آ جاتے ہیں اس طرح طریقت کا سالک بھی جب اس پر انوار وتجلیات وفیوضات اور برکات غیبی توجہ شیخ کامل مکمل کے ذریعے غالب ہو جاتی ہیں تو یہ بے اختیار ہو جاتا ہے اور حالات غریبہ محمودہ ان پر غالب ہو جاتے ہیں عقل وشعور ان میں بطریقہ کمال موجود ہوتا ہے لیکن یہ اپنے اختیار میں نہیں ہوتے ہیں اس کی مثال عطس اور کھانسی کی طرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتی ہے۔

تواجد: روایت ہے کہ حضور پرنور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ صورت وسیرت میں مجھ سے مشابہ ہیں۔ "**اشبهت خلقي وخلقي**" تو اس خطاب کی لذت سے اٹھ کر رقص کرنے لگے اور رسولِ خدا صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اس طرح حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”انت اخونا و مولینا“ آپ ہمارے بھائی اور دوست ہیں اس پر وہ رقص کرنے لگے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر کوئی اعتراض وانکار نہ فرمایا۔[102]

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک صحابی سورۃ کہف کی تلاوت کر رہے تھے۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر گھوڑا بندھا ہوا تھا، جو کانپنے لگا اور بادلوں نے آکر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈھانپ لیا تو جب کبھی قرآن کی تلاوت کرتے تو گھوڑا چھلانگیں لگانے لگتا۔ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم سے یہ واقعہ بیان کیا تو نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: یہ تیرے دل کی تسلی کیلئے ہے جو قرآن شریف کی برکت سے نازل ہوئی۔[103]

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہیں۔ (رواہ احمد)

رسول اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کے وقت رویا کرو اگر رونا نہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت اختیار کرو۔ (مشکوٰۃ) کیونکہ رونا وجد کی ایک صورت ہے اور قصداً رونا عین تواجد ہے جو شرعاً جائز ماموروں مطلوب ہے۔

تواجد کا حال احادیث شریف میں موجود ہے جو تکلف اور اپنے اختیار سے لایا جاتا ہے جبکہ حال وجذب بے اختیار آتا ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اور بی بی زلیخا کا واقعہ: کہ زلیخا نے اپنے آپ کو تہمت سے بچانے کے لئے زنان مصر کو اکٹھا کیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں میوہ اور چھری تھمادی اور ان سے کہا کہ جب یوسف علیہ السلام تشریف لائیں تو آپ ان میووں کو کاٹ دینا۔ جب یوسف علیہ

---

[102] (مشکوۃ ص ۲۹۲ باب بلوغ الصغیر حاشیہ ۲۰ تفسیر احمدی ۲۰۲ بوادر النوادر ۴۰۶)

[103] (مشکوٰۃ: ص: ۱۸۴)

السلام تشریف لائے تو زنان مصر نے مدہوشی میں میووں کی جگہ اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں کیونکہ ان کے دل حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں مشغول تھے۔

حاشیہ پر لکھتے ہیں زلیخا بھی وہیں موجود تھی مگر شب و روز مشاہدہ جمال نے اس کو متحمل بنادیا تھا لہٰذا نہ تو وہ بے ہوش ہوئی نہ انگلیان کاٹیں اس لئے کہ وہ محبت کے انتہا میں تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت نے ان کے دل میں قرار پکڑ لیا تھا جبکہ دوسری عورتیں محبت کی ابتداء میں تھیں۔ [104]

یہی حال سالک مبتدی کا ہوتا ہے کہ ابتداء سلوک میں اس پر وجد و حال کا غلبہ رہتا ہے۔ جس طرح کہ زنان مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں تو کوئی بعید بات نہیں کہ عاشق الٰہی دوران وجد فوت ہو جائے۔ جیسا کہ بہت سے عشاق وجد و حال کے دوران وفات پا چکے ہیں۔ [105]

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے سینے پر ایک ضرب لگائی تو مجھ پر ایسا حال غالب ہوا کہ میرا تمام بدن گرم ہو گیا اور پسینے سے شرابور ہو گیا اور حال میرا یہ تھا کہ جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ [106]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم کی محبت میں تین دفعہ چیخ ماری اور بے اختیار ہو گئے۔ جب تیسری مرتبہ چیخ ماری تو زمین پر گر گئے۔

---

[104] (حاشیہ جلالین ص ۱۹۲ ج ۱ بحوالہ روح البیان)

[105] (وفات مولانا شاہ محمد حسین صاحب تکشف: ص ۱۹۰ وفات زرارہ بن اوفی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترمذی ص ۸۴ ج ۱)

[106] (مشکوۃ ص ۱۹۲ تکشف ص ۲۶۶)

حضرت شفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافی دیر تک میں نے اپنے اوپر تکیہ کر رکھا تھا۔ کچھ وقت کے بعد جب اختیار میں آئے تو مجھے حدیث بیان فرمائی۔ [107]

حضرت امیر المؤمنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ایک دن کسی سے یہ آیت إِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ (۷) مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ (الطور ۸) سن کر بڑی چیخ ماری اور بے اختیار ہو کر گر پڑے۔ اٹھا کر گھر لائے گئے۔ مسلسل ایک مہینہ تک بیمار رہے۔ [108]

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورت تکویر کی تلاوت کی جب آیت مبارکہ: "واذا الصحف نشرت" پر پہنچے تو بے اختیار ہو کر گر پڑے اور کافی دیر تک زمین پر (ہاتھ پاؤں) مارتے رہے۔ [109]

"جان لو کہ جذب اور وجد تین قسم کا ہے"۔

پہلی قسم کے وجد کی علامات یہ ہیں: زور سے چلانا، دوڑنا، زمین پر گر کر ہاتھ پاؤں مارنا، اعضاء کا ہلنا اور حرکت کرنا، آہ، اوہ، اف اور فریاد کرنا، خوشحالی و خوف یا شوق سے۔

یہ حال طریقے کے مبتدی کا ہے جس پر حال اور وجد کا غلبہ ہوتا ہے اور مجذوب اپنے کپڑے پھاڑ دیتا ہے حتیٰ کہ اس پر وجد اور جذب کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے عشق میں مستغرق ہو جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اعضاء ٹوٹ جائیں گے۔ [110]

---

[107] (ترمذی:باب الریاء:ص:۲۳۴۲:ص:۳۷:ج:۲:تکشف:ص:۴۸۱)

[108] (احیاء العلوم:ج:۲:ص:۲۹۷)

[109] (حدیقة الندیه:۱۰۹)

[110] (تفسیر احمد ۲۰۲، روح المعانی ج۳ص۶۰ تکشف ۶۶۲ حاشیه۲ ص۶۰۳ حاشیه ۱ رد المحتار ج۳ص۳۰۷ مجوعة الشامی ج۱ ص۱۷۲)

دوسری قسم کے وجد کی علامات یہ ہیں: چیخ مارنا، اور محبت و عشقِ الٰہی میں بے اختیار ہونا، دھاڑیں مارنا، زمین پر گرنا، اعضاء کا لرزنا اور مرتعش ہونا۔

یہ حال اور وجد متوسطین کا ہے جیسا کہ پہلی حدیث شریف بیان ہو چکی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ السلام کی محبت میں تین دفعہ چیخ ماری اور گر پڑے پھر کافی دیر تک اسی طرح بے اختیار پڑے رہے۔

تیسری قسم کے وجد کی علامات یہ ہیں: چیخ مارنا، بالوں کا کھڑا ہونا، بدن کا کانپنا، شوق اور محبت کے غلبہ کیوجہ سے آنسو بہانا رونا۔

اور یہ حالت وجد منتہی کا ہے جس کا ثبوت احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

اگر نماز کے اندر خشیت الٰہی کیوجہ سے کسی پر وجد وصیاح طاری ہو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ نماز بھی فاسد نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ اس وقت بھی باشعور اور ذی عقل ہوتا ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر نمازی نے نماز میں آہ اور اوہ اف کیا اور اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف مسموعہ پر مشتمل ہو جائے پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد و مصیبت کیوجہ سے یہ حالت پیش آجائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ پھر اس میں جزع اور افسوس کا اظہار ہے۔[111]

اور اگر مجذوب سے دوران وجد کفریہ الفاظ صادر ہو جائیں تو اس پر کوئی مواخذہ نہیں۔ اس لئے کہ اس پر انوار الٰہی غالب آگئے ہیں اور یہ مغلوب اور مسلوب الاختیار ہے۔[112]

---

[111] (ھدایۃ ج ا ص ۱۲۵، فقہ علی المذاھب الاربعۃ ج ا ص ۳۰۰ جزء ا رسائل ابن عابدین ج ا ص ۱۷۲)

[112] (کمال ایثم: مترجم خلیل احمد سھارنپوری۔ شارح بخاری ص: ۲۰۶: تربیت سالکین: ج: ا: ص: ۵۴۱: تکشف لمولوی اشرف علی تھانوی: ص: ۷۰)

اور اگر مجذوب کو کسی نے جذب سے روکا یا منع کیا تو یہ منع کرنے والا گناہ گار ہے بلکہ واجب تعزیر ہے۔[113]

اور اگر حالت مذکورہ مسجد کے اندر کسی پر غالب آجائے تو شریعت میں کوئی حکم و دلیل نہیں کہ مغلوب و مجذوب الحال کو روکا جائے یا منع کیا جائے کیونکہ وہ تو معذور ہے۔[114]

جبکہ ثبوت کے بارے میں دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ چند حبشی مسجد کے اندر نیزوں سے کھیل رہے تھے حضور علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے۔

محدثین فرماتے ہیں کہ یہ کھیل دراصل جہاد کی تربیت دینا تھا اور اس کا حکم بھی عبادات میں شامل ہے لہٰذا ذکرِ الٰہی عام اوقات میں جہاد سے افضل و بہتر ہے تو یہ بطریقہ اولیٰ کے ساتھ مسجد میں جائز اور مامور ہے اگر حرکت غیر اختیاری ساتھ میں ہو۔[115]

حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمن گبول طاہری اپنی کتاب راہِ حقیقت: ص:۱۰۸: میں وجد اور جذب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض صالحین عشق و محبت خداوندی اور ذکر اللہ میں محویت و فنائیت کے عالم میں دنیا و مافیہا سے بے خبر و لاتعلق ہو جاتے ہیں اور بے خودی کے عالم میں بلند آواز سے ذکر، تلاوت کرتے، حمد و نعت پڑھتے، گریہ وزاری کرتے، بلا اختیار آنکھوں میں آنسو بھر آتے، بدن پر لرزہ و کپکپی طاری ہو جاتی، کبھی دوڑتے زمین پر گرتے، لیٹتے جسم و جان کی پرواہ کئے بغیر درختوں اور دیواروں سے ٹکراتے، آگ میں کود پڑتے، انگارے تک اپنی جھولیوں میں اٹھا لیتے، سردی گرمی کی تفریق کئے بغیر کئی کئی گھنٹے پانی میں اچھلتے رہتے اور عموماً صحت پر بھی کوئی برا اثر نہیں

---

[113] (حاوی للفتاویٰ ص ۲۳۴ ج ۲ للسیوطی صاحب جلالین)

[114] (حاوی ص ۲۳۴ ج ۲)

[115] (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۲۸۰ معارف القرآن ج ۴ ص ۳۳۵)

پڑتا۔ یہ کوئی کہاوت، مبالغہ آمیز حقیقت یا محض مولف کا اپنے مشائخ کے یہاں مشاہدہ نہیں بلکہ قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک ایسے بیسیوں واقعات سینکڑوں افراد نے مشاہدہ کئے ہیں۔ مشہور محدثین اور فقہائے کرام نے ایسے واقعات پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ بقول محدث ابن قیم ذاکر کے جسم میں ذکر اللہ کی بدولت اس قدر قوت وطاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ بعض اوقات وہ ایسے کام کر لیتا ہے کہ بغیر ذکر کے اس شخص سے ایسے افعال کا صدور نہیں ہو سکتا۔

الغرض قرآن وحدیث اور کتب فقہ و فتاویٰ و تصوف میں غیر اختیاری طور پر کسی کیفیت ہونے کیلئے وجل، وجد، جذبہ، رقص اور اقشعرار کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور یہ ایک طرح کی عمدہ وصف ہے، تاہم بزرگی یا ولایت کی نہ تو دلیل ہے نہ ضروری۔

اسی طرح مشہور و معروف ماہر علم نحو و منطق حضرت سید میر شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے اوپر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اس عالم میں آپ کے سر سے دستار بھی گر پڑی۔ کافی دیر بعد جب سنبھلے اور آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا بڑے عرصہ سے یہ میرے دل کی خواہش تھی کہ کاش مجھے ایک ساعت ہی ایسی میسر آ جائے جس میں میری لوح مدرکہ (عقل وخرد) سے علمی نقوش (مختلف علوم عقلیہ کے خیالات) مٹ جائیں تو بہتر ہے۔ الحمد للہ آج مجھے وہ مطلوب ساعت میسر آگئی اور مجھے غیر معمولی سرور ولذت حاصل ہوا۔ [116]

---

[116] (رشحات: ص: ۸۲: مؤلفہ مفسر قرآن حضرت شیخ فخر الدین علی بن حسین المشہور واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ولی کی زیارت سے وجد: حضرت سلطان الاولیاء سید شاہ مردان شاہ اول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (چھٹے پیر صاحب پاگارہ جو کہ حضرت کوٹ دھنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب سے مشہور تھے) کے حالات زندگی میں مرقوم ہے کہ آپ دستور کے مطابق ۲۷ رجب کو مریدین کو زیارت سے مستفیض فرماتے اور نصیحت فرماتے تھے تو بہت سے فقراء پر وجد وحال طاری ہو جاتا تھا کئی بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے جبکہ گریہ وزاری تو جماعت میں عام ہوتی تھی۔[117]

ولی کے غائبانہ کلام سے وجد: حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے متعلق یہ مشہور ہے کہ آپ کو مطلق آواز یہاں تک کہ چکی کے پیسنے کی آواز پر بھی وجد ہو جاتا تھا۔ (کسانیکہ این پرستی کنند بآواز دولاب مستی کنند)

یہ حضرت ایک بار تھانیسر تشریف لے گئے جہاں ان کے ایک جولاہا مرید بھی رہتے تھے اور فقہی مسائل کے سلسلہ میں حضرت مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف رجوع کرتے تھے ایک مرتبہ مولانا موصوف نے فقیر صاحب مذکور کو فرمایا: تمہارے ناچنے والے پیر صاحب بھی تو آئے ہیں (اس سے ان کا مقصود شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کثرت وجد پر تنقید کرنا تھا) گو مولانا صاحب کے یہ کلمات ان کو شاق گزرے لیکن صبر کیا اور چلے آئے موقع مناسبت سے یہ بات حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی سنادی شاہ صاحب قدس سرہ نے سن کر فرمایا اگر آئندہ میرے متعلق یہ کلمات (ناچنے والے پیر) دھرائے تو ان کو کہنا وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔

چنانچہ دوسری بار جب فقیر صاحب کے سامنے مولانا صاحب نے مذکورہ کلمات دہرائے تو انہوں نے فوراً کہہ دیا کہ جی وہ ناچتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔ فقیر صاحب کی زبان سے یہ الفاظ

---

[117] (تاریخ پاگاران: ص: ۱۰)

نکلتے ہی مولانا جلال الدین قدس سرہ کی حالت دگرگوں ہوگئی۔ حالت وجد کا غلبہ ہو گیا اور کھڑے ہو کر ناچنے لگے۔

بالآخر یہی مولانا جلال الدین حضرت شاہ صاحب عبد القدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید بلکہ خلیفہ بنے۔ یہ کیا تھا۔ ایک اللہ والے کے غائبانہ کلام کا اثر و کمال۔[118]

سندھ کے مشہور ولی حضرت شاہ عبد اللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح حیات میں ہے کہ جب آپ حضرت شاہ عبد الکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بلڑی والے) کے عرس کے موقع پر تشریف لے گئے سماع کے وقت آپ پر وجد کا اس قدر غلبہ ہوا کہ اپنے کچھ کپڑے (قمیص یا عمامہ وغیرہ) اتار کر دوہے پڑھنے والے فقراء کی طرف پھینک دئے۔ یہ دیکھ کر دوسرے لوگوں نے بھی کپڑے ان کی طرف پھینکے۔ یہاں تک کہ اس قدر کپڑوں کا وزن ہو گیا کہ اونٹ ہی اٹھا سکتا تھا۔[119]

حافظ محمد ضامن صاحب نے کچھ قمریاں پال رکھی تھیں اور ان کے حق سرہ کی آواز پر بعض وقت بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔[120]

دار العلوم دیوبند میں وجد:

دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی دیوبندی کی اشرف السوانح (ص۶۴) کے حوالہ سے صاحب رہنمائے سالکین نے لکھاہے کہ دورانِ وعظ ان کے سامعین پر اکثر گریہ اور بعض پر وجد اس حد تک طاری ہوتا تھا کہ لوٹنے تڑپنے لگ جاتے تھے چنانچہ مدرسہ دار العلوم دیوبند کے بڑے جلسہ دستار بندی میں حضرت مولانا موصوف کے وعظ میں ایک صاحب پر اس قدر شدید

---

[118] (رسالہ الظاہر: ص: ۲۴: مطبوعہ مکتبہ تھانوی الابقاء کراچی)

[119] (بھٹ دھنی: ص: ۵۶)

[120] (حاشیہ انوار قاسمی: ص: ۱۳۴)

کیفیت وجد طاری ہوئی کہ وہ کسی طرح فرو نہ ہوئی یہاں تک کہ وعظ کا مجمع ہی باطل درہم وبرہم ہو گیا اور وعظ ناتمام ہی رہا۔

نیز اس کتاب کے ۱۳۱، ۱۳۰ پر مولانا خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب نے دار العلوم کانپور کے ایک طالب علم کا واقعہ لکھا ہے کہ بوستان کے درس میں

بہ مجنون کسے گفت کہ ایک نیک پے　　　　چہ بودت کہ دیگر نیائی بے

اشعار سن کر وجد میں آ کر لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہوئے زور زور سے بھاگتے ہوئے بازار کی طرف نکل گئے جو ملتا اس سے یہی کہتے یہاں تک کہ ہندووں سے بھی لا الہ الا اللہ کہلوایا۔ نماز عصر کا وقت ہونے پر کہنے پر وضو تو کر لیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے لیکن نماز عجیب طرح کی پڑھی کہ بجائے اللہ اکبر کے آہ آہ کہتے تھے اور بجائے تلاوت کے عشقیہ اشعار پڑھتے تھے۔ حالانکہ اس سے قبل انہیں کبھی اشعار پڑھتے ہی نہ سنا گیا۔ اس نماز میں انہوں نے سجدے بھی بے تعداد کئے۔ رات بھر یہی کیفیت رہی دوسرے روز جب کانپور کے درویش میاں خاکی شاہ سے کیفیت سلب کرائی گئی تو رات کو خواب میں اس طالب علم کو رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ اس فقیر سے کہہ دینا کہ کیا تیری کم بختی آئی ہے کہ ایسی نعمت کو سلب کرتا ہے؟ (تلخیص رہنمائے سالکین)

ولی کامل حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تہجد کے لئے اٹھے کہ بانسری کی آواز سنی بے تاب ہو کر گر پڑے، جس سے دست مبارک پر چوٹ آ گئی۔ تو فرمایا: کہ لوگ ہمیں بے درد کہتے ہیں، بے درد تو وہ خود ہیں جو سماع کی تاثیر پر صبر کرتے ہیں۔ [121]

---

[121] (مقامات مظہری مترجم: ص: ۳۴۹)

طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مرشد کامل سید السادات حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کو اعلیٰ درجہ کا استغراق حاصل تھا۔ چنانچہ پندرہ سال تک افاقہ نہ ہوا۔ مگر نماز کے وقت نماز ادا کرتے پھر مغلوب الحال ہو جایا کرتے تھے۔[122]

نیز اوائل حال میں (حضرت مرزا شہید قدس سرہ) کی توجہ شریف کی تاثیر سے لوگ بے تاب ہو جاتے اور کمال استغراق کی وجہ سے بیخود ہو کر گر پڑتے اور شوق کی حرارت دلوں کو راہ سلوک پر امادہ کرتی اور محبت کی جاذبہ سے مقامات طے کرتے۔[123]

چنانچہ آپ کے خلیفہ حضرت محمد احسان مقام جزبہ کی شورش اور بے تابی کی وجہ سے ارباب حلقہ و ذکر کی معیت اور طمانیت میں تشویش پیدا کرتے آپ نے انہیں اعلیٰ مقام میں جہاں پر باطن کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ بطور طغرہ پہنچادیا۔ فورًا وہ گھبراہٹ اور شورش جاتی رہی اور ان کی باطنی نسبت پر اور طرح سے حالات وارد ہونے لگے۔[124]

فائدہ: حضرت مرزا جان جاناں مظہری شہید قدس سرہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ شورش و جذبہ کمال کی علامت نہیں، کمال کا مقام اس کے بعد ہے۔

توجہ سے وجد: نیز مقامات مظہری: ص۵۹۵ میں ہے کہ ایک بار نماز فجر کے بعد ذکر و مراقبہ سے پہلے آپ نے یہ فرماتے ہوئے مولوی کرامت اللہ صاحب پر توجہ فرمائی۔ کہ بحق بہاء الدین میں تجھے بے محنت دونگا۔ بقول مولوی صاحب مذکور میں بے ہوش ہو گیا۔ گویا میرا دل سینہ سے باہر نکل گیا ہے۔ مدت بعد ہوش میں آیا تو آپ حلقہ سے فارغ ہو چکے تھے اور میں دھوپ میں تھا۔

---

[122] (ص ۲۴۱ مقامات مظھری)

[123] (ص ۳۱۰ حوالہ مذکورہ)

[124] (ص ۳۱۲: حوالہ مذکور)

مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتانی صاحب انوار شریعت المعروف ”جامع الفتاویٰ جلد دوم: ص۱۸۸“ پر ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں رقص اور وجد ایک بے اختیاری حالت ہے جو طالب علم پر آتی ہے جس کو شارع علیہ السلام نے جائز رکھا ہے۔ چنانچہ شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے فتاویٰ میں بچند وجوہ جائز فرمایا ہے اور وہ یہ ہے: مقصود از فرمائش محبت حضرت منعم و اطاعت اوست و ایں محبت را بسیار اقسام است و حکم بچند سبب مختلف میشود یکے اسباب محرک ایں محبت دوم مقتضائے دورہ سوم فیض مرشد آں چہارم امزجہ محباں بایں سبب گونہ گوں طریقہ برائے اظہار محبت پیدا میشود و حق تعالیٰ چندیں درجات جنت کہ پیدا کردہ است برائے اختلاف امزجہ و احوال اہلِ جنت است۔ جماعت رای الحقیقت شورشے در دل پیدا مے شود کہ بمثل خفقان از محافظت ادب معقول و مشروع عاجزی آئیند۔ صحابہؓ کرام و تابعین عظام را بہ سبب غلبہ انوار نبوت و انوار قرآن مجید ایں احوال طاری تمیشد۔ چوں نظر خلق بر احوال قلب افتاد بذکر و شغل کہ لطیفہ قلب بہوش مے آرد مشغول شدند۔ گوں ناگوں احوال از انواع دیگر پیدا شد بعضے او در مزاج غلبہ لذت حسن سماع بود۔ ہمراہ آن غلبہ نسبت باطن میشود۔ بعضے را بالعکس زیرا کہ نسبت ایشان سکون و اطمینان و استغراق بودہ است و بعضے را نسبت ابتہاج و انبساط بدریافت وصل محبوب حقیقی شد و بعضے را بملاحظہ غایت تنزیہہ حسن ابدی لازم حال گشت بالجملہ مردن بعضے ازیں حادثہ شوق دلیل صریح است بر شدت ہیجان محبت الٰہی و استیلائے آن بر قلب ایشان میں اعتراض بر ہیچ یکے ہر گز نیاید کرد۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد　　　میلش اندر طعنہ پاکان کند

ظاہر است کہ اوقات لیل ونہار چہ قدر تفاوت وارد۔ الخ، اور علاوہ اس کتاب وجیز الصراط: ص:۱۴۰: سطر اول علامہ ابن جیون بایں طور اس کے جواز پر دلیل تحریر فرماتے ہیں:

”والرقص ومما یوکد جواز الرقص ما ذکر فی مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ قال اتیت النبی صَلی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ وَسلَّم انا وجعفر وزید فقال علیہ السلام لزید انت مولای فحجل وقال لجعفر انت اشبھت خلقی وخلقی فحجل ثم قال لی انت منی فحجلت والحجل رقص خاص والعام جزء الخاص فاذا جاز نوع من الرقص جاز مطلقه۔ الخ“

ترجمہ: اور رقص کی بابت جس سے اس کی تائید ملتی ہے یہ کہ جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی مسند میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ میں اور زید اور جعفر حضور صَلی اللہ تعالٰی علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور آپ نے زید کو فرمایا ”انت مولائی“ پس میں رقص میں آیا پھر آپ نے جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو فرمایا: ”انت اشبھت خلقی وخلقی“ تو اس پر حضرت جعفر رضی اللہ تعالٰی عنہ رقص میں آئے اور پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ: ”انت منی“ تو آپ کے فرمانے سے میں بھی رقص میں آیا۔ اور رقص خاص ہے اور عام خاص کی جز ہوا کرتی ہے جب نوع رقص کا جواز ملتا ہے تو مطلق بھی جائز ہوا۔ اور قرآن مجید سورۃ بنی اسرائیل کے اخیر میں مومنوں کی تعریف میں فرماتا ہے کہ جب مومن قرآن مجید سنتے ہیں تو وہ بے اختیار ہو کر گر پڑتے ہیں: وھو ھٰذا: وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا (الاسراء ۱۰۹) یعنی گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل روتے ہوئے اور زیادہ کرتا ہے ان کو بلحاظ خشوع کے۔

پس ان دلائل قاطع سے معلوم ہوا کہ اہل دل کا رونا اور رقص بے اختیار کرنا جائز ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں جو باختیار خود ناچتے کودتے ہاتھ پاؤں مارتے اور ہاہو کرتے ہیں اور مزامیر سے رقص

وسرور کرتے ہیں اور کنجروں اور ڈوموں سے غنا سنتے ہیں اور نمازوں کی کچھ پروا نہیں کرتے، یہ سب امور بے شک باتفاق علمائے دین حرام وناجائز ہیں چنانچہ فتاویٰ نورالھدیٰ: ص:۴۲۷: پر بایں طور ہے:

”الرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لا یجوز القصد و الجلوس الیه۔“ [125]

جذب اور وجد اور تواجد دو قسم کے لوگوں پر آتا ہے ایک صوفیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہوتے ہیں شریعت کے پابند ہوتے ہیں۔ ان سے جذب وجد اور تواجد ظاہر ہونا محمود ہے باعث ثواب ہے۔ ایک ہے متصوفہ جو بناوٹی پیر ہوتے ہیں۔ شریعت کے مخالف ہوتے ہیں۔ پانچ وقت کی نمازیں ادا نہیں کرتے چرس وغیرہ بھی پیتے ہیں۔ داڑھی وغیرہ بھی بالکل صاف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو صوفیاء کہتے ہیں فقہاء کرام نے جو حرام کہا ہے وہ اشارہ ان متصوفہ کی طرف ہے جو کہ خلاف شرع ہیں۔

اسی طرح پیر طریقت علامہ مولانا محمد ظفر عباس محمدی سیفی اپنی کتاب مخزن طریقت: ص:۱۰۲: میں وجد اور تواجد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وجد: وجد ایک ایسا روحانی جزبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باطن انسانی پر وارد ہو جس کے نتیجہ میں خوشی یا غم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس جزبہ کے وارد ہونے سے باطن کی ہیئت بدل جاتی ہے اور اس کے اندر رجوع الی اللہ کا شوق پیدا ہوتا ہے گویا وجد ایک قسم کی راحت ہے یہ اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کی صفات نفس مغلوب ہوں اور اس کی نظریں اللہ تعالیٰ کی طرف لگی ہوں۔

کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وجد کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ یہ وہ غم ہے جو محبت میں ملتا ہے اس لئے بیان سے باہر ہے وجد نیز

---

[125] (انوارِ شریعت ج ۹ ص ۱۸۸)

وجد طالب اور مطلوب کے درمیان ایک راز ہے جسے بیان کرنا مطلوب کی غیبت کے برابر ہے وجد عارفوں کی صفت ہے۔

تواجد: عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ذکر اور فکر سے وجد کو حاصل کرنا تواجد کہلاتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ تواجد وجد لانے میں ایک تکلف ہوتا ہے اور یہ انعامات و شواہد حق کو دل کے حضور پیش کرتا ہے اور محبوب کے وصال کا خیال اور انسانی آرزوؤں کا جوش میں آتا ہے۔ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے فرمایا: ”جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرتا ہے وہ اسی سے ہوتا ہے“ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے فرمایا: ”جب تم قرآن پڑھو تو رویا کرو، اگر رونا نہ آئے تو تکلف سے رویا کرو۔“ اور یہ حدیث تواجد کے مباح ہونے پر گواہ ہے۔ (کشف المحجوب)

وجد قرآن حکیم کی روشنی میں

(۱): لَوْ أَنْزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَى جَبَلٍ لَرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُتَصَدِّعًا مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ (الحشر ۲۱)

ترجمہ: اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو ایک پہاڑ پر تو ضرور تو دیکھتا اسے جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ تعالیٰ کے خوف سے۔

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد کے متعلق لکھتے ہیں۔

اور جہاں تک وجد کا تعلق ہے جو اہل صلوٰۃ و اہل قرآن صالحین پر طاری ہوتا ہے تو یہ حلال اور جائز ہے اس میں ہمارے علماء میں سے کسی کا اختلاف نہیں جبکہ اس کا مقصد صرف رضا الٰہی کا حصول

ہو اور خوف آخرت سے ذکر کرتے ہوں اس طرح یہ سب محمود اور غیر مذموم ہے اور اسی معنیٰ کے لحاظ سے تواجد اور رقص بھی غیر مذموم ہے۔[126]

(۲): فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا (الاعراف ۱۴۳)

”پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش کر گر پڑے۔“

تفسیر: ممشاد الدینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی زیارت کی میں نے پوچھا: یارسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم سماع پر انکار کرتے ہیں۔ حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی بھی چیز بری نہیں لگتی لیکن ان لوگوں سے کہہ دو کہ سماع کا افتتاح اور اختتام قرآن پاک کی تلاوت سے کریں۔

(۳): وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ سَبْعِينَ رَجُلًا لِمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ (الاعراف ۱۵۵)

ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ستر آدمیوں کو ہمارے عہد کیلئے منتخب کیا جب زلزلہ نے آلیا۔

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے اشراف سے ستر ایسے افراد کا انتخاب کیا جو صاحبانِ استعداد اور سلوک تھے۔ جب ان پر تجلیات کا ظہور ہوا تو ان کے جلد اور بدن حرکت کرنے لگے۔ اور ان کو زلزلے نے آلیا۔ یعنی وہ کانپنے لگے اور کانپنا جو بدن پر تجلی صفاتیہ اور انوار و خوارق کے ظہور کے سبب

---

[126] (تفسیر مظہری ص ۲۴۹)

سے ہوتا ہے جو بدن پر بال کھڑے ہونے اور بدن کی حرکت سے عبارت ہے ایسی حالت اکثر سالکین پر ظاہر ہوتی ہے جو قرآن کی تلاوت کرنے سننے یا اشعار سننے سے آتی ہے قریب ہے کہ اس سے ان کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ (وہ اشعار جن میں رسول اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی صفت کی گئی ہو یا اولیائے کرام کی مدح پر مشتمل ہوں) اور ہم نے یہ مشاہدہ کیا ہے۔ حضرت خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں جو طریقہ نقشبندیہ میں تھے اور نماز کے دوران یہ حالت عارض ہونے کیوجہ سے اکثر وہ نماز میں چیختے تھے۔ اسی وجہ سے بعض سالکین نماز کا اعادہ کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے ان لوگوں پر بہت انکار کیا جاتا ہے اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل وشعور کی موجودگی کے باوجود عارض ہو جائے تو یہ بے ادبی ہے اور اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اگر یہ حالت عقل وشعور کی عدم موجودگی میں آ جائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ وضو نہیں کرتے۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں جن کا خیال کہ وجد اور اس حالت سے نماز اور وضو دونوں ٹوٹ جاتے ہین کہ یہ حالت غیر اختیاری ہے۔ عقل وشعور کے ساتھ اس کی مثال کھانسی اور چھینک جیسی ہے اس لئے اس سے نہ تو نماز باطل ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹتا ہے۔[127]

(۴): فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ (یوسف ۳۱)

ترجمہ: جب عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا اس کی بڑائی بولنے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں اللہ تعالیٰ کیلئے پاکی ہے۔

---

[127] (تفسرروح المعانی: ۹: ص: ۸۶: ج: ۳)

حضرت افندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ایک دفعہ علاو الدین الخلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بروسہ شہر میں وعظ کیلئے منبر پر بیٹھ گئے بہت سارے لوگ ان کی تقریر سننے کیلئے جمع تھے۔ حضرت خلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بار کہا: یا اللہ پوری جماعت پر ایک حالت طاری ہوئی اور رقص کرنے لگے قریب تھا کہ اس کی آہ وبکاء سے نہ لوٹتے۔[128]

(۵) اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ (الزمر ۲۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی نے سب سے اچھا کلام نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

تفسیر: قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں یعنی اللہ کی رحمت اور عموم مغفرت کا جب وہ ذکر کرتے ہیں تو اس ذکر کی وجہ سے ان کے دلوں میں سکون اور اطمینان پیدا ہو جاتا ہے ذکر اللہ کے ساتھ رحمت کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اصل تو رحمت ہی ہے۔ اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ الی ذکر اللہ میں الیٰ بمعنی لام ہے یعنی اللہ کے ذکر کی وجہ سے لیکن ذکر کے اندر چونکہ سکون واطمینان کا مفہوم داخل ہے اس لئے بجائے لام کے الیٰ کہا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جب قرآن میں آیاتِ وعید کا ذکر آتا ہے تو مؤمنوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جلد بدن سکڑ جاتے ہیں اس میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے اور جب آیات وعدہ کا ذکر آتا ہے تو کھال کا انقباض جاتا رہتا ہے۔ کھالیں نرم ہو جاتی ہیں اور دلوں میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ کتاب کی صفت مثانی بیان کی تھی یعنی

---

[128] (تفسیر روح البیان: ج: ۱، ۲: ص: ۳۹۸)

اس میں فرمانبرداروں کیلئے وعدہ ثواب اور نافرمانوں کیلئے وعید عذاب کا بار بار ذکر ہے اس آیت میں وہ اثر بیان کر دیا جو وعدہ وعید سے مؤمنوں پر پڑتا ہے۔[129]

(٦): أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللهِ (الحدید ١٦)

ترجمہ: کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کیلئے کہ گڑ گڑائیں۔ ان کے دل اللہ کی یاد سے۔

تفسیر: اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں یعنی حقیقت میں مؤمن مؤمن نہیں ہوتا مگر خشوعِ قلب کے ساتھ اور رونا اور بے اختیار گرنا یعنی وجد و حال کے باعث زیادتی خشوع قلب کا ہے۔[130]

وجد حدیث شریف کی روشنی میں

حضرت عقبی بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شفیا الاصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ: میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ میں نے ایک آدمی دیکھا۔ جس کے ارد گرد بہت سے لوگ جمع ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ لوگوں نے جواب میں کہا یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں شفیا الاصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب بیٹھ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو حدیث بیان کر رہے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ چلے گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیلے ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ مجھے ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم سے سنی ہو اور آپ کو یاد ہو۔ آپ نے فرمایا: میں تم کو ایک ایسی حدیث بیان کرونگا جو مجھے نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے بیان کی ہے جو میں نے سمجھی اور یاد کی ہے۔ جب آپ سردار کونین صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے

---

[129] (تفسیر مظھری ج ١٠ ص ١٦٢)

[130] (تفسیر کبیر ج٨ ص ٩٣)

اسم شریف کو پہنچ جاتے تو بے ہوش ہو جاتے۔ پھر بیدار ہوتے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے کو مسح کرتے۔ [131]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: جب رب کریم نے اپنے نبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم پر یہ آیت نازل کی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو: اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

یہ آیت ایک دن نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے اپنے اصحاب کے سامنے تلاوت کی ایک نوجوان لڑکا سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے اس کے دل پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا۔ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: کہو "لا الہ الا اللہ" اور اس کے ساتھ ہی جنت کی خوشخبری سنائی۔ [132]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ترجمہ: اور جہنم کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ پھر فرمایا: یہ آگ ہزار سال تک جلتی رہی کہ سرخ ہو گئی پھر ہزار سال تک (جلتی رہی) جل کر سفید ہو گئی۔ پھر ہزار سال تک جل کر سیاہ ہو گئی۔

نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے ساتھ ایک کالا آدمی تھا اس نے چیخ مار کر رونا شروع کر دیا۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمایا: "یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم" آپ کے سامنے والا کون ہے؟ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: کہ یہ حبش کا

---

[131] (جامع الترمذی ج٦ ص ١ ٦ ١ ابواب الزھد)

[132] (الترغیب والترھیب: ج: ۴: ص: ۲۳۳)

ایک آدمی ہے۔ آپ نے اس کی اچھی صفت و مدح بیان فرمائی اور پھر فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: کسی آنکھ سے میرے خوف کی وجہ سے آنسو نہیں بہتا مگر میں ضرور جنت میں اس کیلئے ہنسنا زیادہ کرونگا۔ [133]

حدیث میں ہے کہ: رقص کیا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے سامنے اس وقت جب آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے خطاب کیا تو اس خطاب کی لذت کیوجہ سے کیا۔ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے اس کے رقص کرنے پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اور یہی صوفیاء حضرات کیلئے وجد ورقص کی دلیل ہے اور ذکر کے جلسوں میں کھڑا ہونا اور وجد و تواجد اور قص کرنا بالتحقیق صحیح ہے اور یہ قول بڑے بڑے ائمہ دین سے ثابت ہے۔ [134]

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے بنی آدم کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو اس سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح خشک درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ [135]

حدیث شریف میں حضرت داؤد علیہ السلام کی اچھی صفت بیان کی گئی ہے کہ داؤد علیہ السلام اتنے خوش آواز تھے کہ آپ علیہ السلام کی مجلس سے چار صد یا اس کے قریب جنازے اٹھائے جاتے تھے۔ [136]

---

[133] (الترغیب والترھیب ج۴ص۲۳۳)

[134] (الحاوی للفتاوی ج۳ص ۲۳۴ مکتبہ مصریہ)

[135] (الترغیب والترھیب:ج:۴:ص:۲۳۴)

[136] (احیاء العلوم ج ۲ ص ٢٦٦)

(وقودھا الناس والحجارۃ) نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی جب یہ آیت ایک نوجوان نے سنی تو اللہ کے خوف سے بے ہوش ہو گیا۔ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے نوجوان کا سر شفقت کی وجہ سے اپنی گود مبارک میں رکھا۔ [137]

روایت کی گئی ہے کہ زراۃ بن اوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ایک مشہور تابعی تھے۔ آپ لوگوں کو مقام رقہ میں امامت کروایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے نماز میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: (فاذا نقر فی الناقور) تلاوت فرماتے ہی آپ نے چیخ ماری اور محراب میں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ [138]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک لڑکا تھا جو پہاڑ پر رہتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی ماں سے کہا: کہ آسمان کس نے پیدا کیا ہے اس کی ماں نے جواب دیا: اللہ عز وجل نے پیدا کیا ہے پھر اس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ [139]

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلْكًا كَبِيرًا (الانسان ۲۰) تو ایک حبشی نے کہا: یا رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کیا میری آنکھیں جنت کی نعمتیں اس طرح دیکھیں گی جس طرح آپ کی آنکھیں دیکھتی ہیں؟

---

[137] (الترغیب والترھیب: ج: ۴: ص: ۴۷۴)

[138] (الترغیب والترھیب: ج: ۴: ص: ۲٦۲)

[139] (احیاء العلوم:: ۲۷۹: ۳)

نبی کریم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے فرمایا: ہاں! اس حبشی نے رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر گئی، اور فوت ہو گئے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم کو دیکھ رہا تھا کہ حبشی کو قبر میں رکھ رہے تھے۔ [140]

حضرت ابو ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حجرے میں حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ بیٹھے تھے تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ روئیے یعنی اگر رونا نہیں آتا تو ایسی شکل اختیار کریں جس طرح کوئی زور سے روتا ہے اگر آپ کو معلوم ہوتا تو تم میں سے ہر ایک نماز میں اتنا قیام کرتا کہ اس کی کمر ٹوٹ جاتی اور اتنا روتا کہ اس کی آواز رونے کیوجہ سے ختم ہو جاتی۔ [141]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ (التکویر ۱) سے وَإِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ (التکویر ۱۰) تک تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

ایک دن ایک مقام پر سے گزر رہے تھے اور صاحب مکان نماز میں مشغول تھا۔ نماز میں یہ آیت کریمہ، إِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ (۷) مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ (طور ۸) تلاوت کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری سے اترے اور ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر دیر تک کھڑے رہے اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر تشریف لائے اور ایک مہینے تک بیمار رہے، لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیمار داری کیلئے آتے تھے، لیکن کسی کو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری معلوم نہ ہوئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس چیز سے بیمار ہیں۔ [142]

---

[140] (الترغیب والترھیب ج۴ ص ۳۹۹)

[141] (الترغیب والترھیب: ج:۴: ص: ۲۳۱)

[142] (احیاءالعلوم ۴:۱۸)

روایت کی گئی ہے کہ انصار کا ایک نوجوان جس کے دل میں دوزخ کا خوف داخل ہوا تھا جس کی وجہ سے روتا تھا۔ اور اس کے باعث گھر سے نکلتا نہ تھا۔ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نوجوان کے گھر تشریف لائے اور نوجوان کے ساتھ معانقہ کیا۔ وہ نوجوان مر کر گر گیا سردار کونین صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے فرمایا کہ اپنے دوست (یعنی نوجوان) کیلئے کفن کا انتظام کریں۔ [143]

ارشادِ نبوی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے وہ اس وقت تک آگ میں نہیں ڈالا جائے گا جب تک کہ دودھ تھن میں واپس داخل نہ ہو۔ یعنی جس طرح دودھ کا تھن میں واپس داخل ہونا محال اور ناممکن ہے اس طرح اس شخص کا جہنم میں داخل ہونا ناممکن ہے اسے تعلیق بالمحال کہتے ہیں)

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ رویا کرتے تھے۔ تلاوت کے دوران بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے۔ [144]

وجد فقہاء و مشائخ رحمھم اللہ تعالیٰ کی نظر میں

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ دورانِ وجد بے قابو ہو جاتے ہیں اور وجد میں گھومتے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

نیز فرمایا: ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں چھوڑ دو کیونکہ طریقت نے ان کے دل کاٹ دیئے ہیں اگر تم ان کی لذت سے آشنا ہو جاؤ تو چیخنے چلانے اور کپڑے پھاڑنے میں ان کو معذور سمجھو گے۔

---

[143] (الاحیاء ۱۸۱:۴)

[144] (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۹۹۹)

ترجمہ اشعار: وجد میں کوئی گناہ نہیں اگر حقیقی ہو یا ظاہری بشرطیکہ خالص اللہ کیلئے ہو۔ حقیقی وجد سماع یا دوسرے لوازمات کا محتاج نہیں ہوتا کیونکہ ایسے شخص کو دائمی لذت اور خوشی حاصل ہو جاتی ہے۔ ایسے لوگ بھاگتے رہیں ایک پاؤں پر چلیں یا سر کے بل چلیں اس میں کوئی گناہ نہیں۔[145]

تحقیق اور دلائل کے لحاظ سے اس مسئلے کا قطعی جواب صاحبِ عوارف المعارف مصنف احیاء العلوم اور علامہ ابن کمال پاشا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ہے وہ فرماتے ہیں: کہ وجد اور تواجد میں کوئی گناہ نہیں اگر یہ خالص رضائے الٰہی کیلئے ہوا اور جو عارفین باللہ ہیں اور ہمیشہ نیک کام کرتے ہیں اور ایسے سالکین جو اپنے آپ کو اعمال قبیحہ سے بچاتے ہیں۔ اور جب عشقِ الٰہی ان پر غالب آ جاتا ہے تو یہ لوگ بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں اور محبتِ الٰہی میں مستغرق ہو جاتے ہیں۔[146]

خیر النساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: ایک دن موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سامنے ایک حکایت بیان فر رہے تھے۔ کہ اس دوران ایک شخص پر وجد طاری ہوا اور چیخ ماری حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو ڈانٹا۔ اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ: اے موسیٰ علیہ السلام اس شخص نے میری محبت میں چیخ ماری آپ کو کیونکر انکار ہے۔[147]

بعض صوفیائے عظام پر جب خوفِ الٰہی غالب آ جاتا ہے تو وہ رونے لگتے ہیں اور ان کے اعضاء حرکت کرتے ہیں جیسا کہ حضور پاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم جب رات کو نماز پڑھتے تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسَلَّم کے سینے مبارک سے ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز آتی۔[148]

---

[145] (رسائل ابن عابدین: ج: ۱: ص: ۱۷۲، ۱۷۳)

[146] (فتاوی شامی: ج: ۱: ص: ۳۳۷)

[147] (علامہ عبدالوہاب شعرانی: انوار القدسیہ: ج: ۱: ص: ۱۸۵)

[148] (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۹۹)

جناب ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: اشعار اور سماع ہر وقت نفع بخش ہے خاص کر ضعیفوں کیلئے مفید ہے اس لئے کہ سماع سے ہر عضو پر خاص اثر ہوتا ہے آنکھیں اس کے اثر سے روتی ہیں زبان پر اثر ہو تو وہ چیخ مارتی ہے۔ ہاتھ متاثر ہو تو کپڑے پھاڑے جاتے ہیں اور چہرے پر تھپڑ مارا جاتا ہے اور جب پاؤں پر اثر ہو تو رقص کرنے لگتے ہیں۔ [149]

منقول ہے کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وعظ کیلئے کرسی پر تشریف فرما ہوئے تقریر انواع علوم پر ہوتی تھی۔ حاضرین حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے خاموش بیٹھے رہتے۔ اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے (مضی القال و عطفنا بالحال) اس جملے کے ساتھ ہی حاضرین پر وجد طاری ہو جاتا کچھ رونے لگتے بعض کپڑے پھاڑنے شروع کر دیتے اور بعض بے ہوش ہو کر جان دے دیتے۔ [150]

یعنی جو شخص سماع اور وجد کے اثرات سے انکار کرتا ہے۔ تو یہ اس کی اپنی کوتاہ علمی ہے۔ اس شخص کے پاس وہ علم نہیں جس کے ذریعے وہ صوفیائے کرام کے احوال جان سکے ایسے شخص کی مثال اس ہیجڑے (نامرد) کی طرح ہے جو اپنی نامردی اور قوتِ شہوت کی عدم موجودگی کے باعث لذتِ جماع سے انکار کرے۔ [151]

صوفیائے کرام ایک مجلس میں ذکرِ الٰہی میں مشغول ہوتے ہیں اس مجلس میں ایک شخص پر وجد طاری ہو جاتا ہے اور وہ اٹھتا ہے خواہ یہ جذب اختیاری ہو یا بے اختیار کیا یہ جذب جائز ہے یا نہیں اور کیا لوگوں کو منع کرنا چاہیئے یا نہیں؟

---

[149] (انوار القدسیہ ج ا ص ۱۸۶)

[150] (شیخ عبد الحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: اخبار الاخیار)

[151] (علامہ شعرانی انوار القدسیہ ج ا ص ۱۸۵)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وجد سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بعینہ یہ سوال شیخ الاسلام سراج الدین البلقینی سے پوچھا گیا۔

انہوں نے جواب دیا کہ اس سے انکار نہیں ہے اور جو لوگ ان کو منع کرتے ہیں ان کو تعذیر شرعی دینی چاہیئے۔ علامہ انباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ سے یہی سوال پوچھا تو انہوں نے یہی جواب دیا۔

مزید فرمایا: صاحب الحال مغلوب ہوتا ہے اس سے منکر محروم ہے۔ یہ لوگ وجد کی لذت سے نا آشنا ہیں۔ یہی جواب حنفیہ اور مالکیہ کے علماء نے بھی دیا ہے اور مذکورہ جوابات کی تائید کی ہے مخالفت نہیں۔[152]

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ جب برکات اور تجلیات کی بارش بکثرت ہوتی ہے اور صوفی کا حوصلہ تنگ اور استعداد کمزور ہوتی ہے تو (صوفی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے) بیہوشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ظرف وسیع تھے اور صحبت رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم کی برکت سے استعداد قوی تھی۔ اس کے باوجود برکات کی کثیر بارش کے ان پر بے ہوشی طاری نہیں ہوتی تھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے علاوہ دوسروں کو یہ چیز میسر نہیں اس لئے دو وجوہ سے ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ یا نزولِ برکات ہی کم ہوتا ہے یا ان کا ظرف تنگ ہوتا ہے اور حوصلہ میں سمائی نہیں ہوتی۔

ایک دن امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں امام کے پیچھے ماہ رمضان میں عشاء پڑھ رہے تھے امام نے سورہ بنی اسرآئیل کی یہ آیت (۸۶) تلاوت فرمائی: وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا

---

[152] (حافظ جلال الدینسیوطی فی لحاوی للفتاویٰ ج: ۲: ص: ۲۳۴)

إِلَیْکَ(اسرائیل ٨٦)تو حضرت امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وجد کی وجہ سے ایک چیخ ماری۔ لوگوں نے یہ خیال کیا کہ امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وفات پا گئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور باقی اعضاء حرکت میں آ گئے۔[153]

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سجدوں میں لوگوں کو ذکر بالجہر سے منع نہیں کرنا چاہیے تاکہ اس آیت کریمہ کی مخالفت واقع نہ ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں فرماتے ہیں۔ (ان سے زیادہ ظالم کون ہے جو لوگوں کو سجدہ میں ذکر الٰہی سے منع کرتا ہے) یعنی کوئی نہیں۔[154]

حجۃ الاسلام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: رقص مباح ہے کیونکہ حبشی لوگ مسجد النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم میں رقص کرتے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسے دیکھتیں اور جب حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تو لوگ وجد کو حرام جانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ اس کی انتہا مستی ہے جبکہ مستی بھی حرام نہیں۔[155]

جامع الشریعت والطریقت عالم با عمل مرشد اکمل شیخ القرآن والحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی پیر سید احمد علی شاہ حنفی ترمذی سیفی دامت برکاتہم القدسیہ اپنی تصنیفِ لطیف "مجموعہ رسائل" میں حصہ:٢:ص:٨٠۴: پر لکھتے ہیں۔ ابو داوٗد شریف میں کتاب (الکسوف فی باب من قال یرکع رکعتین ج ا ص ٦ ٩ ١ اور شمائل ترمذی ص ٢٧ فی باب بکاء النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ

---

[153] (احیاء العلوم: ج: ٢: ص: ٢٩٧)

[154] (طحطاوی: ص: ١٧۴)

[155] (امام محمد غزالی، کیمیائے سعادت ج ٢ ص ٢٠٥)

وَسلَّم) میں ہے کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم صلوٰۃ کسوف ادا فرما رہے تھے۔ حدیث شریف کے آخر میں ہے کہ سجدہ میں حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اُف اُف فرماتے تھے اور شمائل ترمذی میں روایت ہے کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم نے سجدہ میں بہت دیر تک توقف فرمایا اور سجدہ میں اُف اُف کرتے اور روتے رہے۔

شرح شمائل میں علامہ عبد الجواد الرومی فرماتے ہیں کہ: نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اس اُف اُف کے ساتھ اپنے رب العٰلمین کیلئے بکاء بھی کرتے: ص:۳۴۷: دوسری حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے قریب یہ آیت تلاوت کی جارہی تھی۔ إِنَّ لَدَيْنَا أَنْكَالًا وَ جَحِيمًا (مزمل ۱۲) تو نبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم بیہوش ہو گئے۔[156]

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ (المائدۃ۸۳)

ترجمہ: یعنی اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں اسی سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔

قرآن مجید کی آیتوں کو سن کر رونا آجانا اور دلوں کا نرم ہو جانا۔ یہی جذب اور وجد کی کیفیت ہے جو آیت مذکور سے ظاہر ہے۔ دیگر فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى

---

[156] (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷ وفی عمدۃ السلوک: ص: ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷)

صَعِقًا (الاعراف ۱۴۳) یعنی پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے اختیار ہو کر گر پڑے۔

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کی تجلی کے پرتو سے بے اختیار ہو کر گر جانا کمالِ جذب ووجد کی دلیل ہے۔ سالک بھی خدا تعالیٰ کی تجلیات کے پرتو کو برداشت نہیں کر سکتا اور اس پر وجد و جذب چھا جاتا ہے اور بعض وقت اس حال کے کمال غلبہ میں محو ہو جاتا ہے جس کو استغراق کہتے ہیں اور بھی بہت سی آیتیں وجد و حال پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً: إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهِ إِذَا يُتْلَى عَلَيْهِمْ يَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ سُجَّدًا (الاسراء ۱۰۷)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں کو قرآن پاک سے پہلے علم دیا گیا تھا، یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

شفی اصبحی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں آپ سے حق کیلئے اور پھر حق کیلئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم بیان کیجئے جس کو آپ نے خوب سمجھا اور پوچھا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں ایسا کرونگا میں تم سے ایسی ہی حدیث رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم بیان کرونگا جس کو میں نے سمجھا اور پوچھا ہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چیخ ماری (یہ کیفیت بے تابی یا تو شدت خوف سے ہوئی ہے کہ حدیث کا بلا کم وکاست بیان کرنا بڑی احتیاط کی بات ہے اور یا شدت شوق سے تھا کہ رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی صحبت کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا)

الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑے زور سے چیخ مارنا، بے اختیار ہو کر گرنا اور پسینہ آ جانا وجد اور حال کی کھلی دلیل ہے۔ دوسری حدیثیں بھی بہت ہیں جو وجد وحال کی تائید کرتی ہیں۔ مثلاً عن مطرّف عن ابیہ رایت رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلّم یصلی و فی صدرہ عزیز کعزیز الرحی من البکاء۔ (رواہ ابو داؤد: جمع الفوائد و مشکوۃ)

ترجمہ: حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم کو دیکھا کہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کیوجہ سے آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہ وَ سلَّم کے سینے مبارک سے چکی کی آواز کی مانند آواز آ رہی تھی۔

مختلف سلاسل کے اولیاء کے یہاں بھی وجد کے واقعات بکثرت ملتے ہیں۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت ابو علی وقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہات سے بعض لوگوں کا وجد میں وصال پانا بھی مروی ہے۔ خواجہ ہاشم کشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی برکاتِ احمدیہ میں ایسے واقعات درج کئے ہیں مثلاً حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال میں ہے کہ ان کی خدمت میں ایک صاحب خواجہ برہان حاضر ہوئے جو پہلے کسی دوسرے سلسلے میں نسبت اور اجازت حاصل کر چکے تھے وہ تصور شیخ کی نگہداشت سے اس قدر جذب سے مغلوب ہوئے کہ بڑھاپے کے باوجود وہ قریب دو ہاتھ اوپر اُچھلتے تھے اور خود کو دیوار و درخت پر مارتے تھے اور کسی طرح قابو میں نہ آتے تھے۔

مولوی اشرف علی دیوبندی فرماتے ہیں کہ وجد آنا ایک نا آشنا اور بہتر حال ہے جو سالک پر آتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسا حال غالب ہوا تھا کہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ ابھی

وفات پا جائیں گے۔ لہٰذا یہ حال و وجد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے سے بہت واضح ثابت ہو گیا۔[157]

اگر کوئی زیادہ معلومات چاہے تو ہمارے والد محترم کے مجموعہ رسائل حصہ دوم کا مطالعہ کرے۔

جذب، وجد، تواجد: سالک اکثر دو حالتوں سے دو چار ہوتے ہیں کبھی تلوین اور کبھی تمکین سے تلوین مقام طلب ہے جس میں حالتیں آتی جاتی رہتی ہیں اور سالک مغلوب الحال ہوتا ہے۔[158]

گہ گریاں گہے خنداں گہے حیراں گہے نالاں　　　بجز ایں شغل یک لحظہ بنودے روزگار من

یعنی کبھی رونا کبھی ہنسنا کبھی حیران ہونا ہے اور تمکین مقام رسوخ و استقرار ہے جس میں سالک مغلوب الحال نہیں ہوتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو زنان مصر نے دیکھا تو مدہوشی میں اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں یہ عورتیں مقام تلوین میں تھیں اور زلیخا بھی وہیں موجود تھی مگر شب و روز کے مشاہدہ جمال نے اس کو متحمل بنا دیا تھا لہٰذا نہ تو بے ہوش ہوئی نہ انگلیاں کاٹیں نہ اس کی زبان سے بے ساختہ کوئی کلمہ نکلا حالانکہ اس کا عشق روز افزاں ترقی پر تھا مقام تمکین میں سالک انبیاء علیہم السلام کے کمالات معنوی سے فیض یاب ہوتا ہے اور مقام تلوین میں محروم رہتا ہے۔ سالک مبتدی ابتداء میں مرشد کامل کی توجہ سے عشق حقیقی کی گرمی محسوس کرتا ہے تو اندوہ یافت کی شدت سے مشتعل ہوتا ہے کبھی پیچ و تاب کھاتا ہے کبھی تڑپتا ہے لوٹ پوٹ ہوتا ہے اور کبھی چیختا ہے چلاتا ہے ھاؤ، ہو اور ہو اللہ کے نعرے لگاتا ہے کبھی لرزہ بر اندام ہوتا ہے بے قراری کا اظہار کرتا ہے، کبھی روتا ہے اور کبھی خوشی اور طرب کا مظاہرہ کرتا ہے۔

---

[157] (تکشف: ص: ۵۴۵)

[158] روحانی نصاب صفحہ ۱۸۲

اگر تو یار نداری چرا طلب نکنی　　اگر بیار رسیدی چرا طرب نکنی

سیر عروجی میں عموماً سکر استغراق فنا اور بے خودی سے سالک کو واسطہ پڑتا ہے۔

ساکنان سر کوہائے تو بناشند بیہوش　　آں زمینے است کہ آنجا ہمہ مجنوں خیزد

جذب و وجد کی بعض کیفیات عجیبہ اور حالات غریبہ جو ہمارے سلسلہ عالیہ صدیقیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے سالکین کو حاصل ہوتی ہیں۔

”والتاوہ اعنی الوجد التواجد والایصاح والانین والتاوہ والبکاء وغیرھا من شدۃ الفرح او شدۃ الجنون لاجل الوارد الذی نزل من اللہ تعالٰی علی السالک عند استماع القرآن او الذکر او بتوجہ الشیخ وغیر ذلک مما یتاثر بہ“۔

یعنی میری مراد اس سے وجد ہے جس میں بے اختیار سالک کرتا ہے کھڑا ہوتا ہے مرتعش کی طرح حرکت کرتا ہے یا تواجد یعنی اہل حال کی محبت میں اور وجد کی تمنا میں قصداً وجد کی کیفیت طاری کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ (ابکو فان لم تبکو فتباکو)۔

یعنی روؤ اگر رونا نہیں آتا تو رونے والوں کی صورت اختیار کرو کیونکہ بے اختیار رونا وجد کی ایک صورت ہے اور قصداً رونا عین تواجد ہے جو شرعاً مامور و مطلوب ہے۔

انین یعنی بلک بلک کر رونا اور تاؤ یعنی آہ آہ کرنا یا ادا بنا کر رونا یہ حالت فیض الٰہی کے اصول کی خوشی میں طاری ہوتی ہے یا محبوب حقیقی کی یاد یا خوف خداوندی یا جنت و دوزخ کے ذکر سے طاری ہوتی ہے۔ ان واردات کا من جانب اللہ ورود ہوتا ہے جب سچی طلب ہو اور سالک فیضان کا منتظر ہو اور اولیاء کرام سے محبت کرتا ہو تو یہ مبارک حالت اس کو نصیب ہوتی ہے اور جو مغرور اور متکبر ہو یا غافل غیر طالب اور گستاخ ہو تو اس کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ اور اس کی بنجر زمین میں پھول نہیں کھلتے۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست　　در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

جذب استغراق کی نعمت عظمیٰ شیخ کامل کی توجہ اور دیدار سے کبھی حمد و نعت مصطفی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اور کلام عارفانہ کے سننے سے اور کبھی ذکر سے حاصل ہوتی ہے بعض علماء نے بناوٹی صوفیوں یعنی متوصفہ کا رد کیا ہے وہ بالکل درست ہے۔ بعض بھنگی، چرسی اور شراب خور نام نہاد نشے میں دہت ہو کر دھمال مچاتے ہیں ناچتے ہیں اور ان کا شریعت و طریقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا لوگوں کو بے قوف بناتے ہیں اور شریعت سے استہزاء کرتے ہیں۔

کار شیطان میں کند نامش ولی　　　گر ولی ایں است لعنت بر ولی

مگر منصف مزاج عقل مند لوگ جانتے ہیں کہ اہل اللہ جو شریعت مطہرہ کے پابند ہیں ان کے جذب اور پاکیزہ وجد میں اور گمراہ پیروں کے دھمال اور شیطانی رقص میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ جب سالک پر مرشد کی توجہ سے فیوضات ربانی اور قوی واردات کا ورود ہوتا ہے تو سالک چیختا ہے مرغ بسمل کی طرح تڑپتا ہے اور ھو کے نعرے لگاتا ہے: آہیں بھرتا ہے اور اس طرح منازل و مقامات سلوک طے کرتا ہے۔ آتش عشق بھڑک اٹھتی ہے اور اس طرح منزل قریب آجاتی ہے وللہ در القائل

جائیکہ زاہداں بہ ہزار اربعین رسند　　　مست شراب عشق بہ یک آہ می رسند

یعنی جس مقام تک زاہد ہزار چلّوں کے بعد پہنچتا ہے وہاں تک مست شراب عشق ایک ہی آہ میں جا پہنچتا ہے۔

”اللّٰھم اعطنا حبک و حب حبیبک و اولیائک حضرت علامہ عبد الغنی النابلسی (حدیقة الندیة)“ میں بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اگر نام نہاد فاسق وفاجر متصوفہ نہ ہوں بلکہ سچے صوفیائے کرام کا طریق وجد و تواجد ہو تو ”نور و ھدایة و از توفیق من اللہ و عنایتہ“ یعنی نور ہے ہدایت ہے اور اللہ کی توفیق کا اثر ہے اور اس کی عنایت ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت جنید

بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تواجد اور تمایل (دائیں بائیں جھکنا) کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: دعوھم مع اللہ یفرحون۔ ان کو اپنے حال پے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہونے دو کیونکہ یہ لوگ کبیدہ خاطر اور عشق خداوندی میں خستہ جگر ہیں لہٰذا ان کے لئے کوئی حرج کی بات نہیں۔

اسی طرح ”امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ افغانی قندھاری ثم بریلوی“ اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ“ میں جذب اور وجد پر بہت سے دلائل تحریر فرمائے ہیں۔ منجملہ ان میں سے چند یہ ہیں۔ فتاویٰ رضویہ :ج:۲۴:ص:۱۵۴: اور: ۹۸: میں تحریر فرماتے ہیں کہ :(بحوالہ حدیقة ندیة)

”فان طریق الوجد والتواجد الذی تعلمه الفقراء الصادقون فی ھٰذا الزمان وبعده کما کانوا یعلمونه من قبل فی الزمان الماضی نور وھدایة واثر توفیق من اللّٰہ تعالٰی وعنایته“۔

یعنی اس لئے کہ وجد اور تواجد کا طریقہ جسے اس زمانے کے سچے فقراء ہی جانتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے زمانے کے لوگ جانتے تھے۔ ایک نور ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی عنایت کا اثر ہوتا ہے۔

اور اسی طرح: ص:۹۸: میں احیاء العلوم کے حوالے سے لکھتے ہیں: ”وقال الغزالی فی الاحیاء ان ابا الحسن النوری رحمة اللہ تعالٰی علیه کان مع جماعة فی دعوة فجرت بینھم مسئلة فی العلم وابو الحسین ساکت ثم رفع راسه وانشدھم“ یقول:

رب ورقاء ھتوفی الضحیٰ ذات شجو ھتفت فی فتن
ذکرت الفا وحزنا صالحا فبکیت حزنا فحاجت حزنی
فبکائی ربما ارقھا وبکاءھا ربما ارقنی
ولقد تشکو فما افھمھا ولقد اشکو فما یفھمنی

غیر انی بالجوی اعرفھا وھی ایضا بالجوی تعرفنی

قال فما بقی احد من القوم الا قام وتواجد ولم یحصل لھم ھٰذا الوجد من العلم الذی خاضوا فیہ وان کان العلم حق۔ انتھیٰ۔

ترجمہ: چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی دعوت میں ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرماتھے کہ اچانک ان کے درمیان میں ایک علمی بحث چھڑ گئی اور حالت یہ تھی کہ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بالکل خاموش بیٹھے تھے۔ پھر اچانک سر اُٹھایا اور یہ اشعار پڑھنے لگے۔ بہت سی کبوتریاں چاشت کے وقت لمبی لمبی آوازیں نکال کر درختوں کے شاخوں پر بولنے لگیں۔ میں نے محبت اور قابل قدر تحم کو یاد کیا۔ پھر میں غم کی وجہ سے رو پڑا۔ اور میرے غم میں اُبال اور جوش آ گیا۔ بسا اوقات میری گریہ وزاری نے انہیں نرم کر دیا اور بسا اوقات ان کے آہ وبکاء نے مجھے نرم کر ڈالا۔ بے شک وہ شکوہ و شکایت کرتے ہیں مگر میں تو انہیں نہیں سمجھا تا اور میں شکایت کرتا ہوں تو وہ مجھے نہیں سمجھاتے مگر میں اپنی اندرونی سوز عشق کی وجہ سے مجھے پہچانتے ہیں۔ پھر بقول راوی سب کے سب وجد کرنے لگے اور یہ وجد اس علم کیوجہ سے نہ تھا جس میں وہ اُلجھے ہوئے تھے۔ اگرچہ علم حق ہے۔

آگے تحریر فرماتے ہیں:

ولا شک ان تواجد فیہ تشبہ باھل الوجد الحقیقی وھو جائز بل مطلوب شرعًا قال رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَ اٰلہٖ وَ سلَّم من تشبہ بقوم فھو منھم۔[159]

ترجمہ: بلاشبہ اس تواجد میں حقیقی وجد کرنے والوں سے مشابہت ہے اور یہ جائز ہے بلکہ شرعًا مطلوب ہے چنانچہ حضور اکرم صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی قوم سے

---

[159] (رواہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔ امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت حزیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے۔[160]

اسی طرح مولوی فرید فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ میں جلد ۱ ص ۳۹۷ میں وجد اور جذب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: وجد ایک غیر اختیاری امر ہے سلف صالحین پر بھی طاری ہوا ہے لہٰذا اس پر انکار کرنا منکر ہے۔

اور اسی طرح فتاویٰ بلخی المسمیٰ عیون النکات شرح شروط الصلوٰۃ میں جذب اور وجد کے بہت سے دلائل دینے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ "و لا ینکرھا الا احمق او مجنون۔ (ص: ۱۳۱)

یعنی اس حالت شریفہ سے احمق اور مجنون کے علاوہ اور کوئی انکار نہیں کرتا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ وجد اور جذب تواجد رقص غشی اور بکا۔ یہ تمام حالت شریفہ اگر ایسے لوگوں سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادر ہو جائیں جو فاسق و فاجر متصوفہ نہ ہوں بلکہ سچے صوفیاء کرام ہوں تو یہ تمام کے تمام حالات شریفہ نور و ہدایت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کا اثر ہے اور اس کی عنایت ہے جیسے کہ حدیقہ ندیہ کے حوالے سے ذکر کیا گیا۔

فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے جو رد کیا ہے وہ ان لوگوں پر ہے جو کہ فاسق و فاجر ہوتے ہیں ۔ خلاف شرع کام کرتے ہیں۔ دین سے دور ہوتے ہیں۔ چرسی، افیمی، دیگر نشے وغیرہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ان کے دلوں میں نہیں ہوتا جو کہ متصوفہ ہے یعنی بناوٹی پیر۔ فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو رد کیا ہے وہ ان لوگوں پر کیا ہے۔

---

[160] (فتاویٰ رضویه:ص:۹۸، ۱۵۴:ج:۲۴:)

نماز کے دوران وجد و اثبات کا حال

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے عارفوں کا وجد اور حال بہت سارے دلائل کے ساتھ ثابت ہے اور ان کی بہت ساری اقسام میں سے اللہ کا ذکر تلاوت قرآن اور قرآن کریم کی سماعت کے وقت وجد اور حال کی کیفیات وارد ہوتی ہے چونکہ نماز اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن کریم پر مشتمل ہے تو نماز کی حالت میں یقیناً وجد اور حال کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

تو بہر کیف کہ وجد اور حال جسم کے ہلنے کی صورت میں ہو یا رونے کی صورت میں یا چیخ مارنے کی صورت میں ہو یا زبان سے آہ اُوہ اُف یا دیگر الفاظ زبان سے خارج ہو یا انسان کے گرنے یا بے ہوش ہونے کی صورت میں ہو یا لطائف کی حرارت تیزی سے حرکت کرنے کی صورت میں ہو جیسا کہ اقسام وجد میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا وجد و حال خاشعین پر نماز کی حالت میں یا نماز سے باہر دونوں صورتوں میں جائز بلکہ ثابت ہے۔ بلکہ اللہ کی جانب سے توفیق سے اور نور اور ہدایت ہے۔ یہاں پر خصوصیت کے ساتھ وجد اور حال نماز کی حالت میں وارد ہو تو اس کے لئے دلائل ملاحظہ کریں۔

(ا): نماز کی حالت میں وجد اور حال پر ایک دلیل یہ آیت کریمہ ہے: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ (١) الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ (المومنون ٢)

ترجمہ: ”یقیناً وہ مؤمن کامیاب ہیں جو نماز کی حالت میں خشوع رکھنے والے ہیں“

اس لئے کہ جو لوگ نماز کی حالت میں خشوع خضوع رکھتے ہیں ان پر ایک قسم کا وجد اور حال اور کیفیت طاری ہوتی ہے کیونکہ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومن کی معراج ہے۔

(۲): دوسری دلیل یہ آیت کریمہ ہے:

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ۔

ترجمہ: قرآن مجید کی آیتیں سننے کے ساتھ ان کی کھال لرزنے لگتی ہے۔

جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے کہ بدن کا لرزنا وجد کی ایک نوع ہے اور پہلے ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ قرآن کریم سننا اور اس وقت بدن کا لرزنا اللہ کا خوف رکھنے والوں کی صفت ہے چونکہ نماز بھی قرآن کریم کی تلاوت پر مشتمل ہے تو لہٰذا نماز میں لرزنا ثابت ہوا۔ اور یہ بھی وجد کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ جیسے پہلے گزر چکا ہے مفصلًا۔

(۳):فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوسٰى صَعِقًا۔ (الاعراف ۱۴۳)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گر کر بے ہوش ہو گئے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: اکمل تجلی ذاتی دنیا میں حالت نماز میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد اکمل تجلی ذاتی حالت نزع میں ہوتی ہے اور اس سے اکمل تجلی ذاتی قبر میں ہوتی ہے۔ اور اس سے اکمل تجلی ذاتی میدان حشر میں ہوتی ہے۔ اور اس سے اکمل تجلی ذاتی جنت میں اللہ کے دیدار کے وقت۔ **(رزقنا الله سبحانه بفضله و كرمه و رحمة و بطفيل حبيبه المكرم صَلى الله تعالىٰ عليه وَ اٰله وَسلّم و بطفيل مرشدنا الكريم رحمة الله تعالىٰ عليه۔ آمين)**

اور جب نماز میں اکمل تجلیات سالکوں پر وارد ہوتی ہیں تو کبھی کبھی گر جانا اور بے ہوش ہو جانا یہ بھی آتا ہے جیسے کہ احادیث کے باب میں تفصیل سے گزر چکا ہے اور بہت ساری مثالیں گزر چکی ہیں۔ جب مختلف احوال وجد کے انہی تجلیات سے آتی ہیں تو آیت کریمہ نماز میں وجد کی دلیل بن گئی ، کیونکہ تجلیات ربانیہ اللہ کی تجلیات نماز میں اتم اور اکمل ہیں۔

اور اسی طرح قرآن مجید کی بہت سی آیتیں پہلے گزر چکی ہیں جو کہ نماز میں وجد اور حال کی دلیل ہیں۔ مجملہ ان میں سے جو تفصیل کے ساتھ ذکر ہو چکا ہے تفسیر روح المعانی کی آیت نمبر ۱۵۵:ج:۳:سورہ الاعراف۔

اسی طرح فقہائے کرام اور علمائے دین بھی نماز کی حالت میں وجد و حال ثابت کرتے ہیں۔ ان میں سے ہم چند معتبر کتابوں کی عبارات ذکر کریں گے۔

جیسا کہ ہدایہ، عالم گیری، بزازیہ، در مختار، رد مختار، عنایہ، فتح القدیر، احیاء العلوم، رشحات، عد السالکین، مقامات خواجہ نقشبند، مکاتیب شریفہ اور کفایہ، اور فقہ علی المذاہب الاربعہ، تاتار خانیہ بحر االرائق، وغیرہ معتبر اور معتمد کتابوں کی عبارات ملاحظہ کریں۔

(۴): علامہ شیخ السلام برہان الدین مرغینانی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور اور معتمد درسی کتاب ہدایہ شریف میں ”باب یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیھا“ میں اس طرح لکھا ہے کہ:

فان ان فیه او تاوه او بکی فارتفع بکائه فان کان من ذکر الجنة او النار لم یقطعها لانه یدل علی زیادة الخشوع وان کان من وجع او مصیبة قطعها لان فیها اظهار الجذع و التاسف فکان من کلام الناس۔

ترجمہ: یعنی اگر نمازی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کیا یا اتنا رویا کہ اس کا رونا حروف پر مشتمل ہو جائے تو پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کیوجہ سے طاری ہوئی تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کیوجہ سے یہ حالت ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں بے چینی اور افسوس کا اظہار ہے۔ (اسے عام لوگوں کی باتوں میں سے شمار کیا جاتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے)[161]

---

[161] (هداية۔ج:۱:ص۱۳۵)

(۵): اسی طرح کفایہ شرح ہدایہ علیٰ ہامش فتح القدیر: ج:۱: ص: ۳۴۶: پر اس طرح لکھا ہے کہ:

"سئلت عائشة رضی اللہ تعالٰی عنہا عن الانین فی الصلٰوۃ فقالت ان کان من خشیة اللہ لا تفسد صلٰوتہ و ان کان من الالم تفسد"

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نماز کے دوران رونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ اگر اللہ کے خوف سے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی اگر دنیاوی درد یا مصیبت کیوجہ سے ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۶): اسی طرح فتح القدیر شرح ہدایہ: ج:۱: ص: ۳۲۶: پر ترمذی شریف کی حدیث کے حوالے سے (وھو یصلی و لجوفہ عزیز کعزیز المرجل) "و ھٰذا حجة علی الشافعی من انہ قول ان الانین و التاوہ و البکاء یقطع الصلٰوۃ مطلقًا اذا حصل منہ حرفان لان یعزیز المرجل یحصل الحروف لمن یصغی"

ترجمہ: یہ حدیث مبارکہ حضرت شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حجت ہے اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ دوران نماز آہ اوہ کی آواز نماز کو توڑ دیتی ہے جبکہ یہ الفاظ زبان سے خارج ہو جائیں۔ اس لئے کہ ہانڈی کے اُبلنے سے حروف حاصل ہوتے ہیں اگر کان لگا کر سنا جائے۔

(۷): اسی طرح عنایہ شرح ہدایہ علی ھامش فتح القدیر ج ۱ ص ۳۴۵ پر تحریر فرماتے ہیں:

فان ان فیھا او تاوہ۔ الخ۔ الانین صوت المتوجع و قیل ھو ان یقول آہ و التاوہ ان یقول اوہ۔ و ارتفاع البکاء ھو ان یحصل بہ حروف و کل ذلک اما ان یکون من ذکر الجنة او النار او من وجع او مصیبة فان کان الاول لم یقطعھا لانہ یدل علی زیادۃ الخشوع و ان کان الثانی قطعھا لان فیہ اظھار الجزع و المصیبة فکان کل منھما دلیلا علی امر (علیحدۃ) و الدلالة تعمل عمل الصریح اذا لم یکن ھناک صریح یخالفھا و لو صرح بذکر الجنة او النار فقال

اللّٰهم انی اسئلک الجنة و اعوذ بک من النار لم یفسد صلٰوته ولو صرح باظهار الوجع فقال اللّٰهم انی مصاب فسدت صلوته فکذلک بالدلالة اذ لیس ثم صریح یخالفها۔

ترجمہ: اگر ایک شخص دوران نماز آہ یا اوہ کرتا ہے۔ (الانین) دردمند کی آواز کو کہتا ہے۔ کسی نے کہا آہ اوہ کرنے کو الانین کہتے ہیں اور ارتفاع البکاء اس کو کہتے ہیں کہ رونے کے ساتھ حروف حاصل ہو جائیں۔ ہر ایک امور مثلاً جنت یا جہنم کی یاد کی وجہ سے ہو یا دنیاوی مصیبت کی وجہ سے ہو۔ اگر جنت یا جہنم کی یاد کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ اللہ کے خوف کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ اس طرح کی فریاد اور مصیبت کا اظہار دونوں جدا جدا صورتیں ہیں۔

یہ دلیل صریح ہے اگر دوسری صریح اس کے خلاف نہ ہوں۔ اور اگر جنت یا جہنم کی یاد کی وجہ سے ہو تو تصریح کرلے کہ یا اللہ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر دنیاوی مصیبت کے اظہار کی تصریح کی کہ میں درد میں ہوں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اسی طرح دلالت کی صورت میں بھی حکم ہے کہ اس کے آہ یا اوہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اسے کوئی تکلیف ہے اور اس طرح کے الفاظ ادا کرتا ہے کہ اے اللہ: مجھے مصیبت پہنچی ہے، میں مصیبت زدہ ہوں تو نماز فاسد ہوتی ہے۔ اور اسی طرح دلالت کی صورت میں بھی حکم ہے اس لئے کہ صریح اس کے خلاف موجود نہیں۔

(۸): اسی طرح بحر العلوم واقف مذاہب اربعہ حضرت علامہ عبد الرحمٰن جزیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب الفقہ المذاہب اربعہ (ج ا ص ۳۰۰) پر تحریر فرماتے ہیں:

الانین و التاوہ و التافف و البکاء اذا اشتملت علی حروف مسموعۃ فانھا تبطل الصلوٰۃ الا اذا کانت ناشئۃ من خشیۃ اللہ تعالیٰ او من مرض بحیث لا یستطیع منعھا و ھٰذا الحکم متفق علیہ بین الحنفیۃ و الحنابلۃ"۔

یعنی نماز میں آہ اوہ اف کرنا اور اسی طرح رونا کہ حروف مسموعۃ پر مشتمل ہوں تو یہ چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں مگر جب یہ حالت اللہ کے خوف کیوجہ سے صادر ہو یا ایسے مرض کیوجہ سے ہو جس میں حالت مذکورہ کے منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہ حکم حنفیہ و حنابلہ کے مابین متفقہ ہے۔ (یعنی نماز فاسد نہیں ہوتی)

شوافع کہتے ہیں کہ اگر اس طرح رونا ہو کہ دو حروف حاصل ہو جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے لیکن حدیث ترمذی اور ابو داؤد امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حجت ہے۔ حروف کے علاوہ اور قسم کے بھی وجد ہیں جو دوران نماز حنفی و حنبلی رحمھم اللہ تعالیٰ علیھم مانتے ہیں۔ نماز کے علاہ وجد اور حال کی تمام اقسام پر مذاہب اربعہ متفق ہیں۔

(۹): اسی طرح (الشیخ العلامہ زین الدین ابن نجیم بحر الرائق: ج: ۲: ص: ۳ سے ۴ تک علامہ زین الدین ابن نجیم قدس سرہ) فرماتے ہیں:

"والانین و التاوہ و ارتفاع بکائہ من وجع او مصیبۃ لا من ذکر جنۃ و نار ای یفسدھا اما الانین فھو ان یقول او کما فی الکافی و التاوہ ھو ان یقول اوہ۔۔۔ و اما اتفاع البکاء فھو ان یحصل بہ حروف وقولہ لا من ذکر جنۃ او نار عائد الی الکل فالحاصل انھا ان کانت من ذکر الجنۃ او النار فھو دال علی زیادۃ الخشوع ولو صرح بھما فقال اللّٰھم انی اسئلک الجنۃ

واعوذبک من النار لم تفسد صلٰوۃ وان کان من وجع او مصیبۃ فھو دال علی اظھار ھما فکانہ قال انی مصاب (فتفسد صلٰوۃ)"۔

ترجمہ: یعنی نماز میں آہ اوہ اور حروف پر مشتمل رونا نماز کو فاسد کر دیتا ہے جب دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے صادر ہو اور اگر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے یہ حالات پیش آجائیں تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی۔ انین یہ ہے کہ " آہ" کریں اور تاوہ کا مطلب یہ ہے کہ "اوہ" کریں اوبکاء مرتفع کا یہ ہے کہ اس کے ساتھ حروف بھی صادر ہو جائیں اور "لا من ذکر جنۃ او نار" کا قول "آہ" "اوہ" اور "بکاء" مرتفع تینوں کی طرف راجع ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کیوجہ سے ہو جائے تو زیادت خشوع کی دلیل ہے۔ اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اوراگر جنت اور دوزخ پر تصریح کر دی پس اس طرح کہا کہ اے اللہ: میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو تب بھی زیادت خشوع کی دلیل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر بھی اس درد اور مصیبت کی دلیل ہے پس گویا اس نے کہا کہ میں مصیبت زدہ ہوں۔ (تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائیگی)

(۱۰): اسی طرح فتاویٰ تاتارخانیہ: ج:۱: ص:۵۷۹: پر علامہ علاؤ الانصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

"ولو ان فی صلٰوۃ او تاوہ او بکی فارتفع بکائہ وفی الخانیۃ فحصل لہ حروف فان کان من ذکر الجنۃ او النار فصلٰوتہ تامۃ وان کان من وجع او مصیبۃ فسدت صلٰوتہ عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالیٰ۔"

یعنی اگر کسی نے نماز میں آہ۔ اوہ کی یا رویا اور اس کا رونا مرتفع (اونچا) ہو گیا اور فتاویٰ خانیہ میں ہے کہ مرتفع رونا یہ ہے کہ اس کی وجہ سے حروف حاصل ہو جائیں پس اگر یہ حالت جنت اور دوزخ

کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے تو نماز تام اور کامل ہے اور اگر دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے طاری ہو تو اس کی نماز فاسد ہو گی۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں کا قول ہے۔

(۱۱): اسی طرح علامہ شیخ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی مراقی الفلاح: ص:۱۷۴: پر تحریر فرماتے ہیں:

”الوجد مراتب وبعضه یسلب الاختیار فلا وجه لمطلق الانکار وفی التاتارخانیة مایدل علی جوازه للمغلوب الذی حرکاته کحرکات المرتعش۔ اه“

یعنی وجد کی کئی اقسام ہیں ایک وجد ایسا ہوتا ہے جو اختیار کو سلب کر لیتا ہے۔ پس مطلقاً انکار کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے مغلوب الحال سالک جس کی حرکات مرتعش کی حرکات کی طرح بغیر اختیاری ہوتی ہیں (اس کے لئے نماز کے اندر بھی یہ حالت جائز ہے)۔

(۱۲): اسی طرح فتاویٰ عالمگیری: ج:۱: ص:۱۰۰: پر مرقوم ہے کہ:

”ولو ان فی صلٰوة او تاوه او بکی فارتفع بکائه فحصل له حروف فان کان من ذکر الجنة او النار فصلٰوته تامة وان کان من وجع او مصیبة فسدت صلٰوته ولو تاوه لکثرة ذنوب لا یقطع الصلٰوة وتفسیر الانین ان یقول آه، آه، وتفسیر التاوه ان یقول اوه۔ کذافی التاتارخانیة“۔

یعنی اگر کسی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کہا یا بکاء مرتفع سے رویا جس کی وجہ سے حروف حاصل ہوں پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو تو نماز صحیح اور کامل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر نماز فاسد ہے اگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ”اوہ“ کیا تو بھی نماز فاسد نہیں ہے۔ انین کی تفسیر یہ ہے کہ ”آہ آہ“ کریں اور تاوہ کی تفسیر یہ ہے کہ ”اوہ“ کریں۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے)۔

(۱۳): اسی طرح فتاویٰ بزازیہ علی ھامش عالمگیری:ج:ا: ص:۱۳۶: پر عبارت اس طرح ہے کہ:

”وان ارتفع صوتہ فحصل بہ حروف ان کان من ذکر الجنۃ او النار لم تفسد صلٰوۃ وان کان من وجع او مصیبۃ تفسد صلٰوۃ“۔

یعنی اگر نماز میں آواز مرتفع ہوگئی اور اس سے حروف حاصل ہوں تو اگر جنت یا دوزخ کی یاد کیوجہ سے ہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے روئے تو پھر نماز فاسد ہوجائے گی۔

(۱۴): اسی طرح علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو بغداد کے مشہور قاضی ومفتی ہیں نماز میں وجد کے متعلق یوں فرماتے ہیں:

”واجیب بانھا غیر اختیاریۃ مع وجود العقل والشعور وھی کالعطاس والسعال ومن ھنا لا ینتقض الوضوء بل لا تبطل الصلٰوۃ“

یعنی میں منکرین وجد کو جواب دیتا ہوں کہ نماز میں وجد یا آہ اوہ اف اف کرنا یہ حالات غیر اختیاریہ ہیں عقل وشعور کے ساتھ اس کی مثال کھانسی اور چھینک کی سی ہے جو ایک غیر اختیاری فعل ہے اس وجہ سے اس سے نہ تو نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔[162]

(۱۵): اسی طرح علامہ شامی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد المحتارج ا ص ۴۱۶ پر فرماتے ہیں:

لا لذکر جنۃ او نار الخ۔ لان الانین ونحوہ اذا کان بذکرھما کانہ قال اللّٰھم انی اسئلک الجنۃ واعوذبک من النار ولو صرح بہ لا تفسد صلٰوتہ۔

---

[162] (تفسیر روح المعانی ص ۸۶ ج ۹)

یعنی جنت اور جہنم کے خیال کی وجہ سے اگر یہ امور صادر ہو جائیں تو نماز فاسد نہیں ہو گی اس لئے کہ الانین وغیرہ کبھی جنت یا جہنم کی یاد پر مشتمل ہوتی ہے جیسا کہ ایک شخص کہتا ہے یا اللہ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس طرح تصریح کرتا ہے تو اس سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

نیز تاوہ یا تافیف کی تفسیر میں لکھاہے:

التاوہ قال فی شرح المنیة بان قال اوہ بفتح الهمزة وتشدید الواو مفتوحة اوبضم الهمزة واسکان الواو او قال آہ بمد الهمزة، وذکر فی الحلیة فیه ثلاث عشرة لغة ساقها فی البحر و التافیف قال فی الحلیة أُف اسم فعل لاتضجر وفیه لغات انتهت الی اربعین منها ضم الهمزة مع تثلیث الفاء مخففة أُف ومشدودة أُف منونة او غیر منونة اف۔ الخ۔

ترجمہ: اوہ کے بارے میں شرح مُنیہ میں لکھاہے یا تو الف پر فتح ہو واؤ پر تشدید مفتوحہ یعنی اَوّہ اور یا اوہ کے الف پر ضمہ اور واو ساکن یعنی اُوہ اور یا آہ ہمزہ پر مد کے ساتھ۔ اور حلیہ میں اس کے (۱۳) عدد لغات ذکر کئے ہیں جو کہ بحر الرائق میں موجود ہیں۔ اور تافیف کے بارے میں حلیہ میں ہے کہ یہ اسم فعل ہ۔ یعنی دل چھوٹا نہ کریں۔ اور اس میں تقریباً چالیس عدد لغات ہیں۔ بعض اس میں سے یہ ہیں۔ ہمزہ ضمہ کے ساتھ اور فا پر تینوں حرکات ہیں یعنی زبر زیر اور پیش۔ یا ف غیر مشددہ ہو یا مشددہ ہو یا تنوین کے ساتھ ہو یا بغیر تنوین کے ہو۔

(۱۶): اسی طرح علامہ حصکفی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در مختار: ج:۱: ص:۴۱۶: پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

”فلو اعجبته قرآءة الامام فجعل یبکی ویقول بلی او نعم او اری لا تفسد لدلالته علی الخشوع“۔

یعنی اگر کسی کو امام کی قراءت اچھی لگی اور وہ روتے ہوئے کہنے لگے کہ جی ہاں بالکل تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس کی دلالت عاجزی پر ہے۔ یعنی یہ خشوع اور خضوع پر دلالت کرتی ہے۔

(۱۷): اسی طرح فتاویٰ امجدیہ میں مولانا امجد علی اعظمی لکھتے ہیں کہ: ”ذکرِ جنت ونار پر اگر گریہ طاری ہو اور آہ اُف وغیرھما الفاظ زبان سے نکل گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایک دو قدم ایسی حالت میں آگے یا پیچھے ہٹ گیا جب بھی حرج نہیں“ (در مختار میں ہے) **”لا لذکر جنۃ او نار“** (رد المحتار میں ہے) **”لان الانین ونحوہ اذا کان بذکر ھما صار کانہ قال اللّٰھم انی اسئلک الجنۃ واعوذبک من النار ولو صرح بہ لا تفسد صلٰوتہ“**[163]

(۱۸): مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ: ”جنت ودوزخ کی یاد سے اگر آہ یا اُف وغیرہ بھی منہ سے نکل جاوے تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی“[164]

رشحات نمبر ۴ پر لکھتے ہیں کہ: ”وھم وی میگفت کہ یکی از علماء رسوم نزد شیخ ما آمدہ بود میگفت حال اہلِ رقص وسماع از دو حال بیرون نیست یا دران وقت شعور دارند یا ندارند اگر شعور دارند باوجود شعور حرکت ورقص واظہار بیخودی بغایت قبیح است واگر شعور ندارند بعد از شعور طہارت نکردہ نماز میگزارند قبیح تر است۔

شیخ در جواب آن دانشمند گفتند کہ اسباب نقض یکے آن است کہ عقل مسلوب می شود چنانچہ مجانین راواقع است ودیگری آن کہ عقل مستور میگردد چنانچہ در حال اغماء میباشد امابی شعوریٔ این طائفہ در حال رقص وسماع نہ مسلوب شدن عقل است ونہ مستور شدن عقل است بلکہ این بی شعوری راجہت آنست کہ دران محل عقل کلی از عالم الٰہی برین عقل جزوی قابض گردد ودر مملکت

---

[163] (فتاویٰ امجدیہ: ج: ۱: ص: ۱۸۱)

[164] (امداد: ج: ۱: ص: ۲۷۸)

وجود سالک حاکم وغالب میشود واین عقل کلی را قوت وقدرت آن ہست کہ تدبیر وضبط عالمی کند چہ جائے تدبیر وضبط بدن وبدن دران حال در ظل حمایت وتدبیر اوست و آن عقل کلی مدبر در مقام حفظ ونگہداشت او بلکہ نواقض وضوء در آن محل نمی ماند چہ طالب صادق در ان محل از طبیعت واحکام او بہ تمام بیرون می آید واز لوازم بشریت خلاص میشود پس در ان وقت بہ تجدید وضوء اصلًا احتیاج نیفتد”

ترجمہ: اور یہ مبارک فرماتے ہیں کہ ایک شخص علمائے ظواہر میں سے میرے پیر صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ اہلِ وجد اور جذب اور اہلِ رقص اور سماع والوں کا حال دو حالتوں سے باہر ممکن نہیں۔ یا تو اس وقت ان کو شعور ہو گا یا نہیں ہو گا۔ اگر شعور ہے اور باوجود شعور کے یہ حرکات کرتے ہیں تو برا ہے اور اگر شعور نہیں ہے اور وضو کے بغیر نماز پڑھتا ہے تو یہ اس سے بھی برا ہے۔

اس سلسلے میں شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ وضو ٹوٹنے کا ایک سبب عقل کا سلب ہونا ہے جیسا کہ پاگلوں کے ساتھ واقع ہوتا ہے اور دوسری وجہ عقل کا مستور ہونا ہے۔ جیسا کہ بے ہوشی کے عالم میں عقل مستور ہو جاتی ہے جبکہ اہلِ تصوف کی بے شعوری در حالِ رقص وسماع اور در حالِ جذب ووجد اس میں نہ عقل مسلوب ہوتی ہے اور نہ عقل مستور ہوتی ہے۔ لیکن اس بے شعوری کی توجیہ اس مقام پر یہ ہے کہ عقل کلی عالمِ الٰہی سے عقل جزوی پر حاوی اور قابض ہو جاتی ہے اور سالک کے وجود کی مملکت پر حاکم وغالب ہو جاتی ہے اور عقلِ کلی کو یہ قدرت اور قوت حاصل ہے کہ سارے عالم کی تدبیر ضبط کرے۔ رہ گیا صرف ایک بدن کی تدبیر وضبط تو بدن اس حالت میں ظل حمایت اور تدبیر میں ہوتا ہے اور اس وقت عقلِ کلی مقامِ حفاظت ونگہداشت میں بدن کا مدبر ہوتا ہے تو نواقضِ وضو نہیں رہتا اس محل میں کیونکہ مرید صادق اس حالت میں طبیعت اور احکامِ طبیعت سے بالکل باہر ہوتا ہے اور لوازماتِ بشریت ختم ہو جاتے ہیں تو اس حالت میں تجدیدِ وضو کی بالکل احتیاج

نہیں رہتی۔ اس لئے کہ نہ عقل زائل ہوئی نہ مستور ہوئی ہے بلکہ مغلوب ہوئی ہے یہ عقل وشعور باقی ہے مگر اختیار سلب ہو گیا ہے۔

لہٰذا اس عبارت شریفہ سے بھی علامہ آلوسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریر کی تائید ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ وجد وحال کی حالت میں عقل وشعور باقی رہتا ہے جبکہ اختیار سلب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر نماز کی حالت میں یہ وجد وحال آجائے تو بھی نہ وضو ٹوٹے گا اور نہ نماز فاسد ہو گی جیسے کہ روح المعانی کی عبارت میں گزرا۔

(۲۰): اسی طرح شیخ ابو الحسن محمد باقر بن محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف مقامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: مقصد سوئم: ص:۱۵۵: باب بیانِ کراماتِ حضرت شاہِ نقشبند: میں اور شیخ صلاح بن مبارک بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف: عدۃ السالکین قسم چہارم: باب کراماتِ خواجہ بزرگ: ص:۱۸۲: پر حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت سے حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی امامت کا واقعہ جو انہوں نے علاقہ سفید مون بخارا میں حضرت خواجہ یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باغ میں ادا کی تھی اور وہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ:

”بباغ در آمدند وقت نماز پیشین شدہ بود بنماز مشغول شدند مولیٰنا ابو بکر اسفنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ را امامت فرمودند بعد از تکبیر تحریمہ غایتی گزشتہ از مولانا ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیچ حرکت صادر نشد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اورا از محراب بیرون آوردند خود بہ امامت مشغول شدند ہیبتی در آن قوم پیدا شدہ بود بر ہر یکی کیفیتی تصرف کرد کہ نتوانستند نماز گزاردن۔ آن جماعت کہ دران باغ بودند ہفتاد تن بودند ہر یکی را حالتی بود بعضی می گریستند وبعض در خاک میغلطیدند وبعضی

بطرف صحرا رو آوردہ بودو مولانا ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمامہ ودراعہ راانداختہ بودند بہر طرف می رویدندو میگفتند دلیل من رنجیدہ مست وخاک بر سر میکرد“

ترجمہ: جب باغ میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے تو ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا تھالٰہذا نماز میں مشغول ہو گئے اور حضرت مولانا ابو بکر افسنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو امامت کیلئے آگے کیا۔ جب مولانا صاحب نے تکبیر تحریمہ کہی تو کافی دیر تک ان سے کوئی حرکت صادر نہ ہو سکی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں محراب سے پیچھے کیا اور خود مصلہٗ امامت پر امامت کرنے میں مشغول ہوئے تو اس دوران آپ کی اقتداء میں جتنے لوگ تھے سب پر ایک قسم کی ہیبت طاری ہو گئی اور ہر مقتدی پر ایسی کیفیت نے غلبہ کیا کہ اس میں نماز پڑھنے کی طاقت نہ رہی۔ یہ جماعت جو باغ میں نماز ادا کر رہے تھے (۷۰) افراد پر مشتمل تھی اور ہر شخص کو الگ الگ حال در پیش ہوا۔ کوئی رو رہا تھا تو کوئی خاک میں لوٹ رہا تھا اور کوئی صحرا کی طرف دوڑ رہا تھا جبکہ مولانا ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا عمامہ کوٹ اور جبہ پھینکا ہوا تھا اور چاروں طرف گھوم رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میری دلیل خفا ہو گئی اور مٹی اپنے سر پر ڈال رہے تھے۔

اسی طرح کی حالت ہمارے مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز اور صحبت میں بعض دوستوں پر طاری ہوتی ہے اس لئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حقیقی نقشبندی ولی ہیں اور صاحبِ انوار وفیوضات ہیں اور صداقت کے ساتھ اپنے متقدمین بزرگانِ طریقت کے نقشِ قدم پر گامزن ولی اللہ اور صاحبِ وقت ہیں۔

”الحمدللہ تعالیٰ افاض اللہ علینا من فیوضاتہٖ دائما آمین“۔

اس واقعہ سے اگر ایک طرف نماز میں وجد وحال کا اثبات ہوتا ہے تو دوسری طرف یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلۂ طریقۂ عالیہ نقشبندیہ میں کتنا جذب ووجد اور حال موجود ہے جیسا کہ روح المعانی کی عبارت میں بھی یہ گزرا کہ:

”وقد شاهدنا ذلک فی الخالدین من اهل طریقة نقشبندیة“ اور حضرت خواجہ شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مکاتب شریف کی بعض عبارات بھی پہلے نقل کی جا چکی ہیں کہ حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین پر کس قسم کا وجد وحال آیا کرتا تھا اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوب نمبر ۳۰۲:ج:۱: کی عبارت بھی پہلے گزر چکی ہے جس میں کثرتِ وجد وحال کو مقامِ ظلال میں ثابت کیا تھا اور احیاناً تجلی ذاتی کے مقام میں بھی تغیرِ احوال غشی دک وفک ثابت کیا تھا تو ابھی آپ خود فکر کریں کہ بعض منکرین تو اپنے آپ کو نقشبندیوں میں شامل کرتے ہیں حالانکہ انہیں اپنے اسلاف کے بارے میں کوئی علم ہی نہیں۔ اگر یہ منکرین جو اپنے آپ کو نقشبندیوں میں شامل کرتے ہیں اگر انہیں اپنے اسلاف کے بارے میں علم ہوتا تو کبھی بھی یہ وجد وحال سے منکر نہ ہوتے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں جو اپنے آپ کو نقشبندی کہتے ہیں حضرت عارف رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

کارِ شیطان می کند نامش ولی　　گر ولی اینست لعنت بر ولی
ازبروں چون گورِ کافر پُر حلل　　وزدرون قہر خدائی عزوجل

ترجمہ: شیطان کے کام کرنے والا اپنے آپ کو ولی کہے تو اگر ولی ایسا ہو جو شیطانی کام کرتا ہو تو ایسے ولی پر لعنت ہے۔ باہر سے کافر کی قبر کی طرح خوبصورت نظر آئے اور اندر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہو رہا ہو گا۔

الغرض: میرے عزیز بھائیو! وجد وحال خارج از نماز اور عین نماز کی حالت میں اولیائے کرام خاشعین اور حقیقی اہلِ تصوف کیلئے کتاب اللہ سنت رسول اللہ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اور اجماعِ امت کے ساتھ ثابت ہے اور اس امرِ حق سے انکار کرنا کفر، زندیقیت اور الحاد ہے۔

منکرینِ وجد و تواجد کے شبہات اور ان کے جوابات

منکرینِ وجد وحال یک طرفہ روایتوں اور مطلق عبارتوں سے کام لے کر سادہ لوح اور کم فہم لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جیسا کہ منکرین نے یہی طرز اپنایا ہے۔ اس باب میں ایسی یک طرفہ عبارات اور روایتوں کا صحیح محمل بیان کیا جائے گا اور ان کے جوابات قویہ کا ذکر کیا جائے گا کہ کہیں دوسرے منکرین وزندیق کسی سادہ وکم فہم کو دھوکہ نہ دے سکیں۔ **(فاقول و باللہ التوفیق)**

اعتراض اول: منکرین اعتراضاً کہتے ہیں کہ سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کہا گیا کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا حال قرآن پاک سنتے وقت کیسا ہوتا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے، بدن لرز رہا ہوتا، تو کسی نے کہا کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ قرآن پڑھا جائے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اعوذ باللہ پڑھی۔ اور اسے شیطانی کام قرار دیا تو معلوم ہوا وجد وحال اور جذب ایک شیطانی عمل ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک عراقی آدمی پر گزرے جو بیہوش تھا تو آپ نے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے۔ حاضرین نے کہا کہ جب اس کے سامنے قرآن پاک

پڑھا جاتا ہے یا ذکر کیا جاتا ہے تو اس پر یہ حالت آتی ہے تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ کبھی ہم نہیں گرتے اور پھر فرمایا کہ اس کے پیٹ میں شیطان گھس گیا ہے اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا طرزِ عمل ایسا نہ تھا۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ وجد وحال اور بے ہوشی شیطانی عمل ہے۔ دوسرا یہ کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا گیا کہ بعض لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: قرآن پاک اس سے زیادہ پاک اور معزز اور عظیم ہے کہ لوگوں کی عقل زائل کرے لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ شیطانی عمل ہے۔

دوسرا یہ کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ بعض لوگ قرآن سنتے وقت بے ہوش ہو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا! کہ اسے کوٹھے کی چھت پر بٹھاؤ اور اول تا آخر ان کو قرآن پاک سناؤ اگر بے ہوش ہو کر گر جائیں تو صادق ہیں ورنہ کاذب اور ریاکار ہیں تو ان سب روایات سے وجد وحال کی نفی ثابت ہوئی۔ **"الجواب بعون الملک الوھاب"**

اولاً: تو ان تمام عبارات سے صرف اور صرف غشی (بے ہوشی) کی نفی معلوم ہوتی ہے اور بے ہوشی کے علاوہ باقی اقسام کے وجد وحال کی نفی بالکل ثابت نہیں ہوتی تو منکرین جو ان روایات کیوجہ سے مطلق وجد وحال کی نفی کرتے ہیں یہ ان کی اعلیٰ درجہ کی حماقت، جہالت اور بلادت (کند ذہنی) ہے اور **علی الاعلان عناد مع الحق** ہے۔

ثانیاً: کہ اگر بے ہوشی یا غشی علی الاطلاق شیطانی حال ہے تو العیاذ باللہ پھر حضرت آدم، موسیٰ، داؤد اور سید المرسلین علیہم السلام، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عمر فاروق، حضرت ابن عمر، حضرت جعفر صادق، حضرت ثعلبہ انصاری، حضرت ابو ہریرہ، امام شافعی، زرارہ تابعی، ربیع بن

اخثم تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، اور دوسرے بہت سارے اصحاب اور تابعین اور ائمہ ٔ دین پر غشی وبے ہوشی آتی تھی جیسا کہ پہلے باب میں احادیث وآثار میں مفصلاً گزر چکا ہے۔

ثالثًا: ان عبارات کی نفی کیلئے ایک خاص محمل ہے اور وہ یہ ہے کہ ان اکابر نے ان لوگوں کی غشی اور بے ہوشی تکلفًا اور مکرًا مانا تھا تو اس سے صادقین اور حقیقی غشی کی نفی کبھی نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ عام حالات میں صحابہ ٔکرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر قوت استعداد کی وجہ سے غشی نہ آتی تھی۔ اس لئے عام حالات میں غشی کی نفی کرتے ہیں۔ تسلی کیلئے تفسیر مظہری اور روح البیان کی عبارات ملاحظہ کریں جو پہلے گزر چکی ہیں لیکن تھوڑے تھوڑے ضروری حصے ادھر بھی ملاحظہ کریں کہ اعتراض کا تسلی بخش جواب ہو جائے۔

(۱): علامہ عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی نقشبندی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے **تفسیر مظهری: ج: ۸: ص: ۲۰۹: سورة زمر: آیت: ۲۳:** کی تفسیر میں مذکورہ بالا اعتراض کے جواب میں اس طرح رقمطراز ہیں کہ:

"وجه طريان هٰذه الحالة كثرة نزول البركات والتجليات مع ضيق حوصلة الصوفى وضعف استعداده وانما لم توجد هٰذه الحالة فى الصحابة مع وفور بركاتهمِ لاجل سعة حواصلهم وقوة استعداد هم ببركة صحبة النبى صَلى اللّٰه تعالیٰ عليه وَاٰله وَسلّم واما غير الصحابة من الصوفية فعدم طريان تلك الحالة عليهم اما لقلة نزول البركات واما لسعة الحوصلة (الى ان قال) وقول ابن عمر ان الشيطان يدخل فى جوف احدهم وكذا استعاذة اسمآء فمحمول على انهما زعما غشى ذلك الرجل تكلفًا ومكرًا ولذا نسباه الى الشيطان وانما كان انكار تلك الحالة منهما لعدم طريان تلك الحالة عليهما وعلى امثالهما بناء على وسعة الحوصلة وقوة الاستعداد ويدل على ما قلت انه ذكر عند ابن سيرين الذين يصرعون اذا قرئ عليهم القرآن فقال بيننا وبينهم ان يقعد احدهم على ظهر بنية باسطا رجليه ثم يقرء

عليهم القرآن من اوله الى آخره فان رمى بنفسه فهو صادق حيث علق صدقه على رمى نفسه من ظهر بنية رتفعة فعلم منه انه حمل صرعه على الكذب و التكلف۔ الخ“ (مظهری)

ترجمہ: غشی اور بے ہوش ہونے کی حالت آنے کی وجہ یہ ہے۔ برکات و تجلیات کا کثرت سے نزول ہوتا ہے اور صوفی اور سالک کا حوصلہ پست ہوتا ہے اور استعداد ضعیف ہوتی ہے اور اصحابِ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر عام حالات میں یہ حالت نہیں آئی (اگرچہ احیانًا آئی ہے) حالانکہ ان پر تو زیادہ برکات و تجلیات کا نزول ہوتا تھا لیکن ان کے حوصلے پختہ اور استعداد قوی تھے جس کی وجہ حضورِ اقدس صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کی صحبت کی برکت تھی اور جو صحابہؓ کرام کے علاوہ عام صوفیاء کرام ہیں جن پر یہ حالت نہیں آتی تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ یا تو ان پر نزول برکات کم ہو گی۔ دوم یہ کہ ان کی استعداد زیادہ اور قوی ہو گی۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول کہ بے شک شیطان اس شخص کے پیٹ میں گھس گیا اور اس طرح حضرت اسمآء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اعوذ باللہ پڑھنا محمول ہے ان اشخاص کے تکلف اور مکر پر (اس سے حقیقی غشی کی تردید مراد نہ تھی) اسی وجہ سے اس کی نسبت انہوں نے شیطان کو کی۔ (اگر کہیں تکلفًا غشی پر تردید محمول نہ ہو تو پھر صحیح تاویل یہ ہو گی کہ) اس حالت سے ان دونوں مبارکوں نے اس وجہ سے انکار کیا کہ عام حالت میں ان اشخاص کی مثل قوت استعداد زیادہ ہونے کیوجہ سے آپ دونوں پر غشی نہ آئی ہو اور میری اس مذکورہ دلیل پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ان لوگوں کا تذکرہ ہوا جو قرآن سن کر بے ہوش ہو جائے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے اور ان کے مابین صداقت کا حال معلوم کرنے کی یہ شرط ہے کہ ان میں سے ایک شخص کو ایک کوٹھے کی چھت پر اس طرح بٹھایا جائے کہ اس کے پاؤں لٹک رہے ہوں اور اس پر اول سے آخر تک پورا قرآن پڑھا جائے تو اگر اس نے اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرایا اور بے ہوش ہو گیا تو پھر صادق ہے

اس لئے کہ اپنے آپ کو اونچی جگہ سے گرا کر بے ہوش ہونے سے انہوں نے اپنی صداقت ثابت کر دی۔ لہٰذا ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے بھی ثابت ہوا کہ آپ نے بھی اس شخص کا بے ہوش ہونا جھوٹ اور تکلف پر محمول کیا۔ نہ یہ کہ صادقین کیلئے حقیقی غشی کے منکر تھے کلا وحاشا ثم کلا وحاشا۔

(۲): اسی طرح علامہ عارف باللہ اسماعیل حقی بروسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر روح البیان شریف: ج:۸: ص:۱۰۰: سورۃ زمر: آیت:۲۳: کی تفسیر میں مذکورہ بالا اعتراض کا جواب اس طرح دیتے ہیں:

”یقول الفقیر لا شک ان القدح والجرح انما هو فی حق اهل الریاء والدعوی وفی حق من یقدر علی ضبط نفسه کما اشار علیه السلام بقوله (من عشق وعف و کتم ثم مات مات شهیدا) فان من غلب علی حاله کان الادب له ان لا یتحرک بشئ لم یؤذن فیه واما من غلب علیه الحال وکان فی امره محقا لا مبطلا فیکون کالمجنون حتی یسقط عنه القلم فبای حرکة تحرک کان معذورا فیها فلیس حال اهل البدایة والتوسط کحال اهل النهایة لا یقدر علیه من دونهم وکان الاصحاب ومن فی حکمهم ممن جاء بعدهم راعوا الادب فی کل حال ومقام بقوة تمکینهم بل لشدة تلوینهم فی تمکینهم فلا یقاس علیهم من لیس له هٰذا التمکین فرب اهل تلوین یفعل ما لا یفعله اهل التمکین وهو معذور فی ذلک لکونه مغلوب الحال ومسلوب الاختیار۔“[165]

ترجمہ: فقیر کہتا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ غشی کی قباحت وجرح صرف ریاکار اور اہلِ دعویٰ لوگوں کے حق میں ہے اور ان لوگوں کے حق میں ہے جو اپنے نفس کو کنٹرول کرنے پر قادر ہوں (اور ویسے ہی مکراً وتکلفاً غشی کا اظہار کریں) جیسا کہ اشارہ کیا ہے ہمارے نبی اکرم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ

---

[165] (تفسیر روح البیان: ج:۸: ص:۱۰۰)

وَاٰلہٖ وَسلَّم نے اس حدیث میں (جو شخص اللہ تعالیٰ پر عاشق ہو جائے اور اپنے عشق کو مخفی رکھے حتی کہ وفات پا جائے تو وہ شہید مرا) تو اگر سالک پر حال غالب ہوا تو اس کیلئے اب یہ ہے کہ کوئی غیر شرعی حرکت نہ کرے اور اگر کسی سالک پر حال غالب ہو اور اپنے کام میں حق بجانب ہو باطل نہ ہو تو اس کی مثال پاگل کی طرح ہے کہ مرفوع القلم ہے اور جس طرح کی بھی حرکت کرے اس میں یہ معذور ہے اور مبتدی کا حال متوسط اور منتہی کی طرح نہیں ہوتا کیونکہ منتہی جس چیز پر قادر ہوتا ہے اس کے ما تحت اس پر قادر نہیں ہوتے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور وہ جو ان کے حکم میں تھے اور جو بعد میں آئے تھے انہوں نے ہر حال اور ہر مقام میں ادب کی رعایت کی تھی جس کی وجہ سے قوت تمکین بلکہ شدت تلوین فی التمکین تھی لہٰذا ان پر وہ لوگ قیاس نہیں کئے جائیں گے جن کو ان کے برابر تمکین حاصل نہ ہوں تو بہت سے اہلِ تلوین ایسے کام کر جاتے ہیں جو اہلِ تمکین یعنی اہلِ صحو نہیں کرتے کیونکہ یہ اہلِ تلوین اس میں معذور ہوتے ہیں کیونکہ مغلوب الحال اور سلوب الاختیار ہوتے ہیں۔ (فاندفع الاشکال فھذا غیرہ)۔

اعتراض ثانی: منکرین کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ”السماع والقول والرقص الذی یفعله المتصوفة فی زماننا حرام لایجوز القصد الیه والجلوس علیه“ تو اس سے اہل تصوف کے سماع اور رقص کی حرمت ثابت ہو رہی ہے۔ ”الجواب بعون الملک الوھاب“۔

یاد رکھیں یہ بات کہ ایک صوفیاءِ کرام ہوتے ہیں اور ایک متصوفہ۔

صوفیاءِ کرام وہ ہوتے ہیں جن کا ظاہر شریعت محمدی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہٖ وَسلَّم کے ظاہر کے ساتھ اور ان کا باطن سے آراستہ ہو اور وہ انوار و تجلیات ربانیہ سے بہرور ہوں تو ان کا وجد و حال اور رقص و سماع حق و ثابت ہے جس کے بارے میں کافی دلائل پہلے گزر چکے ہیں۔

متصوفہ وہ ہوتے ہیں جو تصوف کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ یہ شریعت کے ظاہر پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور نہ ہی باطن کے حال سے واقف ہوتے ہیں بلکہ دھوکے کے شیخ ریاکار اور فاسق ہوتے ہیں اور تصوف کو اپنے عیب چھپانے کیلئے بطورِ پردہ استعمال کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا رقص وسماع اور تواجد بالکل ممنوع ہے اور حرام ہے لہٰذا جن مقامات میں فقہائے کرام نے رقص وسماع یا وجد وتواجد کی تردید کی ہے تو وہ سب ان متصوفہ پر محمول ہے تو ان دونوں کے درمیان فرق کرنا لازمی ہے لہٰذا فتاویٰ ہندیہ میں جس رقص وسماع کی تردید کی ہے تو "وہاں" (المتصوفه فی زماننا) کی قید موجود ہے اور متصوفہ کی تردید میں کوئی نزاع نہیں ہے۔

دوسری طرف اس فتاویٰ ہندیہ میں حقیقی صوفیاءِ کرام کے وجد وحال عشقی وسماع کا اثبات بھر پور طریقے سے کیا ہے جیسا کہ صاحبِ فتاویٰ ہندیہ لکھتے ہیں:

"فان فی زمانهم ربما ینشد واحد شعرا فیه معنی یوافق احوالهم فیوافقه ومن کان له قلب رقیق اذا سمع کلمة توافقه علی امر هو فیه ربما یغشی علی عقله فیقوم من غیر اختیار وتخرج حرکات منه من غیر اختیار وذلک مما لا یستبعد ان یکون جائزًا مما لا یوخذ به"۔[166]

ترجمہ: حقیقی عارفوں کے زمانے میں کئی دفعہ ایک شخص شعر بناتا اور ان کے سامنے پڑھتا جس کا معنی ان کے احوال کے موافق ہوتا تو جس کا دل نرم ہوتا تو وہ اس شعر کے ساتھ موافقت کرتا تو کئی دفعہ اس کے عقل پر مدہوشی آجاتی، اور بے اختیار کھڑا ہو جاتا اور اس سے بے اختیار حرکات صادر ہوتیں اور یہ بعید نہیں کہ یہ جائز کام ہے اور اس پر مواخذہ نہیں۔

---

[166] (فتاویٰ عالمگیری ج:۵:ص:۳۵۲)

پوری عبارت پہلے گزر چکی ہے ادھر ملاحظہ کریں تو معلوم ہوا کہ تردید متصوفہ پر محمول ہے اور اثبات حقیقی اہلِ تصوف کیلئے ہے۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی **مجموعۃ الرسائل: ج: ۱ : ص: ۱۷۳ :** میں پہلے تو حقیقی صوفیائے کرام کے لئے وجد وتواجد اور رقص وسماع کو ثابت کیا ہے اور بعد میں فاسق متصوفہ کے احوال پر تردید کی ہے اور فرماتے ہیں کہ:

”بل کلامنا مع ھولاء العوام الفسقة اللئام الذین اتخذوا مجالس الذکر شبکة لصید الدنیا الدنیة وقضآء لشھواتھم الشنیعة الردیة من کلامھم واجتماعھم من المردان والتلذذ وتنزیلہ علی اوصافھم الحسان وغیر ذلک الی۔“[167]

ترجمہ: بلکہ ہماری بات تو ان فاسق اور رزیل عوام کے ساتھ ہے جنھوں نے اس رزیل دنیا کا شکار کرنے کیلئے اور اپنی ناکارہ خواہشات کو پورا کرنے کیلئے مجالس ذکر کا حال کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور امرد کو اپنے ارد گرد جمع کر کے ان کے ساتھ شہوت کی باتیں کرتے ہیں اور گانوں سے تلذذ لیتے ہیں اور ان گانوں میں ان کے اوصاف بیان کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ دیگر خلافِ شرع کام کرتے ہیں (تو ہم ان لوگوں کے وجد وتواجد کی تردید کرتے ہیں کہ یہ شیطانی وجد وتواجد ہے نہ کہ رحمانی)۔

اسی طرح علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف **(الحدیقة الندیة: ج: ۳: ص: ۵۳۳)** میں حقیقی اہلِ تصوف کیلئے وجد وتواجد اور رقص وسماع ثابت کیا ہے اور فاسق وجاہل متصوفہ کے رقص وتواجد وسماع کی تردید کی ہے۔

---

[167] (مجموعۃالرسائل: ج: ۱ :ص: ۱۸۴)

آپ فرماتے ہیں:

بحیث یلتھون به عن حضور الجمع و الجماعات و رد ما یفعلونه وھم سکاری باکل الحشیش وبالخمر وانواع المسکرات وتحضر فی مجالسھم المردان الحسان ما بین الفسقةاللوطیین فیحصل منھم المس بشھوة و التقبیل و غیر ذلک من انواع الاثام۔ “[168]

ترجمہ: متصوفہ کے وہ افعال واحوال قابلِ مذمت ہیں جب وہ چرس وشراب اور دوسری نشہ آور چیزیں کھا کر نشہ کی حالت میں ہوتے ہیں اور ان کی مجالس میں خوبصورت مرد فاسق ولواطت کرنے والوں کے درمیان حاضر ہوتے ہیں اور وہ انہیں شہوت کے ساتھ چھوتے ہیں اور بوسہ لیتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر گناہ کے کام اور خلافِ شرع امور ان کے مجالس میں جاری ہوتے ہیں۔

علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف (کشف النور عن اصحاب القبور) میں جذبِ رحمانی کے متعلق اس طرح رقم طراز ہیں:

”وبیان ذلک انا نساله ما الذی حملک حتی صحت وزعقت و اضطربت فان بین معنی الھیا یحمل ذلک وشرح لنا شیئا من المعانی الواردة علی قلبه عند السماع بحیث نستدل بالثمرة علی الاغصان وبالزھرة علی البستان سلمناه ذلک واعتقدناه فیه الصلاح۔ “[169]

ترجمہ: اور اس کی وضاحت کہ ہم اس مجذوب سالک سے پوچھیں گے کہ وہ کس وجہ سے چلا رہا تھا اور شور مچا رہا تھا اور اس پر کیوں اضطراب اور حرکات آرہی تھیں؟ تو اگر کہیں اس طرح کا معنی

---

[168] (حديقةالندية: ج:۲:ص:۵۱۸)

[169] (كشف النور ص: ۲۱)

بیان کیا جس کیوجہ سے اس پر یہ حال طاری ہوا تھا اور اس کے دل پر سماع وارد ہوئی ایک چیز کی وضاحت کی اس طرح کہ میوہ سے ہم درخت پر اور پھولوں کی شاخ سے ہم باغ پر دلیل پکڑتے ہیں تو پھر ہم اس کیلئے یہ حالِ وجد و جذب تسلیم کریں گے اور اس پر نیک عقیدہ رکھیں گے۔

اسی طرح علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **حديقة الندية (ج٢ ص ٥١٨-٥٢٠)** میں فرماتے ہیں: ”جو لوگ ہمیشہ قسما قسم گناہوں میں مبتلا ہوں اور مسکرات کھاتے ہوں اور اپنے آپ کو تصوف کے ساتھ منسوب کرتے ہوں تو ان کا حال مردود ہے اور اگر عارفین باللہ اور عاملین بالشریعۃ ہوں تو ان کیلئے وجد و تواجد ور قص و سماع ثابت ہے اور ان کے حال شریفہ و محمودہ ہیں جو کہ بعد میں دونوں عبارتیں برکلی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے جواب میں آئیں گے“

الغرض نفی وجد و تواجد اور رقص و سماع متصوفہ اور خلافِ شرع جاہل اور فاسق لوگوں پر محمول ہے اور اس کا اثبات حقیقی اہلِ تصوف اور با عمل عارف پر محمول ہے تو جو یہ فرق نہ جانے وہ جاہل ہے اور اگر ایک شخص جانتا ہے لیکن اپنے آپ کو بے خبر فرض کرتا ہے تو وہ معاند اور تجاہل ہے۔

اعتراض ثالث: تیسرا اعتراض منکرین وجد و حال اس طرح کرتے ہیں کہ علامہ پیر علی برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقہ محمدیہ میں لکھا ہے کہ: **”ويدخل فيها ما يفعله بعض الصوفية“** لہٰذا اہلِ تصوف کا رقص بھی ممنوع رقص و اضطراب میں شامل ہے۔

”الجواب بعون الملك الوهاب“

سیکھ لیں یہ بات کہ طریقہ محمدیہ کی اس عبارت میں اہلِ تصوف سے مراد متصوفہ اور فاسق ہیں جیسا کہ مشہور محقق اور شارح طریقہ محمدیہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب **(حديقة الندية: شرح طريقه محمديه)** میں فرماتے ہیں:

”مایفعله بعض الصوفیۃ ای الذین ینسبون انفسهم الی مذهب التصوف وهم مصرون علی انواع الفسوق والفجور ویاکلون الحشیش ویشربون الخمور فی زماننا من غیر تخصیص احد بعینه هٰذا وصفه۔“[170]

ترجمہ: ماتن کا یہ قول کہ یہ جو کرتے ہیں بعض متصوفہ تو اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مذہبِ تصوف سے منسوب کرتے ہیں اور یہ لوگ قسما قسم فسق وفجور اور گناہوں میں ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں چرس اور شراب پیتے ہیں ہمارے زمانے میں کسی خاص معین شخص کو نہیں مخصوص کرتے بلکہ اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جس میں مذکورہ صفاتِ قبیحہ موجود ہوں۔

اعتراض رابع: چوتھا اعتراض منکرینِ وجد وحال یہ کرتے ہیں کہ پیر علی برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طریقہ محمدیہ میں لکھتے ہیں:

فاول ما احدثه اصحاب السامری لما اتخذ له عجلاً جسدًا له خوار قاموا یرقصون علیه ویتواجدون فهو دین الکفار۔

تو معلوم ہوا کہ رقص وتواجد سامری کے ساتھیوں اور کفار کا دین ہے۔

”الجواب بعون الملک الوهاب۔“

پہلے اکثر احادیث وآثار رقص ووجد کے بارے میں دلائل کے طور پر پیش کئے جا چکے ہیں اور اقوالِ مفسرین وفقہاء میں بھی کثیر دلائل گزر چکے ہیں تو ان کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عبارات بالا کا مطلب یہ ہے کہ فساق، مبتدعین اور خلافِ شرع لوگوں کا رقص وتواجد سامری اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مشابہ ہے اور حرام ہے اس لئے کہ رقص ووجد کے سبب کو سامنے رکھنا چاہیئے اگر

---

[170] (حدیقۃالندیہ:ج:۲:ص:۵۱۸)

سبب محمود ہے تو رقص ووجد وتواجد بھی محمود ہے اور اگر سبب حرام ہو تو یہ بھی حرام اور اگر سبب مباح ہو تو یہ بھی مباح جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے:

”فحکمه حکم مهیجه ان کان فرحه محمودا و الرقص یزیده ویؤکده فهو محمود وان کان مباحافهو مباح وان کان مذموما فهو مذموم۔“[171]

ترجمہ: رقص کا حکم اس کے سبب پر منحصر ہے تو اگر خوشحالی کے اچھے سبب سے ہو اور رقص سے اس میں زیادتی آتی ہو اور اسے موکد کرتی ہو تو یہ رقص بہتر اور محمود ہے اور اگر سبب مباح ہو تو یہ رقص بھی مباح ہے اور سبب بُرا اور مذموم ہو تو یہ رقص بھی مذموم ہے۔

حقیقی اہلِ تصوف کے وجد ورقص کا سبب انوارِ الٰہیہ کا ورود ہے اور یہ سبب محمود ہے لہٰذا ان کا وجد ورقص بھی محمود ہے سامری کے ساتھیوں کے رقص کا سبب امرِ الٰہی کی خلاف ورزی اور خواہشِ نفسانی کی اتباع تھا اور اسی طرح فساق متصوفہ اور ریاء کاروں کے رقص وتواجد کا سبب مذموم ہے تو اس قسم کا رقص بھی مذموم اور حرام ہے۔

حدیث شریف میں حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رقص مروی ہے سبب محمودہ کی وجہ سے جیسا کہ باب احادیث وآثار میں گزر چکا ہے اور امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”فکان هٰذا اصلاً فی رقص الصوفیة لما یدر کونه من لذات المواجید وقد صح القیام والرقص فی مجالس الذکر والسماع عن جماعة من کبار الائمة منهم شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام۔“[172]

---

[171] (احیاء العلوم:ج:۲:ص:۳۰۴)

[172] (الحاوی للفتاوی:ج:۲:ص:۲۲۴)

ترجمہ: یہ حدیث صوفیائے کرام کے رقص کیلئے دلیل ہے جب وہ حضرات وجد کی لذات حاصل کرتے ہیں اور مجالسِ ذکر وسماع میں کھڑے ہونا اور رقص کرنا ائمہ کبار کے بڑے گروہ سے ثابت ہے جس میں سے ایک شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام ہیں۔

تفصیلی عبارات پہلے گزر چکی ہیں لہٰذا حقیقی اہلِ وجد کے رقص کو حرام کہنا یا سامری کے ساتھیوں کے رقص پر قیاس کرنا عناد مع الحق اور ضلالت ہے اور ایک طرف کی عبارت پیش کرنا اور دوسری طرف سے سکوت کرنا جہالت یا تجاہل وعناد مع الحق ہے۔

اعتراض خامس: منکرینِ وجد وحال پانچواں اعتراض یوں کرتے ہیں کہ علامہ برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ الاسلام جلال الدین گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے:

"وسید الطائفة احمد السنوی رحمه اللّٰہ تعالیٰ صرح بحرمته ورایت فتوی شیخ الاسلام جلال الملة والدین الکیلانی ان مستحل ھٰذاالرقص کافر بالاجماع"۔

تو معلوم ہوا کہ رقص حرام ہے اور اسے حلال کہنا کفر ہے۔

"الجواب بعون الملک الوھاب"

اس عبارت کا جواب یہ ہے کہ ایک رقص فساق، جاہل اور خلافِ شرع متصوفہ کا ہے تو یہ حرام ہے اور اسے حلال کہنا کفر ہے۔ جبکہ با عمل صادقین صوفیاءِ کرام کا رقص بالکل جائز اور ثابت ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے جیسا کہ بار بار پہلے احادیث وآثار اور اقوالِ علمائے دین کی روشنی میں واضح ہو چکا ہے اور بالخصوص (حدیقة الندية ج ۲ ص ۵۲۳ الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۲۲۴ فتاوی رد المختار للشامی ج۳ ص۳۳۷ قبیل باب البغاة: مجموعة الرسائل ج ۱ ص ۱۷۳ احیاء العلوم ج ۲ ص ۳۰۴) کی عبارات حقیقی اہلِ تصوف کے اثبات کے بارے میں پہلے گزر چکی ہیں ادھر ملاحظہ کریں۔

علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ بالا عبارات کی توجیہہ اس طرح فرماتے ہیں:

”ولعل الشیخ رحمه الله تعالیٰ کان له اطلاع علی صوفیة مخصوصین موصوفین بما تقدم من الاوصاف والافلیس کل الصوفیة سوآء کما انه لیس کل العلماء والفقهاء والمدرسین سوآء کما انه لیس کل القضاة والامرآء والوزراء والسلاطین سوآء بل فیهم الصالح وفیهم الاصلح وفیهم الفاسد وفیهم الافسد وهو امر شایع مشهور لا شبهة فیه عند الجمهور والناقص القاصر من الجاهلین هو الذی یتتبع الفاسد ویستکشف عن عورات المسلمین واهل الکمال لا یرون الا الکمال ویسترون المقابح والعیوب بالاعراض والتاویل باشرف الخصال“ ۔[173]

ترجمہ: شاید حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کسی ایک خاص قسم کے متصوفہ کی اطلاع ملی ہو جو فسق وفجور کے اوصاف سے متصف ہو اور اگر اس طرح نہ ہو تو سارے صوفیاۓ کرام ایک جیسے نہیں ہوتے جیسے کہ سارے علماء کرام، فقہاء اور مدرسین ایک جیسے نہیں اور جیسے کہ قاضی، حکماء، وزراء اور سلاطین ایک جیسے نہیں ہوتے بلکہ ان میں بعض نیک اور بعض بہت زیادہ نیک اور بعض فاسد اور بعض بہت زیادہ فاسد ہوتے ہیں یہ ایک مشہور اور شائع خبر ہے جس میں جمہور کے نزدیک کوئی شک نہیں کہ جاہلین میں سے قاصر اور ناقص شخص وہ ہے جو صرف فاسد کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور مسلمانوں کے عورات لوگوں میں ظاہر کرتے ہیں اور اہلِ کمال لوگ وہ ہیں جو اہلِ تصوف سالکین کو کمال کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے قبائح اور عیوب کو اعراض سے چھپاتے ہیں اور اشرف الخصال سے ان کی تاویل حسنہ کرتے ہیں۔

---

[173] (حدیقة الندیة: ج: ۲: ص: ۵۲۰)

معلوم ہوا کہ تردید کی عبارتیں مفسدین پر محمول ہیں اور اثبات کی عبارتیں صالحین پر محمول ہیں اور ان کے مابین فرق نہ کرنا جہالت یا عناد مع الحق ہے۔

اعتراض سادس: منکرین کا چھٹا اعتراض یہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہلِ منصب کے لئے رقص کو مکروہ جانتے ہیں اور فرماتے ہیں:

”الرقص مکروہ لذوی المناصب لانہ لا یلیق بھم“۔

اور شیخِ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی فرماتے ہیں:

”ولکن لا یلیق الرقص بالشیوخ ومن یقتدی بہ لما فیہ مشابھۃ اللھو واللھو لا یلیق بمنصبھم ویباین حال التمکین مثل ذلک“ تو معلوم ہوا کہ رقص ایک نا مناسب اور مکروہ کام ھے۔ ”الجواب بعون الملک الوھاب“۔

اس کا جواب یہ ہے کہ رقص کی دو اقسام ہیں ایک مبتدین اور متوسطین کیلئے ہے تو یہ محمود ہے اور دوسری قسم منتہیین اور اہلِ تمکین کیلئے ہے جس کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو بالکل غیر اختیاری ہو اور اپنے آپ پر ضبط کی طاقت نہ آئے تو یہ بھی محمود اور مناسب ہے جیسا کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رقص یا شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اکابر ائمۂ دین کا رقص وغیرہ۔ دوسرا وہ جس میں ایک نوع اختیار موجود ہوتا ہے اور اپنے آپ پر ضبط کی طاقت ہو تو یہ بھی جائز ہے لیکن مشائخِ عظام کے منصب ارشاد اور حالِ تمکین کے ساتھ نامناسب ہے کیونکہ ان کیلئے بقدر الامکان تحمل ضروری ہے تو اگر اپنے آپ پر قابو کر سکے تو رقص نہ کرنا بہتر ہے اور رقص کے علاوہ دوسری اقسامِ وجد وحال کی ممانعت اور کراہت نہیں جیسا کہ اقشعرار الجسد، جریان الدموع اور حرکات لطائف وغیرہ ہو گیا۔

اعتراض سابع: ساتواں اعتراض منکرین کا وجد وحال کا اس طرح ہے کہ شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”شرط الوجد فی زعقتہ ان یبلغ الی حد لو ضرب وجھہ بالسیف لا یشعر فیہ وجع“۔

تو معلوم ہوا کہ جس کا وجد وحال اس انداز تک نہ پہنچا ہو وہ صحیح وجد نہیں ہے۔

”الجواب بعون الملک الوھاب“

شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کی توجیہہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں اس طرح بیان فرمائی ہے:

”فقد ذکر عند السری حدیث الوجد الحاد الغالب فقال نعم یضرب وجھہ بالسیف وھو لا یدری معناہ انہ فی بعض الاحوال قد ینتھی الی ھٰذا الحد فی بعض الاشخاص۔“

ترجمہ: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے تیز اور غالب وجد کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ہاں اس کا چہرہ مارا جارہا ہو اور اسے پتہ نہ چلے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ وجد بعض حالات میں بعض لوگوں کیلئے اس حد تک پہنچ جاتا ہے۔ (لیکن یہ کلی حکم نہیں ہے)[174]

معلوم ہوا کہ یہ وجد کی ایک خاص قسم ہے جو بعض حالات میں بعض لوگوں پر آتی ہے اور ہر وقت ہر کسی پر اس قسم کا وجد نہیں ہوتا جیسا کہ علامہ سید احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ مراقی الفلاح (ص ۳۵۹ قبیل باب مایفسد صلوٰۃ) میں لکھتے ہیں:

”الوجد مراتب و بعضہ یسلب الاختیار فلا وجہ لمطلق الانکار“

ترجمہ: یعنی وجد کی بہت ساری قسمیں ہیں لیکن بعض وجد سے اختیار سلب ہو جاتا ہے لہٰذا مطلقاً انکار کیلئے کوئی دلیل نہیں۔

---

[174] (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۳۰۴)

لہٰذا وجد کی بہت اقسام ہیں علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقۃ الندیۃ (ج ۲ ص ۲۰۸) میں اسی قسم کے ایک اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

"سمعت عمن ینتقد علی فقرآء الصوفیۃ فی زماننا ویحط علیھم انہ قال: من رایناہ یتواجد منھم نغرزہ بسملۃ ونحوھا من ابرۃ الحدید فان احس بھا فھو کاذب فی وجدہ وھٰذہ حماقۃ وجھالۃ وعداوۃ لفقرآء طریق اللہ واضحۃ ولو غرز النبی صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم بابرۃ فی وقت نزول الوحی علیہ وغیبتہ عن عالم الحس بالکلیۃ لتالم بذٰلک ووجد الوجع منہ مع کمال صدقہ فی حالہ۔"

ترجمہ: میں نے اپنے زمانے میں منکرینِ اہلِ تصوف سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: اگر ہم کسی کو وجد وتواجد کی حالت میں دیکھیں تو اس کے بدن میں کیل یا لوہے کی سوئی گھسا دیں گے (چبھو دیں گے) اگر اس کو تکلیف محسوس ہوئی تو وہ کاذب ہے۔ حالانکہ منکرین کا یہ قول مبنی بر حماقت وجہالت ہے اور فقرائے طریقت کے ساتھ واضح عداوت ہے اس لئے کہ اگر حضور صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم کے بدن مبارک میں بھی وقتِ نزولِ وحی سوئی چبھوئی جائے (معاذ اللہ) جو کہ اس وقت عالمِ حس سے بالکل غائب ہوتے ہیں تو آپ مبارک کو بھی الم ہو گا۔ حالانکہ آپ صَلی اللہ تعالیٰ علیہ وَاٰلہ وَسلَّم اپنے حال میں کمال طور پر صادق ہیں۔

اعتراض ثامن: منکرینِ وجد وحال کا آٹھواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوب نمبر ۲۶۶ (ص ۱۳۴) میں وجد وتواجد اور رقص وسماع سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ کام ممنوع ہے اور مکتوب نمبر ۳۶ میں اسے اطفال طریقت کا کام گردانا ہے۔ "الجواب بعون الملک الوھاب"

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک طرف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود مکتوب نمبر ٣٦، ٢٨٥ اور ٣٠٢ ج ا میں وجد وتواجد اور رقص وسماع کو ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے مکتوب نمبر ٢٦ اور ٣٠٢ کی عبارات میں گزر چکا ہے۔

اور مکتوب نمبر ٢٨٥ کی عبارت یہاں ملاحظہ فرمائیں:

"بالجملہ سماع متوسطان را نافع است و قسمی از منتہیان را نیز چنانکہ بالا گزشت (الی ان قال) وسماع ورقص ہر چند نسبت بہ بعضی منتہیان نیز درکار است لیکن ایشان چوں ہنوز مراتب عروج در پیش دارند از اوساط اند (الی ان قال ملخصًا)۔

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ سماع متوسطین کیلئے نفع مند ہے اور اس میں ایک قسم منتہین کیلئے بھی نفع مند ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے (پھر آگے لکھتے ہیں) بعض منتہین کیلئے نسبت کے حساب سے رقص وسماع درکار ہے چونکہ ان کیلئے ابھی عروج کے مراتب در پیش ہیں اس لئے یہ متوسطین میں سے حساب کئے جائیں گے۔

اور دوسری طرف مکتوب نمبر ٣٦: اور مکتوب نمبر ٢٦٦: میں امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد وتواجد کی تردید کرتے ہیں یا اسے کارِ اطفال بتاتے ہیں لہٰذا ان دونوں اقوال میں تطبیق کرنا ضروری ہوا اور وہ یہ کہ جہاں پر امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وجد ورقص وسماع کی تردید کی ہے تو اس سے مراد متصوفہ، ریاکار اور خلافِ شرع اور حقیقی نور باطن سے محروم لوگوں کا رقص ووجد ہے جن کے پاس طریقت کا کمال اور شرائط یا نور وفیض موجود نہ ہو اور صرف اپنے آپ کو اس وجد ورقص وسماع اور ذکر جہری میں مشغول رکھا ہو اور اسے کمال جانتا ہو۔

اور جن مقامات پر امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وجد و تواجد اور رقص و سماع کو ثابت کیا ہے تو ان سے مراد حقیقی اہلِ تصوف کا وجد و حال ہے جن کے پاس نورِ باطن بھی ہوتا ہے اور شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں اور ذوقِ دلی بھی رکھتے ہیں اور ان کی مجالس منکرات اور خلافِ شرع امور سے پاک و صاف ہوتی ہیں۔

تو ان جیسے لوگوں کیلئے وجد و تواجد اور رقص و سماع کثیر دلائل کی روشنی میں ثابت اور حق ہے لیکن مبتدی اور متوسط کا وجد و تواجد الگ الگ ہے۔ اور منتہی کا الگ تو ہر ایک قسم اطفالِ طریقت کا خاصہ نہیں۔ (و اللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و اکمل)۔

اعتراض تاسع: نواں اعتراض یہ ہے کہ تفسیر قرطبی نے اہلِ تصوف کے وجد و رقص پر رد کیا ہے لہٰذا یہ ممنوع کام ہے۔ ”الجواب بعون الملک الوھاب۔“

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ علامہ قرطبی کی اس تردیدی عبارت کو علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیقۃ الندیہ میں متصوفہ پر محمول کیا ہے اور بعض دوسرے فقہائے کرام کی عبارتیں جو کہ طریقہ محمدیہ کے متن میں لائے ہیں۔ ان کے ساتھ قرطبی کی یہ عبارت بھی لائے ہیں۔

اور ان سب کے آخر میں علامہ شارح نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”و اعلم ان ھٰذا الذی سبق ذکرہ فی المتن من عبارات الفقھاء جمیعہ فی حق من ذکرنا ھم من طائفۃ متصوفۃ اللہ اعلم باعیانھم فلا تنزلہ انت فی حق کل من وجدتھم علی شبہ منھم و قیاس منک لھم علیھم فان الشیطان للانسان عدو مبین و الا فان طریق الوجد و التواجد

الذی تعلمه الفقراء الصادقون فی هٰذا الزمان وبعده کما کانوا یعلمونه من قبل فی الزمان الماضی نور وهدایة واثر توفیق من اللّٰه تعالٰی وعنایة۔ الخ“[175]

ترجمہ: جان لو یہ کہ متن طریقہ محمدیہ میں جو تنقیدی عبارات فقہائے کرام کی گزری ہیں تو یہ سب متصوفہ فاسقین کے وجد کی تردید میں ہیں۔ اللّٰہ تعالیٰ ان کے ایمان کو بہتر جانتا ہے لہٰذا تو ان تنقیدی عبارات کو ہر شخص کے حق میں مت استعمال کیا کریں کہ جن کا ظاہر ان سے مشابہ نظر آئے اور نہ ان پر قیاس کر اس لئے کہ شیطان لعین انسان کا کھلا دشمن ہے اور اگر اس طرح نہ کیا جائے تو صادقین فقرائے کرام کا وجد وتواجد جس کی وہ تعلیم دیتے ہیں۔ اس زمانے میں اور تعلیم دیں گے آنے والے زمانے میں اور جیسا کہ پچھلے زمانے میں تعلیم دیا کرتے تھے تو یہ نور، ہدایت واثر اللّٰہ تعالیٰ کی مہربانی وتوفیق ہے۔

لہٰذا قرطبی کی یہ عبارت متصوفہ، خلافِ شرع اور ریاکار اور فاسقوں پر محمول ہے اور حقیقی اہلِ تصوف کا وجد وحال اجماعی طور پر نور وہدایت ہے۔ اور اگر قرطبی کے اس قول کی تطبیق نہ کی جائے تو پھر قرطبی اگرچہ فقیہ اور عالم ہیں لیکن نہ تو علم الکلام میں امام مجتہد ہے اور نہ فقہ میں اور نہ تصوف میں، بلکہ فقہ میں وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے اور مالکی مذہب سے ہے۔ اور پھر مالکیہ میں متشدد اور متعصب بھی ہے کیونکہ جلد اول میں حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت تابعی کوفی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ جیسی ہستی کو ضعیف کہا ہے۔ اور ابن سعد پر اعتماد کیا ہے۔

تو آیا ہم اہلِ انصاف اور بالخصوص احناف قرطبی کے اس قول کو مانیں گے؟ کلا وحاشا۔ تو اس طرح اگر قرطبی علی الاطلاق وجد وحال کی تردید کرے اور حال یہ ہے کہ اس کے اثبات میں ہزاروں

---

[175] (حدیقةالندیةشرح طریقه محمدیه ج: ۲: ص: ۵۲۳)

دلائل موجود ہوں تو ہم کبھی بھی قرطبی کے اس قول کو نہیں مان سکتے۔ بلکہ اسے تفرد خاطعہ، قولِ غیر مقبول، اور مردود جانیں گے۔ اور یا تو حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی تاویل حسنہ اور تطبیق کریں گے۔ اور وہ یہ کہ وجد وحال کی تردید خلافِ شرع اور فاسق متصوفہ پر محمول ہو گی۔

”اللّٰھم جذبنی بجذبات ربوبیتک واعطنی من خزائن کنوز رحمتک ووفقنی وجمیع المسلمین بمحبة مجاذیبک الذین محبتھم محبتک واحفظنی وجمیع المؤمنین من معادات مجاذیبک الذی معادتھم معادتک اللّٰھم لا تحرمنی من انوارھم واعطنی من اسرارھم واحشرنی فی زمرة اخیارھم واملاء السجین باغیارھم“

وارحم علی اصحابھم وافذفی احبابھم   وانصر علی اعدائھم ھم مستحقون القتل

حررہ:

احقر العباد تراب اقدام الاولیاء فقیر سید عبد الحق شاہ حنفی ترمذی سیفی

جامعہ اسلامیہ عبد اللہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

جان محمد کلمتی گوٹھ، گھر پھاٹک، نزد دیوان سیمنٹ فیکٹری، کراچی

For More Books Click On Ghulam Safdar Muhammadi Saifi